جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں۔

یہ کتاب درحقیقت ایک انگریزی کتاب ''What the book says about Sport'' کا اُردُو ترجمہ ہے جو کہ کتاب کے مصنف جناب سٹوارٹ وئیر (Stuart Weir) کی خصوصی اجازت سے اُردُو زبان میں ترجمہ کر کے شائع کی جا رہی ہے۔اس کی اشاعت کے تمام تر حقوق بحق او۔ایم ٹیم پاکستان،۲۵حمزہ ٹاؤن،۱۹کلومیٹر فیروز پور روڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتابِ مقدس کھیل کے متعلق کیا کہتی ہے

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سٹوارٹ وئیر

ترجمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔داؤد شمس

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔داؤد شمس

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔او۔ایم ٹیم پاکستان

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوّل،ستمبر۲۰۰۶ء

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو ہزار

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۵۵روپے

ملنے کا پتہ

او۔ایم ٹیم پاکستان (دارالنجات)،۲۵حمزہ ٹاؤن،۱۹کلومیٹر فیروز پور روڈ، لاہور

تسلیمات!

وہ بہت سے افراد خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تصنیف کو ممکن بنایا۔ میں نعومی سٹار کی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے یہ کتاب تصنیف کرنے کی دعوت دی اور دورانِ تصنیف میری مسلسل حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔

گزشتہ دس سالوں سے مجھے یہ استحقاق حاصل رہا ہے کہ میں کھیل کے میدان میں مسیحیوں کے لئے کام کروں۔ یہ بات میرے لئے ایک مسلسل چیلنج رہا ہے کہ میں ایسے خیالات پر سوچ سکوں کہ کھیل کی دنیا میں مسیحی کیسا رہا جا سکتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے ملنے والی تحریک کے لئے اس کا مشکور ہوں۔ میں بالخصوص گراہم ڈینیلز اور اینڈ روونگ فیلڈ ڈگ بائے کی مدد کے لئے ان کا شکر گزار ہوں جن کے خیالات میں نے کسی بھی شرمندگی کی پرواہ کئے بغیر لئے اور انہیں اپنا بنا کر پیش کیا۔ میری سیکرٹری ہیلن نن، ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس کتاب کے سلسلہ میں میرے لئے بڑی مدد کا باعث رہی ہیں، خاص طور پر مسودہ پڑھنے میں۔ کیرن ایوری کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصنیف کے دوران مجھے چھپنے کی اجازت دی اور اس سلسلہ میں ہدایات دینے والوں کو بھی ترتیب میں رکھنے میں زبردست کام کیا۔

میں فیلوشپ آف کرسچن ایتھلیٹس اینڈ ہیم فرائیڈ رائیکر آف سپورٹلر رفٹ سپورٹلر (جرمنی) کے لاری میک کاؤن کا اس مدد کے لئے جو انہوں نے بات چیت اور تحریری مواد مہیا کرنے کے سلسلہ میں کی شکر گزار ہوں۔

۱۹۹۳ میں، میں نے ''مور دَین چیمپیئن: سپورٹ سٹارز سیکرٹس آف سیکسیس'' (More than champions : Sportstars' Secret of Success) کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ میں اس کتاب کے ناشر جناب ہارپر کولنز کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کتاب سے کچھ مواد لینے کی اجازت دی۔ کھیلوں میں دلچسپی لینے والے ان بہت سے افراد کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلہ میں اپنی قیمتی رائے سے مجھے نوازا اور مجھے یہ اجازت

بھی دی کہ میں ان کی رائے کا اقتباس کر سکوں۔

آخر میں میں اپنی شریکِ حیات لِنی کا مشکور ہوں جس نے نا صرف شادی کے ۲۷ سال میرے ساتھ گزارے بلکہ میری حوصلہ افزائی کا باعث رہی ہے! متعدد معاملات میں میری ہمت بندھانے کا بہت بہت شکریہ۔

سٹوارٹ وئیر

کرسچنز ان سپورٹ، پی او بکس نمبر 93 آکسفورڈ، OX2 7YP

stuart@christiansinsport.org.uk

مسیحی، کھیل کے میدان میں

کرسچنز ان سپورٹ کا مشن یہ ہے کہ کھیل کی دنیا تک مسیح کی خاطر رسائی حاصل کی جائے۔ ہم ایک بشارتی ادارہ ہیں جو اس بات کی تلاش میں بھی رہتا ہے کہ کھیلوں کی دنیا میں مسیحی کی موجودگی کو بھی ترویج دی جائے۔

ہم بڑے جذبہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ کھیل اور اسکے ساتھ محبت ہمیں خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔ کھیلوں میں شرکت نا صرف مسیحیوں کے لئے ضروری ہے بلکہ مشنری کام کا ایک موقع بھی ہے۔

کھیلوں کی دنیا میں مسیحی موجودگی کے بارے با قاعدہ معلومات اور کھیلوں کے متعلق دیگر بشارتی ذرائع کے متعلق جاننے کے لئے ہم سے رابطہ کریں:

کرسچنز ان سپورٹ
پی او بکس نمبر ۹۳
آکسفورڈ
OX2 7YP
01865 311211
info@christiansinsport.org.uk
www.christiansinsport.org.uk

پیش لفظ

ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جس نے تقریباً پندرہ سال سے پیشہ ورفٹ بالر کے طور پر کمایا اور زندگی بسر کی ہے، اور جو اس سارے عرصہ میں زیادہ وقت مسیحی رہا ہے، اس کے لئے بائبل مقدس اور کھیل کے عنوان پر لکھی گئی کتاب بڑی دلچسپی کا باعث ہے۔

جس مسیحیت پر میں ایمان رکھتا ہوں وہ صرف اتوار کے دن والی مسیحیت نہیں ہے۔ میرا ایمان میری ساری زندگی پر محیط ہے۔ یہ مجھے بطور ایک انسان مضبوطی بخشتا، اور جو کچھ بھی میں کرتا ہوں اس سب میں مجھے اپنے ساتھ لیکر چلتا ہے، چاہے یہ فٹ بال کا میدان ہو یا میرا گھر، میری شادی کا رشتہ ہو یا معاشرے کے دوسرے افراد سے رشتہ۔

فٹ بال بڑا جذباتی سا کھیل ہے۔ جب یہ آپ کی ملازمت ہو تو پھر یہ آپ کا سب کچھ لے لیتا ہے۔ مسیح کے ساتھ میرے رشتہ نے اس سلسلہ میں میری مدد کی ہے کہ میں چیزوں کو ان کے زاویہ سے دیکھوں۔ بعض اوقات یہ دیکھنا مدد کا باعث ہوتا ہے کہ فٹ بال ایسا کھیل نہیں ہے کہ سب کچھ بن جاؤ اور سب کچھ ختم کر دو۔ اگر چہ یہ ضروری ہے اور یہ میری ملازمت ہے۔ خدا پر نگاہیں مرکوز کرتے ہوئے اور اپنا تمام تر بھروسہ اور اقدار خدا پر رکھتے ہوئے میں ایک مضبوط بنیاد قائم کر رہا ہوں۔ خدا ہمیشہ تک قائم رہنے والا ہے، جب فٹ بال کا کھیل ختم ہو جائے گا وہ اس وقت بھی موجود ہوگا۔

میں اپنا معیار بائبل مقدس میں سے تلاش کرتا ہوں، لیکن ان معیاروں کو کھیل کے میدان میں مختلف صورتِ حال میں اپنے اوپر نافذ کرنا ہمہ وقت آسان نہیں ہوتا۔ فٹ بال بہت سخت اور ٹکرانے والا کھیل ہے، اور کھیل کے میدان میں ایسی باتیں چند سیکنڈوں میں ہوسکتی ہیں جو آپ کی خود ضبطگی کا امتحان ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ مسیحی بھی اتنی ہی جان مار کر اور مقابلہ کی روح سے فٹ بال کھیل سکتے ہیں جتنا کہ کوئی دوسرا لیکن کھیل کے قواعد وضوابط میں رہتے ہوئے۔

سپورٹس میڈیا آپ کو بڑھانے اور گرانے دونوں چیزوں سے محبت رکھتا ہے۔ زندگی میں

سیکھی گئی اہم ترین باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا مجھے میری شخصی خوبی یا صلاحیت بخشتا ہے۔ میری اہمیت کا دارومدار میرے پچھلے میچ کی کارکردگی پرنہیں ہوتا۔فٹ بال آپ کوایک حد سے دوسری حد تک پھینک دیتا ہے۔ایک ہفتہ تو آپ عروج پر پہنچے ہوتے ہیں اور دو ہفتوں کے بعد بعض جگہوں پر آپ کو ڈراپ کر دیا جاتا ہے یا ہوسکتا ہے کہ آپ ٹیم سے بالکل ہی نکال دیے جائیں۔پس آپ کوایک معیار برقرار رکھنا ہوتا ہے۔اوراس سلسلہ میں میرا ایمان یقیناً میری مدد کرتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے پیشہ ورفٹ بال میں رکھنا چاہتا ہےاور یہ کہ اس نے میرے سپرد ایک کام کیا ہے۔اس کام کا ایک حصہ یہ ہے کہ میں دوسرے مسیحی کھلاڑیوں کی ان کے ایمان میں حوصلہ افزائی کروں۔ میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ خدا چاہتا ہے کہ میں اس کے بارے دوسرے کھلاڑیوں کو بتاؤں۔میرا یہ مطلب نہیں کہ ان کے سامنے تبلیغ کروں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کروں کہ میں ایسی زندگی بسر کروں کہ لوگ جانیں کہ میں مسیحی ہوں۔بعض دفعہ کھلاڑی میرے پاس آکر مجھ سے سوال پوچھے گا، آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آپ اس لحاظ سے مختلف کیوں ہیں؟ یہی وہ موقع ہوگا جب آپ انہیں بتا سکتے ہیں۔

مجھے یہ کتاب ''کتابِ مقدس کھیل کے متعلق کیا کہتی ہے'' آپ کو پڑھنے کے لئے تجویز کرتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے آپ کو کچھ ایسے معاملات سے نپٹنے کے بارے مدد ملے گی جو آپ کو ہر ہفتہ درپیش ہوتے ہیں جب آپ کھیل کے میدان میں خدا کے معیار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

گیون پیکاک

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۔	تعارف	9
۲۔	کھیلوں کی طرف مسیحی نقطہ نظر	12
۳۔	کھیل کی الٰہیات کی طرف	25
۴۔	مسیحی کھلاڑی ۔۔ اصطلاحات میں ایک تضاد	47
۵۔	کیا خدا اس بات کی پرواہ کرتا ہے کہ کون جیتتا ہے؟	53
۶۔	کبھی بھی اتوار کے دن نہیں؟	62
۷۔	مسیح کی خاطر کھیل کی دنیا تک پہنچنا	73
۸۔	کھیل اور مقامی کلیسیا	86
۹۔	کھیلوں کے بڑے بڑے مقابلے	93

تعارف

یہ کہانی مریخ کے خیالی باشندوں کے ایک گروہ کے بارے میں ہے جو زمین پر زندگی کے مطالعہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔انہوں نے اپنے دیگر مریخی باشندوں کی نفسیاتی خلل والی ہنسی کے متعلق رپورٹ دی کہ انہوں نے سب سے زیادہ عجیب وغریب چیز دیکھی تھی۔

گیارہ افراد سفید لباس میں ملبوس ایک میدان میں دائرہ کی شکل میں کھڑے تھے۔ دولوگ جن کی ٹانگوں اور جسم پر پیڈ بندھے ہوئے تھے میدان میں آئے، ان دونوں کے ہاتھ میں لکڑی سے بنی ہوئی چوڑی چوڑی پھٹیاں تھیں۔ میدان میں کھڑے گیارہ لوگوں میں سے ایک نے ایک چمڑے سے بنی ہوئی ایک گول سی چیز ان دو میں سے ایک شخص کی طرف پھینکی جو ہاتھ میں لکڑی کی پھٹیاں لئے کھڑے تھے، ایک پھٹی بردار نے اسے اپنی پھٹی سے مارنے کی کوشش کی۔ اس منظر کو جس چیز نے زیادہ پرکشش اور حیران کن بنا دیا تھا وہ یہ تھی کہ زمین کے ہزاروں باشندے اس عجیب وغریب تماشے کو دیکھنے کے لئے وہاں آئے تھے، اور جو اسے دیکھنے کے لئے اندر نہ آسکے انہوں نے یہ تماشا اپنے گھروں میں ٹیلیویژن پر دیکھا!

ہمارے معاشرہ، تہذیب یا ماحول سے باہر کسی بھی شخص کے لئے کھیل کی طرف ہمارے اس خبط کو سمجھنا مشکل ہوگا۔ تاہم ہمارے سیارہ کے کسی بھی باشندہ کے لئے اس جدید دور میں کھیلوں کی اہمیت کو سمجھنا مشکل نہیں۔ کھیلوں کی دنیا کے ستارے قوم کے ہیرو ہوتے ہیں، ہم ان کی زندگی کے ہر ایک پہلو سے بہت محظوظ ہوتے ہیں۔ ہم لاکھوں کی تعداد میں میدانوں میں جمع ہوتے ہیں اور انہیں فتح کے لئے ابھارتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں لوگ انہیں ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں۔ ان کی پیشہ وارانہ اور نجی زندگیوں کے متعلق اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے خبریں ہم تک پہنچتی ہیں۔ کاروبار ان سے محبت رکھتا ہے کیونکہ ان کے اشتہاروں اور شہرت کا سہارا لیکر کاروباری لوگ اپنی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مصنوعات (مثلاً ریزر اور ناشتہ کے دلیہ سے لیکر ریسنگ کاروں اور کھڑکی کے فریموں تک) ہمیں فروخت کرتے ہیں۔ ہم ان کی مہارت کا

اعتراف کرتے ہیں۔ہم بھی وہی چیزیں (بوٹ، بال، بیٹ اور دیگر کئی اشیاء) استعمال کرتے ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ہم ایسی قمیضیں پہنتے ہیں جن کی پشت پر ان کے نام یا تصویریں ہوتی ہیں۔ہم وہ کپڑے خریدتے ہیں جن کی مشہوری وہ کرتے ہیں۔جب وہ بولتے ہیں تو ہم بغور سنتے ہیں۔وہ لاکھوں کے لئے قابلِ تقلید اور نمونہ ہوتے ہیں۔

ایک امریکی اخبار کا اقتباس کچھ یوں ہے:

اتھلیٹ ، ان کے کارنامے اور ان کی نجی زندگیاں آجکل بڑے غور سے دیکھی جاتی ہیں۔کچھ لوگ اس رجحان سے بچتے ہیں لیکن یہ ایک تہذیبی خدمت ضرور سرانجام دیتا ہے۔ہم درست اور غلط، نسلی تعلقات اور معیار کی گراوٹ کے بارے گفتگو کرنے کے لئے کچھ محفوظ مواد تلاش کرنے کے لئے کھیلوں کو استعمال کرتے ہیں۔

یو۔ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ،جنوری ۱۹۹۸

کھیل قوم کی طبعیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔جب مینچسٹر یونائیٹڈ نے مئی ۱۹۹۹ میں چیمپئین لیگ کا فائنل جیتا تو اس وقت یو کے ٹی وی سامعین و ناظرین کی تعداد ۱۸اشاریہ۸ملین تھی۔ان میں سے بہتیرے یا تو فٹ بال میں بہت کم دلچسپی رکھتے تھے یا بالکل نہیں رکھتے تھے، اس کے باوجود وہ بحر کی اس جنونی بشاشت کے بھنور میں پھنسے ہوئے تھے۔سنڈرلینڈ جیسی ٹیم کی پریمئیر لیگ میں پروموشن شہر کے بیشتر افراد پر اثر انداز ہوتی ہے نسبتاً ان تیس ہزار (۳۰۰۰۰) لوگوں کے جو ٹیم کو محض کھیلتے ہوئے دیکھیں۔بہت سے لوگ اپنی مقامی اور قومی ٹیم کی کامیابیوں سے بے پناہ خوشی حاصل کرتے ہیں۔

ہر سال براہ راست کھیل دیکھنے والے لاکھوں افراد کے علاوہ کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو صرف تماشائی ہیں اور ان کے لئے ہر سال کھیل ایک واحد تفریح ہوتی ہے۔موجودہ بھرمار سے پہلے بھی یو کے ٹیلیویژن ناظرین کے لئے چار چینل دستیاب تھے، یہ چینل ان کے مرکزی زمینی

چینلوں کے علاوہ تھے۔

فراغت کے وقت میں اضافہ، کُل وقتی ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ اور صحت اور فٹنس کے بڑھتے ہوئے رجحان نے لوگوں کو جم میں شمولیت اختیار کرنے، جوگنگ کرنے اور دیگر سرگرمیوں میں حصہ لینے کے منصوبے بنانے پر مجبور کر دیا ہے۔ ۱۰ کلومیٹر یا اس سے کم فاصلہ کی میراتھن ریس کے علاوہ سخت محنت طلب کھیلوں میں لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ موجودہ اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ۲۸ ملین کے قریب لوگ جو کہ پوری برطانوی آبادی کا نصف ہیں، مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ کسی کھیل یا تفریحی سرگرمی میں حصہ لیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک کھیل کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ انہیں ٹیسٹ ریکارڈ سے کوئی دلچسپی نہیں، اور نہ ہی انہیں اس بات کی کوئی فکر ہے کہ ورلڈ کپ ہونے والا ہے۔ وہ کبھی کسی جم میں نہیں دیکھے جاتے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ بات ان کی سمجھ سے باہر ہے کہ دوسرے لوگ کیوں کھیلوں میں اس قدر دلچسپی لیتے ہیں۔ ہمیں ایسے لوگوں کے بارے زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں، ہمیں ان کے لئے دعا کرنی چاہئیے۔

اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کہ کھیل آج کی دنیا میں بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج کی کلیسیا سے اس کا کوئی تعلق ہے؟ کیا مسیحیت اور کھیل کا کوئی میل ہے؟ کیا بائبل مقدس کھیل کے متعلق کچھ کہتی ہے؟ کیا کوئی کھیلوں کی الٰہیات حقیقت میں موجود ہے؟ یہ وہ چند ایک سوالات یا مسائل ہیں جن کے متعلق ہم اس کتاب میں بات چیت کریں گے۔

یہ اس کتاب کی دلیل ہے کہ محض کھیل ہی ایک ایسا شعبہ نہیں جس میں کسی مسیحی کی شمولیت ضروری ہے بلکہ یہ کہ کھیل کا میدان خدمت گزاری کا ایک اہم اور حکمت عملی کے اعتبار سے ایک بہترین ذریعہ ہے۔

باب نمبر 1

کھیل کی طرف مسیحی رجحان

کھیل کیا ہے؟

کھیل کو عام طور پر تعریف کے بغیر ہی زیادہ تر آسانی سے سمجھ لیا جاتا ہے۔ کھیل ایک مشغلہ ہے، ایک تفریح ہے۔ یہ نفسیاتی، جسمانی اور تفریحی قدر (اہمیت) رکھتی ہے۔ یہ ہمیں سماجی بنا سکتی ہے، ہمیں نظم وضبط کا پابند بنا سکتی ہے۔ یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ جو خاندان اکٹھا کھیلتا ہے وہ اکٹھا رہتا ہے۔ کھیل ایک ملازمت بھی ہے۔ یہ ایک بڑا کاروبار ہے۔ یورپین سپورٹس کانفرنس چارٹر کے مطابق، 'کھیل ہر شخص کا ایک ناقابلِ انتقال یا غیر منقسم حق ہے'۔

کونسل آف یورپ کھیل کی جو تعریف استعمال کرتی ہے وہ یہ ہے : 'کھیل سے مراد تمام طرح کی جسمانی سرگرمی ہے، جو نظم وضبط سے باہر یا نظم وضبط کے مطابق شرکت کے باعث جسمانی فٹنس اور ذہنی صحت کے اظہار یا انہیں بہتر بنانے پر اپنی توجہ مرکوز کرتی ہے، سماجی رشتے تشکیل دینے یا تمام سطحوں پر مقابلوں سے نتائج حاصل کرتی ہے'۔

برٹش سپورٹس کونسل کا نظریہ اس سلسلہ میں زیادہ وسیع ہے جس میں درج ذیل چار قسمیں شامل ہیں:

- ☆ مقابلے والے کھیل (مثلاً فٹ بال، ٹینس، گولف)
- ☆ جسمانی تفریح (غیر مسابقتی سرگرمیاں جو عام طور پر غیر رسمی بنیادوں پر منعقد کی جاتی ہیں مثلاً چلنا/ورزش یا تفریح کے لئے پیدل چلنا، سائیکل چلانا، کشتی رانی)۔
- ☆ جمالیاتی سرگرمیاں (مثلاً نقل وحرکت اور ڈانس)
- ☆ شرائط عائد کرنے والی سرگرمیاں (ایسی سرگرمیاں جن کا تعلق اولاً صحت اور فٹنس کے فوائد سے ہوتا ہے مثلاً ہوا باشی یعنی ایسی ورزش جس کے ذریعے دل

اور پھیپھڑوں کی حرکت کوتقویت دینے کے لئے آکسیجن زیادہ مقدار میں اندر کھینچی جاتی ہے، وزن کی تربیت، موسیقی کی مشق)

چونکہ اس کتاب میں مقابلہ کی کھیلوں پر زیادہ تر گفتگو کی جائے گی اسلئے یہ ضروری ہے کہ یہ بات یاد رکھی جائے کہ کسی مقامی پارک میں ایسی تفریح جس میں زور جیتنے کی بجائے شرکت پر ہو وہ بھی اسی طرح کھیل کے زمرے میں آتا ہے جیسے کہ اولمپک ۱۰۰ میٹر ریس کا فائنل۔ ایک کھیل جو دونوں چیزوں کو باہم اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوا ہے وہ لندن میراتھن ہے جس میں ہر دوڑنے والا پہلی پوزیشن کے لئے کوشش کرتا ہے جبکہ دوسرے پچیس ہزار لوگ شرکت کی غرض سے حصہ لیتے ہیں۔ لندن میراتھن میں دوڑ کے اختتام پر سب جیتنے والوں کو اُن کی کامیابی پر انعامات دیے جاتے ہیں۔

۱۹۹۱ میں چار یو کے سپورٹس کونسلز کے شائع کردہ ایک کتابچہ میں جس کا عنوان 'دا کیس فار سپورٹس' تھا یہ بیان کیا گیا ہے:

کھیل اپنی تائید خود ہے۔ یہ ہمارے قومی تمدن میں ایک اہم عنصر ہے۔ مزید یہ کہ کھیل:

- ☆ بہتر فٹنس، اچھی صحت اور شخصی خوشی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔
- ☆ بچوں کی تعلیمی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- ☆ مختلف تجربات اور کمیونٹی میں نئی رفاقت کے مواقع فراہم کرتا ہے۔
- ☆ معذور افراد کو صحت سے متعلق درکار خصوصی فوائد کی تکمیل کرتا ہے۔
- ☆ معیشت کے لئے حتمی اخراجات کا تقریباً ۹ بلین مہیا کرتا ہے۔
- ☆ کم از کم ۴ لاکھ ملازمتوں کا ذریعہ بنتا ہے۔
- ☆ دنیا میں برطانیہ کی ساکھ کو بڑھاتا اور مستحکم کرتا ہے۔

کلبیت کے حامی فلسفہ دان ہوسکتا ہے اس میں یہ اضافہ کریں، وہ کہیں گے کہ دنیا میں برطانیہ کی ساکھ بڑھانے کا دارومدار؟؟ پر ہے جس کا کہ تعلق قومی فٹ بال ٹیم سے یا نشہ بازی کے سکینڈلز سے ہوتا ہے جو کہ آجکل بہت پھیلے ہوئے ہیں۔

کچھ جارج اورویل کے نظریہ کی حمایت کریں گے کہ سنجیدہ کھیل کا صاف ستھرے انداز سے کھیلنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نفرت، حسد، شیخی، قوانین کی خلاف ورزی، بے ڈھنگی خوشی اور تشدد سے بھرپور حرکات کھیل سے زبردست طریقہ سے جُڑے ہوئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں گولیاں نہیں چلتیں (شوٹنگ این ایلیفینٹ Shooting an elephant, 1950)۔

بائبل اور کھیل

اگر آپ زنا کاری سے متعلق بائبل کا نظریہ جاننا چاہیں تو اسے جاننا کوئی مشکل بات نہیں۔ خدا نے واضح طور پر اس کو غلط کہا ہے۔ دس احکام میں آپ پڑھتے ہیں، ''تُو زنا نہ کرنا'' (خروج ۲۰:۱۴)۔ اس پیغام کو ساری بائبل میں لگاتار دہرایا گیا ہے۔ کسی بھی بائبل لغت یا کلید الکتاب میں آپ زنا کاری کی مذمت میں پچاس حوالہ جات دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ اور مصدقہ مسئلہ ہے۔

اگر آپ کھیل کے بارے بائبل مقدس کا نظریہ جاننا چاہیں تو یہ معاملہ اتنا آسان نہیں۔ جب خدا نے موسیٰ کو دس احکام دیے تو ان میں کھیل شامل نہیں تھا۔ یہ ایمان کی اساس کے بشارتی اتحاد میں بھی شامل نہیں تھا جو کہ راسخ الاعتقادی کی کسوٹی ہے۔ اس لئے ''کھیل کی الٰہیات'' کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ کتابِ مقدس کے تصورات اور اصول لیکر ان کا نفاذ کھیلوں پر کیا جائے۔

اس باب میں ہم بائبل کے کچھ مخصوص حوالہ جات دیکھیں گے جن کا تعلق کھیلوں سے ہے اور پھر ان میں سے کچھ اصول بنائے جائیں گے۔ دوسرے ابواب میں ہم بائبل مقدس کے اصولوں کو کھیل کی دنیا کے معاملات پر لاگو کرنے کی کوشش کریں گے۔

میں جانتا ہوں کہ کھیلوں سے متعلق بائبل کے حوالہ جات سے آپ غالباً واقف ہوں گے، لیکن آئیں ان حوالوں کو دیکھیں :

(مصنف کے نقطۂ نظر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے یہ حوالہ جات انگریزی میں بھی دیے جا رہے ہیں)

☆ Golf : 'I have finished the course' (2 Timothy 4:7).

☆ گولف: ''میں نے دوڑ کو ختم کر لیا'' (۲۔تیمتھیس ۴:۷)۔

☆ Cricket : 'Peter stood up with the Eleven (and was bold)' (Acts 2:14).

☆ کرکٹ: ''لیکن پطرس ان گیارہ کے ساتھ کھڑا ہوا (بہادری سے)'' (اعمال ۲:۱۴)۔

☆ Motorsport: 'I will return in (a) triumph' (Judges 8:9)

☆ موٹرسپورٹ: ''میں فتح کے ساتھ لوٹوں گا'' (قضاۃ ۸:۹)۔

☆ Tennis: Joseph served in Pharaoh's courts (No explicit verse)

☆ ٹینس: ''یوسف نے فرعون کے دربار میں خدمت کی'' (کوئی خاص حوالہ نہیں)۔

☆ The football team Solomon supported: Queen of the South (1 Kings 10).

☆ سلیمان نے فٹ بال ٹیم کی حمایت کی: ''جنوب کی ملکہ'' (۱۔سلاطین ۱۰)۔

☆ The church football team motto: 'So we make if our goal to please him, whether we are at home... or away' (2 Corinthians 5:9)

☆ کلیسیا کی فٹ بال ٹیم کا نصب العین: ''اس واسطے ہم یہ حوصلہ رکھتے ہیں کہ وطن میں ہوں خواہ جلاوطن اس کو خوش کریں'' (۲۔کرنتھیوں ۵:۹)۔

☆ The team manager's prayer: 'Find someone who plays well and bring him to me' (1 Samuel 16:17).

☆ ٹیم مینیجر کی دعا: ''اچھا بجانے والا ڈھونڈو اور اسے میرے پاس لاؤ'' (۱۔سموئیل ۱۶:۱۷)۔

موضوع کے زیادہ سنجیدہ نظریہ کی طرف آتے ہوئے ہمیں اس بات کو مدِنظر رکھنا ہے کہ بائبل میں کھیلوں سے متعلق واضح اور قطعی حوالہ جات نئے عہد نامہ میں آتے ہیں۔ اولمپک کھیلوں کی ابتدا یونان میں ۷۷۶ ق م میں ہوئی تھی۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ منظّم کھیلوں کے مقابلوں کی ابتدا تھی۔ اہلِ یونان اپنی جسمانی فٹنس کا بہت خیال کرنے والے لوگ تھے۔ کھیل ان کے تہذیب و تمدن کا حصہ تھے۔

عبرانیوں کی اکثریت کا طرزِ زندگی ایسا تھا کہ انہیں جسمانی کھیل کود کے لئے مشکل سے ہی وقت ملتا تھا، اس کے باوجود دوڑنے، پھینکنے، شکار کرنے، وزن اٹھانے، کُشتی کرنے، نیزہ پھینکنے اور تیر اندازی کے کھیل کھیلنے کے شواہد ملتے ہیں۔ لگتا ہے کہ اگر ساؤل نیزہ بازی کی ٹیم نہ بناتا تو داؤد فلاخن کے کھیل میں پانچ پتھروں کے ساتھ طلائی تمغہ کے حصول کا مضبوط ترین امیدوار ہوتا۔ ایک جرمن کرسچن سپورٹس منسٹری کے ڈائریکٹر جناب ہیمفرائیڈ رائیکر کہتے ہیں، ''اگر داؤد ہمارے زمانہ میں ہوتا تو وہ اس دور کا ایک نہایت شاندار کھلاڑی ہوتا، وہ بہت تیز دوڑ سکتا اور زبردست تال میل، اور بہت سے جدید کھیلوں کی ضروری خوبیوں کا حامل شخص ہوتا'' (وارم اپ)۔

پہلی صدی کے دوران اَتھلیٹکس میں، گریگ لِن وِلے اُن وجوہات کی ایک فہرست مرتب کرتے ہیں کہ کیوں یہودی تہذیب نے کھیل کے بارے اپنا نظریہ فرق رکھا، اور اس پر مناسب توجہ نہ دی۔ وہ کھیلوں کو بُت پرستی کی رسومات، فاتحین کی پوجا، دوڑنے والوں کی شخصی شان وشوکت بڑھانے اور اُن دنیوی سرگرمیوں سے منسوب کرتے تھے جو کھیلوں کے گرد گھومتی تھیں۔ کم وبیش یہ وہی باتیں ہیں جو آج کے مسیحی بھی کرتے ہیں۔

نئے عہد نامہ میں کھیلوں سے متعلق تقریباً سب حوالے یونانی کھیلوں کے مقابلوں کے بارے میں ہیں۔ پولس رسول بالخصوص کھیلوں اور مقابلوں کی اکثر بات کرتا ہے۔ اُس نے مسیحیت اور کھیل کے درمیان ایک واضح توازن بھی رکھا، اور محسوس کیا کہ مسیحی لوگ اپنی مسیحی زندگی کے لئے اُس دور کے کھلاڑیوں کے تجربات سے سبق حاصل کر سکتے تھے۔ پولس نے خود بھی اپنے قارئین کو

یعنی ایمانداروں کو اپنے بڑے مقصد کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے اور اس کو حاصل کرنے کے سلسلہ میں متحرک کرنے کے لئے کھلاڑیوں کے تجربات کو استعمال کیا۔

کھیلوں میں پولس کی دور بینی اور اپنے خطوط میں کھیلوں کی مثالیں استعمال کرنے کے باعث کچھ مصنفین نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ممکن ہے پولس نے کھیلوں کی کچھ تربیت حاصل کی ہو، یا اُس نے کھیلوں میں حصہ لیا ہو یا کم از کم ایک تماشائی کی حیثیت سے کھیلوں کے مقابلے دیکھے ہوں۔ ایسا تھا یا نہیں، تاہم یہ بات مسلمہ ہے کہ نئے عہد نامہ کے مصنفین کھیلوں کو اپنے دور کے معاشرہ کا ایک اہم حصہ گردانتے تھے اور اسے مسیحی ایمان کو بیان کرنے کا ایک اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔ ان باتوں کو درج ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے:

عہد بندی کے لئے چیلنج

ا۔ کرنتھیوں میں پولس ایک دوڑنے والے اتھلیٹ کی زبردست تربیت کی طرف ایماندار کی توجہ مبذول کرواتا ہے۔ ایک مسیحی کو بھی دوڑ میں دوڑنے والے کے نمونہ کی تقلید کرنے اور ایسا سہرا پانے کا چیلنج دیا گیا ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

''کیا تم نہیں جانتے کہ دوڑ میں دوڑنے والے تو سب ہی ہیں مگر انعام ایک ہی لے جاتا ہے؟ تم بھی ایسے ہی دوڑو تا کہ جیتو۔ اور ہر پہلوان سب طرح کا پرہیز کرتا ہے۔ وہ لوگ تو مرجھانے والا سہرا پانے کے لئے یہ کرتے ہیں مگر ہم اُس سہرے کے لئے کرتے ہیں جو نہیں مُرجھاتا۔ پس میں بھی اسی طرح دوڑتا ہوں یعنی بے ٹھکانا نہیں جو ہوا کو مارتا ہے۔ بلکہ میں اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اسے قابو میں رکھتا ہوں ایسا نہ ہو کہ اوروں میں منادی کر کے آپ نامقبول ٹھہروں''

(ا۔کرنتھیوں ۹:۲۴۔۲۷)۔

یہاں پولس اُن کھیلوں کو بطور استعارہ استعمال کرتا ہے جن سے اس کے تمام قارئین واقف ہیں، ایسا بے شمار مبلغین پہلے کر چکے ہیں، وہ اُس دوڑنے والے اتھلیٹ (جس نے زمینی انعام

کے حصول کے لئے اپنے آپ کو دوڑ کے ضوابط کا پابند بنایا ہوتا ہے) کا موازنہ اُن ناکام مسیحیوں کے ساتھ کیا ہے جو اپنی بلاہٹ کی اہمیت کو ٹھیک طور سے نہ پہنچانے کے باعث اُن تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں جن سے بڑے بڑے انعامات منسلک ہیں۔ وہ مسیحیوں کو تحریک دیتا ہے کہ وہ بھی دوڑ میں دوڑنے والے کی تربیت سے سبق سیکھیں اور اپنا آسمانی انعام پانے کے لئے جدوجہد کریں۔ کرنتھس جو کہ خاکنائی کھیلوں کا گڑھ تھا، میں اپنے خط کے مخاطبین کو یہ باتیں بتانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ اُن تصورات سے واقف ہوں گے جنہیں وہ اپنی بات کا نکتہ بنا کر استعمال کر رہا تھا۔

عبرانیوں کے نام اپنے خط میں دوڑ کے لئے ایک دوڑنے والے کی تیاری کا موازنہ مسیحی زندگی سے کیا گیا ہے:

''پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل ہمیں گھیرے ہوئے ہے تو آؤ ہم بھی ہر ایک بوجھ اور اُس گناہ کو جو ہمیں آسانی سے الجھا لیتا ہے دور کر کے اُس دوڑ میں صبر سے دوڑیں جو ہمیں درپیش ہے۔ اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لئے جو اسکی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کر کے صلیب کا دُکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا'' (عبرانیوں ۱۲:۱۔۲)۔

اس کے سامنے ایک اتھلیٹ کا تصور ہے جو دوڑنے کے لئے تیار ہے، شاید اپنے روزمرہ استعمال کے کپڑوں میں۔ کیسی مضحکہ خیز بات ہے! دوڑنے والے تو بنیان اور نیکر پہنتے ہیں، پیراک اپنے مخصوص لباس پہنتے ہیں۔ جب ہم یہ بات یاد کرتے ہیں کہ قدیم یونان میں دوڑنے والے برہنہ حالت میں مقابلوں میں حصہ لیتے تھے، تو اس سے آیت کا تاثر اور بڑھ جاتا ہے۔ اگر کھیلوں میں ایسا ہے تو پھر عبرانیوں کا مصنف یہ دلیل دیتا ہے کہ کیا ایک مسیحی کو ہر گناہ آلودہ سرگرمی کو پیچھے چھوڑنا یا ہر زمینی بات کو ترک نہیں کر دینا چاہئے جو خدا کی خدمت کو ترجیح دینے کی راہ میں حائل ہوتی ہے؟

جب چارلس لِنڈ برگ نے امریکہ اور یورپ کے درمیان اپنی پہلی سِنگل انجن فلائٹ مکمل کی تو اُس نے اپنی نوٹ بک کے تمام خالی صفحات پھاڑ دیے تا کہ اس کے جہاز کو زیادہ وزن نہ لے جانا پڑے۔عبرانیوں کا مصنف اس قسم کی عہد بندی کی روح کا متلاشی ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے وہ دوڑنے والے کو یہ مشورہ دے رہا ہے کہ جیسے ریس لگانے والی کی آنکھیں ''فنشنگ لائین'' پر لگی ہوتی ہیں اسی طرح ان کی نگاہیں یسوع پر جمی ہونی چاہئیں۔صلیب کے دکھوں میں یسوع کی ثابت قدمی کی مثال سے وہ اپنے قارئین کو یہ سمجھانا چاہ رہا ہے کہ جس طرح صلیب یسوع کی دوڑ کی ''فنشنگ لائین'' تھی اور اسکی نگاہیں اس پر لگی تھیں، تمہاری نظریں بھی اسی طرح یسوع پر لگی رہنی چاہئیں۔

ٹام لینڈری جو کہ 'ڈیلاس کاؤبوئز' کوچنگ میں ایک روایت کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ مسیحی ایمان اور اپنے کھیل میں ایک واضح یکسانیت دیکھتے ہیں: 'میرے خیال میں یہ وہ مقام ہے جہاں فٹ بال اور مسیحیت میں ایک قریبی تعلق ہے، کیونکہ مسیحی زندگی بسر کرنے کے لئے کسی شخص کو ایسا ہی نظم وضبط کا پابند ہونا پڑتا ہے جتنا کہ ایک فٹ بال کھلاڑی کو کامیاب ہونے کے لئے مختلف باتوں کا پابند ہونا پڑتا ہے' (شرل ہوف مین کی کتاب 'سپورٹس اینڈ ریلجن' صفحہ ۱۲۶ سے اقتباس)۔

کس قسم کا سہرا (تاج)؟

نئے عہد نامہ کے متعدد حوالے اُس تاج (سہرے) کے بارے میں ہیں جو آسمان پر ہر وفادار ایماندار کا منتظر ہے۔ہمیں اُس سیاق وسباق کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس سے پولس کے قارئین اسکی بات سمجھ سکیں۔لفظ ''تاج'' (یونانی: سٹیفانوس) لوریل ریتھ کے لئے استعمال ہوتا تھا جو کہ کھیلوں کے فاتح کو دیا جاتا تھا۔

☆ ۱۔تھسلنیکیوں ۲:۱۹ : 'بھلا ہماری اُمید اور خوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع کے سامنے اُسکے آنے کے وقت تم ہی نہ ہوگے؟'

☆ ۲۔ تیمتھیس ۸:۴ : ’ آیندہ کے لئے میرے واسطے راستبازی کا وہ تاج رکھا ہوا ہے جو عادل منصف یعنی خداوند مجھے اُس دِن دیگا اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اُن سب کو بھی جو اُسکے ظہور کے آرزومند ہوں۔‘

☆ یعقوب ۱:۱۲ : ’مُبارک وہ شخص ہے جو آزمایش کی برداشت کرتا ہے کیونکہ جب مقبول ٹھہرا تو زندگی کا وہ تاج حاصل کریگا جسکا خداوند نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔‘

☆ ا۔ پطرس ۵:۴ : ’اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایسا سہرا ملیگا جو مُرجھانے کا نہیں۔‘

ا۔ کرنتھیوں ۹ باب کی طرح ان پیروں میں بھی جس نکتہ کو بیان کیا جا رہا ہے وہ ’تاج‘ یعنی مسیحی کی زندگی کی منزل ہے، یہ چیز ایک ابدی اہمیت کی حامل ہے، یہ اولمپک چیمپئین کو ملنے والے پتوں کے سہرے سے جو کہ مرجھانے والا ہے بالکل متضاد ہے۔

فتح

بائبل مقدس میں درج ذیل حوالہ جات کو شامل کر کے تیس (۳۰) سے زیادہ فتح کے متعلق حوالے ہیں :

☆ زبور ۶۰:۱۲: ’خدا کی مدد سے ہم بہادری کرینگے کیونکہ وہی ہمارے مخالفوں کو پامال کریگا۔‘

☆ زبور ۱۴۴:۱۰ : ’وہی بادشاہوں کو نجات بخشتا ہے۔‘

☆ ا۔ کرنتھیوں ۱۵:۵۷ : ’مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔‘

☆ ا۔ یوحنا ۵:۴ : ’وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔‘

تاہم، تقریباً یہ تمام حوالہ جات خدا کی فتح کے بارے ہیں، اور ان حوالوں میں کھیل کی دنیا پر

اوران حوالوں میں کھیل کی دنیا پر براہِ راست اطلاق دیکھنا غیر دانشمندانہ بات ہوگی۔

روحانی سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کھیلوں کے تصورات

بالکل اسی طرح جس طرح کہ یسوع اکثر روحانی سچائیوں کو ایسی دیہی زبان میں بیان کرتے تھے جس کو کہ یہودیہ کے دیہاتی لوگ سمجھ سکتے تھے مثلاً کھوئی ہوئی بھیڑ، بیج بونے والا، گندم اور جھاڑیاں، اور اسی طرح کی اور بہت سی باتیں، اسی طرح پولس رسول نے ایسے لوگوں کو لکھتے ہوئے جن کے ذہن کے یونانی ماحول کے عادی تھے، کھیلوں کی زبان استعمال کی۔

☆ گلتیوں ۵:۷ : 'تم تو اچھی طرح دوڑ رہے تھے۔ کس نے تمہیں حق کے ماننے سے روک دیا؟'

☆ ۲۔ تیمتھیس ۴:۷ : 'میں اچھی کُشتی لڑ چکا۔ میں نے دوڑ کو ختم کر لیا۔ میں نے ایمان کو محفوظ رکھا۔'

متی ۲۰:۱۶، 'آخر اول اور اول آخر ہو جائیں گے'، کا کھیلوں کی دنیا پر نفاذ کم واضح ہے!

فاتح ہونے کی حیثیت سے

اگر پولس کھیلوں میں حصہ لیتا تو وہ جیتنا پسند کرتا۔ وہ صرف اپنے نمبر بنانے کے لئے میدان میں نہ رہتا۔ اس کے پاس دوسری پوزیشن کے لئے وقت نہ ہوتا۔ وہ سخت محنت کرتا۔ وہ ضرور قوانین سے آگاہ ہوتا تاکہ نکال نہ دیا جاتا۔ وہ اپنے مقصد پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کرنے والا ہوتا۔ اسکی ذہنی پختگی اور عزمِ صمیم اسے ایک زبردست قسم کا مدِ مقابل بنا دیتے۔ ان تمام خیالات کا اظہار اس کے خطوط میں ملتا ہے۔

☆ گلتیوں ۲:۲ : ''مگر تنہائی میں ان ہی لوگوں سے جو کچھ سمجھے جاتے تھے تا ایسا نہ ہو کہ میری اس وقت کی یا اگلی دوڑ دھوپ بیفائدہ جائے۔'

☆ فلپیوں۲:۱۶ : ’تا کہ مسیح کے دن مجھے فخر ہو کہ نہ میری دوڑ دھوپ بیفائدہ ہوئی نہ میری محنت اکارت گئی۔‘

☆ ۲۔تیمتھیس۲:۵ : ’دنگل میں مقابلہ کرنے والا بھی اگر اُس نے باقاعدہ مقابلہ نہ کیا ہو تو سہرا نہیں پاتا۔‘

کسی بھی کھیل سے تعلق رکھنے والا کھلاڑی جانتا ہے کہ غلطیاں اور مایوسیاں مقابلے کا لازم و ملزوم حصہ ہوتی ہیں۔عین اُس وقت جب کھیل کی منصوبہ بندی اس طرح سے کی جاتی ہے کہ بیک کو مضبوط رکھنا ہے اور وہیں سے کوئی موو بنانی ہے،کوئی کھلاڑی غلطی کرتا ہے اور گول ہو جاتا ہے۔ تجربہ کار کھلاڑی جانتا ہے کہ اس بات پر افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ماضی میں رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ضروری بات یہ ہے کہ بال لیکر دوسرے کارنر میں پہنچا جائے اور گول برابر کیا جائے۔پولس اس روحانی خیال کو فلپیوں کے نام خط میں بیان کرتا ہے،لیکن زبان ایسی نہیں کہ کوئی کھلاڑی اسے اپنے ساتھ ملا سکے: وہ کہتا ہے،’’اے بھائیو! میرا یہ گمان نہیں کہ پکڑ چکا ہوں بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں رہ گئیں انکو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تا کہ اُس انعام کو حاصل کروں جس کے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اوپر بلایا ہے‘‘ (فلپیوں۳:۱۳،۱۴)۔

پولس ایک جیتنے والا شخص تھا،وہ چاہتا ہے کہ اس کے قارئین بھی جیتیں۔وہ مسیحی زندگی کو ایک جنگ،اور ایک مقابلہ سمجھتا تھا۔جس طرح کہ ایک کھلاڑی،تربیت اور مشق،اور نظم وضبط اور مضبوط ارادہ کے ذریعے اپنی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے،اسی طرح پولس اُن مسیحیوں کو جنہیں وہ خط لکھ رہا ہے ،چاہتا ہے کہ وہ بھی دعا اور کلام کے مطالعہ میں باقاعدگی پیدا کر کے اپنی روحانی زندگیوں میں ترقی کریں۔اسکی خواہش ہے کہ ان مسیحیوں کی زندگیاں خدا کو خوش کرنے والی زندگیاں ہوں نا کہ اپنے آپکو خوش کرنے والیاں۔

ٹیم ورک (ٹیم کا باہم مل کر کھیلنا)

کھیل کھیلنے والا کوئی بھی شخص جانتا ہے کہ ٹیم ورک کیا ہوتا ہے (آپ یقیناً کوئی نہ کوئی انفرادی کھیل کھیلتے ہوں گے)۔ٹیم ورک مکمل طور پر ایک بائبلی تصور ہے۔

ا۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۴۔۱۸ میں ہمیں بدن کی نوعیت کے بارے یاد دلایا جاتا ہے:

'' چنانچہ بدن میں ایک ہی عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں۔اگر پاؤں کہے چونکہ میں ہاتھ نہیں اسلئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں۔اور اگر کان کہے چونکہ میں آنکھ نہیں اسلئے بدن کا نہیں تو وہ اس سبب سے بدن سے خارج تو نہیں۔اگر سارا بدن آنکھ ہی ہوتا تو سننا کہاں ہوتا؟ اگر سننا ہی سننا ہوتا تو سونگھنا کہاں ہوتا؟ مگر فی الواقع خدا نے ہر ایک عضو کو بدن میں اپنی مرضی کے موافق رکھا ہے۔''

ٹیم ورک ،کوچز کے لئے منعقدہ کسی ٹریننگ کورس میں نہیں ایجاد کیا گیا تھا، بلکہ اس کا ذکر پہلے ہی نئے عہد نامہ میں موجود ہے۔یہ خدا تھا جس نے اس کا تصور ایجاد کیا تھا۔ یہ اسی سیاق و سباق کے تحت ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو نعمتیں عطا کرتا اور انہیں بلاتا ہے۔رسول، نبی، استاد اور اسی طرح سے دوسرے، سب کے سب ٹیم میں مختلف پوزیشنوں پر کھیلتے ہیں۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ۔ پچھلے تجزیہ میں ہم نے دیکھا کہ بڑی فتوحات ٹیم ورک سے حاصل کی جاتی ہیں ، انفرادی کارکردگی سے بہت کم۔

کرِس اکابوسی ۱۹۹۱ کے ورلڈ چیمپئین شپ مقابلوں کے ۴x۱۰۰ میٹر ریلے ریس کے فائنل میں امریکہ پر برطانیہ کی عظیم فتح کو بڑے دلچسپ انداز سے بیان کرتی ہیں۔اُن کے مطابق چاروں برطانوی کھلاڑی ، چاروں امریکی کھلاڑیوں کے مقابلہ میں کمتر تھے، اس کے باوجود وہ جیت گئے۔ کرِس کے مطابق ، انفرادی کی نسبت مجموعی کارکردگی زیادہ اچھی تھی۔اسی کا نام ٹیم ورک ہے۔

انسانی بدن

انسانی بدن ضروری ہے۔ یہ خدا کی کائنات کا حصہ ہے۔ انسانی بدن کو تجسم کے باعث اور زیادہ وقار ملا یعنی جب خدا انسان بنا اور اُس نے ہڈیوں اور گوشت والا بدن اختیار کیا۔ پولس لکھتا ہے، ''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدِس ہے، جو تم میں بسا ہوا ہے، اور یہ تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے؟ تم اپنے نہیں'' (۱۔کرنتھیوں ۶:۱۹)۔

اس خیال میں یہ زبردست تاثر پایا جاتا ہے کہ ہم اپنے بدنوں کو کس طرح سے دیکھتے ہیں اور ہم انہیں کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ ایک فٹ، تربیت یافتہ بدن خدا کو جلال دے سکتا ہے، اور اسے جلال دینا چاہئیے۔

دوسری جانب شرل ہوفمین نے پیشہ ور کھیلوں کی خشک مزاجی کو ایسے 'اجسام کے طور پر بیان کیا ہے جو تباہی و بربادی کے آلات ہیں، ایسی بلا نقصان استعمال ہونے والی مشینری ہیں جو اُن افراد کے بدنوں کی صرف ہونے والی خاصیت کی حدود کو ٹیسٹ کرنے کے لئے بنائے اور ترویج دیے گئے ہیں جن کے ساتھ اُن کا مقابلہ ہوتا ہے' ('سپورٹس، رلیجن اینڈ ہیومن ویل بینگ' اِن فِلوسفی، تھیولوجی اینڈ ہسٹری آف سپورٹس اینڈ آف فزیکل ایکٹوِٹی)۔ اس نظریہ میں کچھ نہ کچھ سچائی ضرور موجود ہے، لیکن اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک گراوٹ کا شکار اور گناہ آلودہ دنیا میں برسرِ عمل ہیں۔

نتیجہ

اس ابتدائی نظر ثانی کے باعث ہم کھیلوں کی نوعیت کے بارے کچھ نہ کچھ سمجھنے کے قابل ضرور ہوئے ہیں۔ اس نظر ثانی نے ہم پر یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ بائبل مقدس میں کھیلوں کے متعلق کافی تعداد میں حوالہ جات موجود ہیں۔ تاہم اس نے ہمیں کھیلوں کے بارے ایک مرحلہ وار تھیولوجی مرتب کرنے سے بھی دور نہیں کیا ہے۔ یہی ہمارا اگلا کام ہے۔

باب نمبر 2

کھیلوں کی الٰہیات کی جانب

پچھلے باب میں ہم نے کھیلوں کے بارے بائبل مقدس کے حوالہ جات پر نظر ثانی کی۔ یہ حوالہ جات مبلغین کو کھیلوں کی عبادات میں وعظ کے لئے شاندار مواد فراہم کرنا جاری رکھیں گے، اور کھیلوں کے شائق مسیحیوں کو اور زیادہ گہری عہد بندی کا چیلنج دیں گے، اس کے علاوہ یہ حوالے ہمیں کھیلوں کی الٰہیات کو ترتیب دینے سے بھی ہمیں فاصلے پر نہیں لے گئے ہیں۔ کھیلوں کی الٰہیات مرتب کرنا ہی ہمارا اگلا چیلنج ہے، تاکہ ہم ایسی الٰہیات مرتب کر سکیں جو بائبل مقدس کے مرکزی پیغام پر زیادہ وفاداری سے زور دیتی ہو۔

پسِ منظر

جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بائبل مقدس کا کوئی ایک حوالہ ایسا نہیں ہے جو کھیلوں کے متعلق بائبلی نکتہ نظر کو بطور خلاصہ ہمارے سامنے پیش کر سکے، تاہم بائبل مقدس میں بہت کچھ ایسا موجود ہے جو کھیلوں سے متعلق ہو۔ اس سے پہلے کہ ہم کھیلوں سے متعلق خدا کے مقاصد کو سمجھ سکیں جو کہ یقیناً موجود ہے، ہمیں انسانی دوڑ کے لئے خدا کے مقاصد کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت پیدائش کا ایک حوالہ ہمارے لئے معاون ثابت ہوگا۔

خدا کے مقاصد کی کسی بھی قسم کی تفہیم حاصل کرنے کے لئے نکتہ آغاز پیدائش باب ا ہے۔ پیدائش کی کتاب بائبلی مکاشفہ کے لئے تمام تر منظر کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ مسیحی ایمان کی سمجھ پانے کی اساس ہے۔ پیدائش کی کتاب کے ابتدائی ابواب میں ہم کائنات کی ابتداء، گناہ کی ابتداء اور خدا کے منصوبہ مخلصی کو دیکھتے ہیں۔ ہم وہاں پائی جانے والی باتوں کو درج ذیل پانچ نکات کی صورت میں خلاصہ کے طور پر بیان کر سکتے ہیں:

☆ تخلیقِ کائنات

☆ انسان کا بنایا جانا

☆ گناہ میں گرنا

☆ عدالت

☆ مخلصی

تخلیقِ کائنات

پیدائش باب ا خدا کو کائنات کے واحد خالق کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔تمام کائنات،سورج، چاند،اورستاروں سے لیکر کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی ابتداء مسیح سے ہوتی ہے۔ بلند و بالا خدا ہی تمام کائنات پر اختیار رکھنے والا ہے۔ یہ چیز 'کثیر الوجود خداوٗں' کے نظریہ کی نفی کرتی ہے؛ صرف ایک ہی خدا ہے۔ یہ 'عقیدہ ءوحدت الوجوذ' کی نفی کرتا ہے؛ خدا تمام کائنات کا ایک حصہ نہیں ہے، وہ کائنات کا خالق ہے۔ یہ کسی قسم کی دوہریت (روح تو اچھی ہے لیکن مادہ یعنی جسم بُرا ہے) کے عقیدہ کی نفی کرتی ہے۔ جو چیز بھی وجود رکھتی ہے اسے خدا نے تخلیق کیا ہے، اور یہ اپنی دانست میں اچھی ہے۔

اسے نہ سمجھنے کے عملی مضمرات (مقاصد) اور دوہریت پسندی کو اپنی سوچ میں آنے کی اجازت دینا بہت زیادہ ہے۔اس سلسلہ میں ایک فرضی لائین لگائی جاسکتی ہے۔مسیحی ہونے کے لئے تمام ضروری باتیں مثلاً بائبل مقدس پڑھنا، خدا کی عبادت کرنا اور خدا سے دعا کرنا، اپنی کلیسیا کے ساتھ وفادار رہنا، یہ سب چیزیں لائین سے بالاتر ہیں۔لائین سے نیچے ہر وہ چیز ہے جو روحانی نہیں مثلاً اپنے دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا، کھیل کھیلنا، آرٹس میں حصہ لینا، میوزک میں حصہ لینا، ڈنر کے لئے باہر جانا، جنسی تعلقات رکھنا، ٹی وی دیکھنا، یہ وہ چیزیں ہیں جن کے متعلق لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ 'غیر روحانی' ہیں۔

اگر یہاں ہم اپنی سوچ میں ایک لائین لگائیں تو ہم ان باتوں سے نفرت کریں گے جن کا ذکر پیدائش ۱باب میں ہے، اور جو کچھ ساری بائبل خدا کے متعلق کہتی ہے۔لیکن پیدائش ۳باب میں ہمیں اُس ذریعہ کا پتہ چلتا ہے جو 'مسیحی' اور 'دنیاوی' اور روحانی اور غیر روحانی باتوں کے درمیان تصادم کی بنیاد بنتا ہے۔ یہاں ہم پہلی مرتبہ گناہ کو دیکھتے ہیں۔ گناہ ہماری دعائیہ زندگی اور بائبل کا مطالعہ سمیت سب چیزوں کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ ہمارے رشتوں، ہماری جنسیت، ہمارے کھیل، ہماری دوستیوں کو برباد کرتا ہے۔گناہ سب کچھ توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے۔

جب ہم خدا کو اپنی زندگیوں کو کنٹرول کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہماری تمام شکستہ چیزیں چاہے یہ ہماری دعائیں ہیں یا محبت کرنا، یا کھیل کھیلنا سب کچھ مرمت ہونا شروع ہو جاتا ہے۔خدا ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہمارے اندر کام کرنا شروع کرتا ہے۔ وہ ہماری زندگیوں کو روح القدس کے ذریعے، کلام کی منادی کے ذریعے، اور دوستوں کے ذریعے چھونا شروع کرتا ہے۔ جب ہم دعا کرتے اور بائبل پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں ہماری زندگی کے تاریک پہلوؤں کے بارے چیلنج کرتا ہے۔اس کا اطلاق ہمارے تمام رشتوں سمیت ہر ایک چیز پر ہوتا ہے۔

خدا کے متعلق (بطور خالق اور چھڑانے والے کے) اس سچائی کو جاننے کا اثر اُس کے ساتھ ہمارے رویہ پر بھی ضرور پڑنا چاہیئے۔ اگر وہ تمام چیزوں کا خالق ہے تو پھر ہمارے پاس تمام اوقات میں اور ہر ایک بات میں اسکی عبادت و پرستش کا ایسا جواز ہے جس سے ہم راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتے۔ تاہم ہمیں اس سلسلہ میں محتاط ہونا ہے کہ ہم کہیں کسی اور طرف نہ چل پڑیں، کہیں جسمانی باتوں کو روحانی باتوں سے الگ نہ کر دیں، ایسا نہ ہو کہ پہلی (جسمانی) باتوں کو، دوسری (روحانی) باتوں پر ترجیح دیں اور انہیں زیادہ برتر سمجھیں۔

پیدائش ۱:۳۱ ہمیں بتاتی ہے کہ خدا نے دیکھا کہ جو کچھ اُس نے بنایا ہے وہ اچھا ہے۔ اسی خیال کو ۱۔تیمتھیس ۴:۴ میں دہرایا گیا ہے، ''کیونکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں بشرطیکہ شکرگزاری کے ساتھ کھائی جائے۔'' خدا کی پیدا کردہ ہر چیز اچھی ہے اور

اس قابل ہے کہ اس سے لطف اندوز ہوا جائے۔ مادی دنیا سے لطف اندوز ہونا کوئی بُری بات نہیں۔ جب ہم کسی جسمانی یا مادی چیز سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو اس سے ہمیں اپنے اندر کوئی جُرم محسوس نہیں کرنا چاہیئے، ہمیں اس وقت یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہمیں زیادہ روحانی ہونے کی ضرورت ہے۔اس طرح کے منقسم دنیوی نظریہ کی بائبل میں کوئی حمایت نہیں ہے۔

کھیل کی کسی بھی الٰہیات کو شروع کرنے کا نکتہ یہ ہے، خدا کون ہے اور وہ کیا کرتا ہے؟' اگر خدا واقعی ہر چیز کا خالق ہے تو یہ خدا ہی ہے جو کینٹونا(Cantona) کو یہ صلاحیت بخشتا ہے کہ وہ گول کیپر کو کم فاصلہ سے چکمہ دے۔ کسی فٹ بالر کا کسی کو اس قدر شاندار انداز سے چکمہ دینا، خدا کو خوش کرنے کا باعث بن سکتا ہے، خوشی اُس صلاحیت کے نکتہ نظر سے جو خدا نے پیدا کی ہے۔اسی طرح سے خدا اور بہت سی انسانی سرگرمیوں میں اُس وقت خوش ہوتا ہے جب لوگ اسکی عطا کردہ صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں۔

ہمیں اس نظریہ کو بھی رد کرنا ہے کہ کھیل کھیلنا کوئی نامناسب یا غیر روحانی بات ہے۔خدا کے ہاں ایسی کوئی چیز نہیں جسے متبرک۔دنیوی تقسیم کہا جا سکے۔ساری دنیا ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، سب کو خلاصی پانے کی ضرورت ہے۔مسیح ہمارا چھڑانے والا ہے اور وہ ہمیں خلاصی دینے کے لئے آیا۔اگر ہم اپنے ذہن اسکے گرد نہیں لاتے تو ہم اپنے دلوں میں کبھی بھی یقین نہیں کریں گے کہ کھیل کے لئے وقت نکالنا بالکل مناسب بات ہے۔

انسان

پیدائش کی کتاب اس سوال کے ساتھ بھی ہماری مدد کرتی ہے،'انسان کون یا کیا ہے ،اور زندگی کا مطلب کیا ہے؟' پیدائش ۱:۲۶ میں اس سوال کا جواب ہمیں دیا گیا ہے،''پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔''

انسان خدا کی صورت پر پیدا کیے جاتے ہیں اورانہیں زمین پر خدا کے اختیار رکھنے والے نمائندے مقرر کیا جاتا ہے، یعنی انہیں الٰہی اختیار میں شریک کیا جاتا ہے۔ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ہمیں عزت بخشتا ہے۔ ہمارے پاس تخلیق اور تکمیل کی وسعت موجود ہے۔ لیونرڈ براؤنے اپنی کتاب بنام 'سپورٹس اینڈ ریکری ایشن اینڈ ایونجلزم ان دالوکل چرچ' میں لکھتے ہیں کہ خدانے انسان کوکھیلنے کی خواہش کےساتھ پیدا کیا۔

انسان مرد اورعورت، پیدائش کی کتاب کے مطابق واقعی خدا کی شبیہ پر پیدا کئے گئے تو اس سے انسانوں کوایک لاثانی عزتِ نفس حاصل ہوتی ہے۔ اس عزت اورقدر کا دارومدار اس بات پر نہیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں بلکہ اس پر ہے کہ ہم پہلے سے ہی کیا ہیں۔ ہماری قدرومنزلت خدا کے ساتھ ہمارے رشتہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمیں اُس شخصی تاثر سے آزاد کیا جاتا ہے جس کا انحصار پچھلے میچ میں ہماری کارکردگی پر ہوتا ہے۔

گراوٹ (زوال)

پیدائش ۳ باب میں گناہ دنیا میں داخل ہوا جب آدم اورحوا نے خدا کے اختیار کے خلاف بغاوت کی۔ وہ اس بات پر مطمئین نہ تھے کہ وہ خدا کی شبیہ پر بنائے گئے ہیں، وہ اس سے کچھ بڑھ کر کرنا چاہتے تھے۔ وہ خدا کی مانند بننا چاہتے تھے۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے (مثال کے طور پر رومیوں باب ۵) کہ آدم اورحوا کے گناہ نے ہم سب کومتاثر کیا، ہم سب بھی گنہگار ہیں، کیونکہ ہمارا تعلق اُن سے ہے۔ تو بھی ہم اپنے شخصی چناؤ سے گناہ کوزندہ رکھتے ہیں اور یوں اپنے کئے کاموں کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔ اب ساری کائنات کی چمک ماند پڑ گئی ہے۔ جس چیز کوخدا نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ ہم اس سے لطف اندوز ہوں اب وہ ہمارے خودغرضانہ اورگناہ آلودہ رویے کے باعث تباہ وبرباد ہوگئی ہے، مثال کے طور پر کام، اب کام ہمارے لئے تخلیقی اور باوقار کم اور تنگی اور الجھاؤ کا باعث زیادہ ہوگیا ہے۔

عدالت

زوال (گناہ میں گرنا) کا نتیجہ عدالت ہے۔ پیدائش ۳:۱۴ میں خدا کہتا ہے، 'اس لئے کہ تُو نے یہ کیا۔۔۔' اور خدا نے سانپ، آدم اور حوا سے ان کے کئے کے نتائج بتانا جاری رکھا۔ ایک اور مثال خدا کا، پیدائش ۶ باب میں گناہ میں ڈوبے لوگوں کو سیلاب کے ذریعے ہلاک کرنا ہے۔ خدا کا قہر اور عدالت ہمیں بے چین کرتے ہیں لیکن وہ بائبل کی کہانی کا ایک اہم اور باوقار حصہ ہے۔

خلاصی

خدا نے ساری دنیا کو پانی کے طوفان سے ہلاک نہیں کیا تھا۔ نوح اور اس کا خاندان بچا لئے گئے تھے۔ اس کہانی کی اپنے تاریخی حوالہ سے بڑھ کر ایک اہمیت ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا دنیا کے آخر میں ہر ایک انسان کی عدالت کرتے وقت کیا کرے گا۔ یہ کہانی اُس بڑی نجات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو مسیح میں دنیا پر آئے گی۔ مسیح میں، خدا کا بنایا ہوا کامل انسان بحال ہوگا۔ نسلِ انسانی اپنی اصل حالت میں صرف اور صرف یسوع کے ساتھ تعلق کے ذریعے ہی آتی ہے، اس دنیا میں بھی اور بالآخر آسمان میں بھی تا کہ ہمیشہ ہمیشہ تک زندہ رہے۔

ہماری زندگی کے تمام پہلو مسیح کے ساتھ ہمارے رشتے سے وابستہ ہیں، اور اُسی کے ذریعے بحال کئے جاتے ہیں، مثلاً ہمارا مذہب، ہمارا خاندان، ہمارا کام، ہمارے مشاغل وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس لئے بچائے جاتے ہیں کہ ہم تمام باتوں اور تمام اوقات میں مسیح کی نمائندگی کریں۔

اب یہ تمام باتیں کھیل پر کس طرح لاگو ہوتی ہیں؟

خاموشی سے دلیل

جس الٰہیات کی بنیاد 'خاموشی سے دلیل' (چونکہ کھیلوں کے بارے بائبل مقدس میں کسی

خاص سرگرمی کا ذکر موجود نہیں، اسلئے اسے فرض کیا گیا ہے) پر ہو اُس پر کچھ نہ کچھ شک ہمیشہ ہی ہوتا ہے۔ تاہم یہاں یہ ایک اچھا نقطہ آغاز ہے جبکہ ہم کھیلوں کی الٰہیات کی تعریف کے کام کی طرف بڑھتے ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ نئے عہد نامہ کے مصنفین کھیلوں کی بہت سی مثالیں استعمال کرتے ہیں۔ ان مثالوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو کھیلوں کے مقابلوں کے متعلق ؟ یا؟ بیان کرتی ہو۔ اگر کھیل واقعی کوئی بُری چیز ہے تو پھر یہ بات واقعی حیران کن ہے کہ روح القدس جس نے پاک نوشتوں کے تحریر کرنے کی تحریک دی ہے اُس نے مصنفین کی اس سلسلہ میں کوئی رہنمائی نہیں کی کہ کھیلوں کے استعاروں کو کتابِ مقدس سے خارج کر دیا جائے، یا اپنے قارئین کو کھیلوں سے ہونے والے نقصانات سے خبردار نہیں کیا۔

بلاشبہ، کھیلوں کی طرف اپنے بائبلی رویہ کی تلاش میں یہ ایک مناسب نقطہ آغاز ہے، جس کا مقصد اس نتیجہ پر پہنچنا ہے کہ بائبل مقدس کی کوئی تعلیم ہمیں ایسی بنیاد فراہم نہیں کرتی جو کھیلوں کے خلاف ہو۔

تخلیق یا کائنات کی تفہیم کی طرف جاتے ہوئے یہ نتیجہ بالکل وہی ہے جس کی ہم توقع کر رہے تھے۔

خدا کی طرف سے ایک نعمت

ثبوت یہ تجویز کرتا ہے کہ کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ کھیل اور اسے کھیلنے اور اس سے لطف اندوز کے لئے ہماری صلاحیت خدا کی تخلیق کا حصہ ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی دیکھ چکے ہیں کہ بائبل مقدس بدن اور جان کی کسی ایسی دوہریت کا اظہار نہیں کرتی جو کہ یونانی خیال میں پایا جاتا ہے۔ انسانی بدن ایک یگانگت ہے اور بائبل مقدس انسانی بدن کے متعلق درست نظریہ رکھتی ہے۔

بائبل مقدس ایک ایسے خدا کو ظاہر کرتی ہے جو مردوں اور عورتوں کو نعمتیں بخشتا ہے۔ روحانی نعمتوں کے ساتھ ساتھ فطری اور جسمانی صلاحیتیں بھی ہیں۔ یہ سب کی سب خدا کی طرف سے ہیں، اور انہیں ہماری تفریح و شادمانی اور خدا کے جلال کے لئے استعمال ہونا ہے۔ یہ دلیل دینا بائبل مقدس کی درست تفسیر نہ ہوگی، جیسا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ نعمتیں مثلاً موسیقی کی نعمت تو خدا کی طرف سے ہے جبکہ رفتار، باہمی تعاون اور کھیلوں سے متعلق دوسری صلاحیتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ کھیل کی صلاحیت بھی خدا کی طرف سے اتنی ہی بڑی نعمت ہے جتنی کہ کوائر میں گیت گانا یا سنڈے سکول میں پڑھانا۔ دونوں نعمتیں اس قابل ہیں کہ خدا کی خدمت میں اس کے جلال کے لئے استعمال ہو سکیں۔

ٹرپل جمپ میں ورلڈ ریکارڈ ہولڈر جوناتھن ایڈورڈز اسے یوں بیان کرتے ہیں، ''یہ حقیقت کہ انسانی بدن اٹھارہ اشاریہ دو نو میٹر (18.29 meters) چھلانگ لگا سکتا ہے، اس بات کی گواہی ہے کہ ہم کس قدر عظیم خدا کی خدمت کرتے ہیں۔''

اسی طرح سے گولف کے کھلاڑی بیم ہارڈ لینگر فتوحات پانے کے بعد اپنی تقریر میں اکثر کہا کرتا تھا، ''اے خدا تیرا شکر ہو کہ تو نے مجھے کتنی خوبصورت دنیا میں رکھا ہے کہ گولف کھیلوں، اس صلاحیت کے لئے تیرا شکر ہو۔'' ہم میں سے بہت ایسے ہیں جو اپنے جذبات کو لینگر کے جذبات سے ملا سکتے ہیں، شاید دوسرے ہاف کی نسبت پہلے ہاف میں زیادہ۔

سابق جنوبی افریقی فاسٹ باؤلر پیٹر پولک اس سلسلہ میں ایک نہایت مفید اور مددگار بیان دیتے ہوئے کہتے ہیں، ''صلاحیت خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے لیکن کامیابی کا لالچ اس کے منصوبہ میں شامل نہیں'' (دامِتھ آف سیکسیس، اِن ٹوڈے، ستمبر ۱۹۹۹)۔

کھیلوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگ جب اپنے کھیل کی صلاحیت کو پہچانتے ہیں تو وہ اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اور اسے خدا کے جلال کے لئے استعمال کرنے کے لئے آزاد کئے جاتے ہیں۔ جرم کا یہ احساس اب ختم ہو چکا ہے کہ کھیل کوئی ناپاک یا کم از کم ایک قابلِ برداشت

لیکن کمتر ترجیح والی سرگرمی ہے۔ کھیلوں میں دلچسپی رکھنے والے لوگ اب میدانوں میں جا کر اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، کُلسیوں ۳: ۲۳ میں مذکور پولس رسول کی روح کے مطابق کھیل میں حصہ لے سکتے ہیں: ''جو کام بھی کرو جی سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے۔'' ایک فرد کو کھلاڑی ہونے کے لئے آزادی محسوس کرنی چاہئیے، اور اس بات میں بھی آزادی محسوس کرنی چاہئیے کہ وہ زندگی تبدیل کرنے اور گناہ پر فتح پانے والے خدا کے ساتھ اپنے تعلق یا رشتہ کا اظہار کر سکے، اور اُس خدا پر اپنے ایمان کا کھیل کے میدان اور ماحول میں آزادانہ اعلان کر سکے۔

یہ ایک مسیحی ذمہ داری ہے کہ اس سلسلہ میں معاشرہ کی رہنمائی کی جائے کہ کھیل کی صورت میں خدا کی طرف سے ملنے والی نعمت کو کس طرح استعمال کرنا ہے۔

عبادت کا ایک موقع

عبادت کی یہ تعریف کہ یہ ایک سرگرمی ہے جس پر ہم اتوار کے دن صبح ۳۰: ۱۰ تا ۳۰: ۱۱ عمل کرتے ہیں، جس میں زیادہ تر گیت گانے کے ذریعے اس کی حمد وثناء کی جاتی ہے، ایک نامکمل اور ناکافی تعریف ہے۔ یقیناً اجتماعی عبادت ہماری روحانی زندگیوں کا ایک اہم حصہ ہے۔ تاہم عبادت کا بائبلی نقطہء نظر ہفتہ کے سات دنوں کا طرزِ زندگی ہے، یہ محض اتوار کی صبح ایک گھنٹہ کی عبادت نہیں ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت رومیوں ۱۲: ۱ میں موجود ہے: 'پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو، یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔' ہمیں تمام باتوں میں تمام اوقات پر خدا کی عبادت کرنی اور مسیح کی نمائندگی کرنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کا ہر ایک عمل خدا کی عبادت کے لئے ہونا چاہئیے۔ یہ بات اس مذہبی روایت سے کوسوں دور ہے کہ اتوار کے دن کو پاک مانا جائے اور ہفتہ کے باقی دنوں میں جو مرضی کیا جائے۔ مسیحی کو ہر بات میں خدا کو خوش کرنا ہے گویا کہ وہ سب کچھ خدا کے

لئے کر رہا ہے۔ اس میں کھیل بھی شامل ہے۔ جوناتھن ایڈورڈز اپنی ٹریننگ اور اپنے جسم کو اس حد تک موڑ کر کہ وہ اٹھارہ اشاریہ دو، نو (۱۸.۲۹) میٹر تک ٹرپل جمپ لگا سکے، خدا کی عبادت کر سکتا ہے۔ دیگر لوگ بھی زیادہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے سے خدا کی عبادت کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کا رویہ اور اُمنگ ایسے ہوں کہ وہ خدا کے نام کو جلال دینا چاہتے ہیں۔

اس خیال کو فلم 'کیری اوٹس آف فائر' کے ایک منظر میں گویا ایک کیپسول میں بڑی خوبصورتی سے بند کیا گیا ہے، جب ایرک رِڈل کے بھاگتے وقت یہ خیالات ہوتے ہیں، 'خدا نے مجھے ایک مقصد کے تحت بنایا ہے، لیکن اس نے مجھے تیز بھی بنایا ہے، اور جب میں بھاگتا ہوں تو خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں'۔ بہت سے مسیحیوں نے کھیل دیکھے اور ایسے صحیح رویے سے کھیلے ہیں کہ جیسے اس سے وہ خدا کے نام کو عزت اور جلال دے سکتے اور خدا کے لئے خوشی کا باعث بن سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ سارا دن تک کھیل کھیلنے کو درست ثابت کرنے کا ایک آسان طریقہ معلوم ہو، اور اسے خدا کی عبادت کرنے کا ایک موقع سمجھا جائے! یقیناً سب باتوں میں ایک اعتدال اور توازن ہونا ضروری ہے۔

یہ بات گیون پیکاک کے لئے یقیناً درست معلوم ہوتی ہے جو کہ ایک پیشہ ور فٹ بالر ہے اور نیوکیسل یونائیٹڈ، چیلسی اور کوئینز پارک رینجرز کی طرف سے کھیلتا ہے:

میں اپنے فٹ بال کھیلنے کی صلاحیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ یہ خوبی مجھے خدا نے عطا کی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا ہے میں اس میں محنت کروں اور اسے بہترین طریقہ سے خدا کے جلال کے لئے استعمال کروں۔ مجھے 'کیری اوٹس آف فائر' کے اُس لمحہ سے محبت ہے جب ایرک لِڈل یہ کہتا ہے، ''خدا نے مجھے ایک مقصد کے لئے بنایا ہے۔۔۔'' میں اسے اسی شاعرانہ انداز سے بیان نہیں کروں گا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ جب میں کھیلتا ہوں تو خدا کی حضوری سے واقف ہوتا ہوں اور اُسے جلال دینے کی کوشش کرتا ہوں چاہے اچھا کھیلوں یا بُرا۔ میرا ایمان ہے کہ کوئی بھی اچھی یا

خوبصورت چیز چاہے وہ کوئی پُرکشش منظر ہو یا کھیل کی کوئی مہارت جسے انتہائی چابکدستی سے بنایا گیا ہو، وہ خالق کی قدرت کا عکس اور جھلک ہوتی ہے۔بعض اوقات آپ بال کو بالکل ٹھیک طریقہ سے کک لگاتے ہیں جیسے کہ میں نے سوئنڈن کے خلاف چیلسی کی طرف سے کک لگا کر گول کیا تھا (میری اس ہٹ کو فاوَل قرار دے دیا گیا تھا کیونکہ کوئی کھلاڑی آف سائیڈ ہو گیا تھا)۔بعض اوقات سب کچھ باہم مل کر اتنا اچھا ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی آپ کوشش کرتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتی ہے۔یوں لگتا ہے کہ یہ ایک حقیقی خداداد لمحہ ہوتا ہے جسے اگر کوشش بھی کی جائے تو دہرایا نہیں جا سکتا۔جب ایسا ہوتا ہے تو میں بھی خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

ال کینیڈی جس نے کیمبرج یونیورسٹی کی طرف سے رگبی کھیلی، وہ بھی ایرک لِڈل کا ہم خیال لگتا ہے،اس کے نزدیک:'میں اپنی زندگی کے ہر ایک حصہ کو اپنی مسیحی زندگی کا حصہ سمجھتا ہوں۔خدا نے مجھے ان نعمتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ بنایا ہے جو مجھ میں ہیں۔جب میں کِک لگا کر بال گول میں پھینکتا ہوں تو اس وقت اپنے اندر خدا کی شادمانی محسوس کرتا ہوں'۔

اس مسئلہ کے متعلق ہم ایک دفعہ پھر پیٹر پولاک کے مفید خیال کو بیان کریں گے:'آپ اپنی شہرت، کامیابی اور ناکامی کے ساتھ کس طرح نپٹتے ہیں' یہ وہ باتیں ہیں جن سے خدا کے نام کو جلال ملتا ہے،خدا ٹرافیوں، انعامات اور کامیابی کے حصول سے خوش نہیں ہوتا'۔

ویسٹ منسٹر اقرار الایمان کے مطابق ہم خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کیا کوئی وجہ ہے کہ خدا کے نام کو کھیل کے میدان میں کیوں نہ جلال دیا جائے، اور صرف چرچ میں ہی کیوں؟

اپنے پڑوسی سے محبت رکھنے کا ایک موقع

جب ہم کھیل کے میدان میں ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہوتے ہیں تو اُس وقت یسوع کے الفاظ''اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ''(متی ۳۹:۲۲) ہمارے لئے حقیقی چیلنج

رکھتے ہیں۔ایک ایسے ماحول میں جہاں مخالف کے ساتھ نفرت کا رویہ رکھنا ایک عام ہی بات معلوم ہوتی ہے وہاں ہمیں اپنے مخالف کو اپنا پڑوسی سمجھنا ہے اور اس سے محبت رکھنی ہے۔ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اور مقابلہ میں خدا کی خوشی کو دیکھنا ہے جو کہ ہم کھیل میں پاتے ہیں۔

اپنے مخالف سے محبت کرنے کے چیلنج پر کھیل کے میدان میں جہاں افراتفری اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا عمل عروج پر ہوتا ہے عمل کرنے کے بارے باب ۵ 'کیا خدا اس بات کی فکر کرتا ہے کہ کون جیتتا ہے؟' میں زیادہ تفصیل کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔اس بات سے قطع نظر کہ خدا کسی کے جیتنے کے متعلق فکرمند ہوتا ہے یا نہیں،لیکن وہ یقیناً اس بات کی پرواہ کرتا ہے کہ ہم اپنے مخالف کھلاڑیوں کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرتے ہیں۔

کھیل کا میدان۔۔ایک امتحان گاہ

خدا کا مقصد اپنے پیچھے چلنے والوں کے لئے یہ ہے کہ وہ خدا پرستی کی زندگی بسر کریں، جو اسے خوش کرے، چاہے جو جہاں کہیں بھی ہوں۔انہیں یسوع کی ہدایت پر اب عمل کرنا ہے، ''تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے۔اور وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر خدا باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں'' (متی ۵:۱۶)۔

کھیل کے میدانوں میں جوش کے لمحات کی حدت ایک مسیحی کے لئے ایک کڑا امتحان ہے۔ کیا آپ اپنے مخالف کو معاف کر سکتے ہیں جس نے ابھی ابھی آپ کے ساتھ فاؤل کیا ہے؟ کیا آپ اپنے مخالف سے انتقام لینا چھوڑ سکتے ہیں جس نے غلط طریقہ کار اپناتے ہوئے آپ کو شکست دی ہے؟ کھیل کا میدان آپ کے لئے ایک بھٹی بھی ہوسکتا ہے جہاں مخالفت کے شعلوں میں آپ کا ایمان پرکھا جاتا ہے۔لیری میتھیوز نے 'فیتھ ٹوڈے' جو کہ کینیڈا میں شائع ہونے والا ایک بشارتی رسالہ ہے، اسکے نومبر دسمبر ۱۹۹۵ کی اشاعت میں ایلون شینڈل کا ایک اقتباس شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے، ''کھیل دراصل ہمیں اب باتوں پر عمل کرنا سکھاتا ہے جن سے ہم عام

زندگی میں بھاگتے ہیں۔''

دنیا کے لئے یہ نشان کہ ہم یسوع کے ہیں، اور ہمارے پیغام کی ٹھوس حقیقت کا اظہار اس بات میں ہے کہ ہم اپنے مالک کی تابعداری کریں، حقیقی محبت کا عکس پیش کریں اور ایک دوسرے کو معاف کریں خاص طور پر کھیل کے ان لمحات میں جب ہم مشکل تجربات سے گزر رہے ہوں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ کھیل اور مسیحی زندگی میں بہت سی باتیں ایک جیسی ہیں، اور ہم بہت سی باتیں کھیل کے میدان سے سیکھ کر مسیحی زندگی پر ان کا اطلاق کر سکتے ہیں۔ کھیل میں بھی کردار کی تعمیر کا عنصر موجود ہے۔ فلپیوں ۲:۱۲ میں پولس کے بیان کے مطابق ''اپنی نجات کا کام کئے جاؤ''، کھیل کے میدان میں مشکل صورتِ حال میں ردِعمل کا اظہار کرتے وقت بھی اس بات کو اپنایا جا سکتا ہے، اس سے کسی شخص کے ایمان کو زبردست تقویت مل سکتی ہے۔

رگبی کے ایک کھلاڑی کی اس مسئلہ کے بارے دلچسپ رائے ملاحظہ کریں:

''میں نے یہ بات سیکھی ہے کہ میری گواہی میرے لئے برکت کا باعث رہی ہے، نا صرف میرے لئے بلکہ دیگر بہت سے کھلاڑیوں کے لئے بھی۔ وہ مجھے ایک شریف لیکن زبردست کھلاڑی کے طور پر دیکھتے ہیں لیکن وہ بھی جانتے ہیں کہ اگر کوئی مجھے ناراض کرتا ہے تو میں اور بھی زیادہ خوش ہوتا ہوں اور کھیل کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں اور زیادہ سے زیادہ کام خود کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا یہ عمل کسی کے لئے کوئی مشکل کا باعث نہیں ہوتا۔ لیکن جو کچھ میں کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں گیند لیکر خود آگے جاتا ہوں، اور بال چھن جانے کی صورت میں زیادہ کوشش کرتا ہوں کہ انہیں روکا جائے، لیکن قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے۔ خدا چاہتا ہے کہ آپ کھیل کے میدان میں جائیں اور ایک جنگجو سپاہی کی طرح لڑیں، کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں بہت اچھے کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی دفعہ انگلینڈ آیا تو مجھے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس معاملہ میں میری بیوی میرے لئے حوصلہ افزائی کا باعث بنی۔ مجھے یاد ہے کہ میں ہر ہفتہ پریشان آنکھوں، خراش زدہ چہرے اور جسم پر زخم لئے واپس آتا تھا، یہ سب کچھ میں دانستہ کرتا تھا۔

میں خداوند سے چلا کر کہتا تھا، 'میں کیا کروں؟ کیا میں انتقام لوں؟' لیکن وہ کہتا، بالکل نہیں، صبر سے کام لو اور میں سب باتوں کو ہینڈل کروں گا، وہ لڑکے جو پہلے مجھے مارتے تھے اب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ اب وہ کھیل کے اعتبار سے میرا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں 'شاباش، آپ بہت اچھا کھیلے!' اس قسم کا تاثر بہت اچھی بات ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ میں اس قسم کا آدمی نہیں ہوں۔ میں بہت کچھ لے سکتا ہوں لیکن میں بہت کچھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

میرے خیال میں بہت کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ خدا مجھے اس کی اجازت دے کہ میں اپنے آپکو کنٹرول کرنے پر بھرپور توجہ دے سکوں اور یہ یقیناً خدا کے اثر کے باعث ہی ہے۔''

ایڈرن ڈیوس کی شدید خواہش تھی کہ وہ رگبی ورلڈ کپ میں ویلز کی طرف سے کھیلے۔ اسکی یہ خواہش پوری ہوئی۔ بطور مسیحی اس نے اپنی اس خواہش کو خدا کے سپرد کیا لیکن یہ خواہش اس طرح پوری نہ ہو سکی جس طرح کہ وہ امید کر رہا تھا۔

میچ ہارنے کے بعد ڈریسنگ روم میں بڑی مایوسی کا سا ماحول تھا۔ ہم سوچ رہے تھے ہمیں وہ میچ جیتنا چاہئیے تھا۔ میں نے خدا سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ ایسے کیوں ہوا، مجھے اس بات کا جواب آج کے دن تک نہیں ملا۔

سی۔ ٹی سٹڈ نے چین میں بطور مشنری کام کرنے کے لئے اپنے درخشاں دکھائی دینے والے کرکٹ کے مستقبل کو ترک کر دیا اور پھر کبھی اس بات پر افسوس کا اظہار نہ کیا کہ اس نے کرکٹ کیوں چھوڑی۔ ان کی سوانح حیات میں ان کے ایک قریبی ساتھی نارمن گرب نے لکھا کہ سٹڈ نے کرکٹ کھیلنے کے بارے کبھی افسوس ظاہر نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ کرکٹ میں سیکھی گئی برداشت اور نظم وضبط نے مشنری کام میں اسکی بھرپور مدد کی کہ وہ اپنے آپ کو پورے طور پر مسیح کے لئے مخصوص کر سکے۔

گواہی کے لئے ایک موقع

اپنے خادموں کے لئے خدا کے منصوبہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ وہ متی ۲۸ : ۱۹ کے ارشادِ اعظم کی

تکمیل کریں: ''تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔''

اسی بات کو اعمال ۱: ۸ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: ''لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے، اور یروشلیم، تمام یہودیہ اور سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔''

۲۔کرنتھیوں ۵ : ۲۰ میں پولس مسیحیوں کو 'مسیح کے ایلچی' کہتا ہے۔ کھیلنے والوں کے لئے مسیح کے موثر ایلچی ہونے کا موثر ترین شعبہ کھیل کا میدان ہے۔ کھیل کا میدان دوست بنانے اور لوگوں کے ساتھ وقت گزارنے کا زبردست ذریعہ ہے۔ دوست ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہماری بات کا بھروسہ کرنے اور ہمارے سننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

خدا نے ہمیں جہاں کہیں بھی رکھا ہے اپنی گواہی کے لئے رکھا ہے۔ ہر ایک صورتِ حال کی اپنی مشکلات ہیں۔ کھلاڑیوں کے لئے ایک ایسے ماحول میں خدا کو ظاہر کرنے کا موقع ملتا ہے جہاں اکثر قربانی دینے اور غیر مشروط محبت کرنے کا فقدان ہوتا ہے۔

اینڈو کا اوڈیزر، ومبلڈن کا کوارٹر فائنل کھیل رہے تھے۔ انہیں اس میچ میں اپنے مخالف کھلاڑی کے ساتھ اپنی مسیحیت کا عملی ثبوت دینے کا موقع ملا۔ اس سلسلہ میں وہ ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں:

''میں ہالینڈ میں گھاس کے میدان پر ٹورنامنٹ کا میچ کھیل رہا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرا مخالف کسی سبب سے پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے اسے یہ بات کہتے سن لیا کہ مجھے گھاس پر کھیلنے والے جوتے نہیں مل سکے جس کی وجہ سے میرے پاؤں پھسل رہی ہیں اور میں ٹھیک طریقہ سے کھیل نہیں پا رہا۔ یہ سن کر میں نے اسے اپنے جوتے دینے کی پیشکش کی، یہ سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر بے وقوف بھلا کوئی کیسے ہوسکتا ہے؟ میں نے اپنے ہوٹل کی چابیاں اسے تھماتے ہوئے کہا کہ خود جا کر لانا چاہتے ہو تو خود چلے جاؤ یا پھر کسی کو بھیج کر منگوالو۔

جب میچ شروع ہوا تو وہ میرے جوتے پہنے ہوئے تھا! اس نے مجھ سے پہلا سیٹ جیت لیا، لیکن میں نے کھیل میں واپس آتے ہوئے اگلے دونوں سیٹ جیت لئے۔ میچ کے اختتام پر اس کے لئے میرا شکریہ پورے طور پر ادا کرنا مشکل تھا تو بھی اس نے اپنے خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ ایسا تجربہ اس کے ساتھ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔"

مسیحیوں کو جم کلبوں، گولف کے میدانوں، ٹینس کورٹس اور دیگر کھیل کے میدانوں میں انجیل کی خوشخبری دنیا میں ہر جگہ دینے کے مواقع ملتے ہیں۔ کھوئے ہوئے ممکن ہے چرچ میں تو نہ آئیں لیکن سپورٹس کلبوں کو ہی خدمت گزاری کا میدان سمجھتے ہوئے ہم ان تک مسیح کی خوشخبری پہنچا سکتے ہیں۔

یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ ورلڈ ایونجلزم کونسل کے ڈاکٹر ایڈی فوکس کہتے ہیں:

"جس طرح روم کی سڑکیں قدیم دنیا تک انجیل کی خوشخبری پہنچانے کے لئے استعمال ہوتی تھیں، آج کے دور میں کھیل کے میدان وہ بے مثال جگہیں ہیں جہاں مسیح کی گواہی بڑے موثر طریقہ سے دی جا سکتی ہے۔"

ساؤتھ افریقہ کے آنجہانی کپتان ہینسی کرونیئے کہا کرتے تھے کہ میرے لئے کرکٹ کا میدان گواہی کا وہ موقع فراہم کرتا ہے۔ میدان میں اترتے وقت وہ کہتے تھے:

"میں میدان میں دعا کرنے کے لئے نہیں جا رہا، براہِ مہربانی جیتنے میں میری مدد کر، میں خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے جا رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ جب مجھے بڑے ہجوم اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو مسیحی کہنے اور اس بات کے اظہار کا موقع ملتا ہے کہ میں خدا پر ایمان رکھتا ہوں، اور آپ اس بات کو سراہتے ہیں کہ یسوع نے آپ کے لئے کیا کیا ہے اور وہ کسی اور کے لئے بھی کیا کر سکتا ہے۔"

اہم لیکن سب سے اہم نہیں

پولس نے تیمتھیس کو خط لکھتے ہوئے کہا، "کیونکہ جسمانی ریاضت کا فائدہ کم ہے لیکن

دینداری سب باتوں کے لئے فائدہ مند ہے اسلئے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا وعدہ بھی اسی کے لئے ہے'' (۱۔ تیمتھیس ۴:۸)۔ کھیل جائز اور قانونی اعتبار سے بالکل درست ہے۔ یہ خدا کی دنیا کا حصہ ہے اور یہ بہت سے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث بنتا ہے۔ کھیل کسی بھی دوسری انسانی سرگرمی کی طرح یکساں ضروری ہے۔ اوپر بیان کی گئی باتوں کی روشنی میں کھیل کے ذریعے لوگ خدا کے نام کو جلال دے سکتے ہیں، اور اس سے خدا کے لوگوں کو خدا سے دور لوگوں تک پہنچنے کا موقع ملتا ہے۔ تاہم یہ بات تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کھیل محض چندروزہ اور عارضی چیز ہے۔ یہ بھی دیگر انسانی سرگرمیوں کی طرح آتی اور چلی جاتی ہے۔ اگر ہم ابدیت کے نقطۂ نظر سے دیکھیں تو کھیل کی اہمیت اور قدر و قیمت بہت محدود ہے۔

کھیل اپنے آپ میں کسی بات کا اختتام نہیں بلکہ اختتام کا ایک ذریعہ ہے۔ کھیل مسیح کو جاننے اور اس میں بڑھنے کا ایک راستہ ہے۔ البتہ کھیل کو اگر مسیح سے بڑھ کر درجہ دیا جائے تو یہ خطرہ ضرور موجود ہے کھیل کہیں ہمارا رب نہ بن جائے، کھیل اس وقت تک اہمیت کا حامل ہے جب تک یہ مسیح کی خدمت کے دائرہ کے اندر رہے۔

ہیلم فرائیڈ اپنی کتاب 'وارم اپ' میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نئے عہدنامہ کے مصنفین نا صرف امید اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے ایک رائے رکھتے ہیں بلکہ وہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس ابدی زندگی کا مقصد خدا باپ کی حضوری میں مسیح کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔ کھیل کے مقاصد کا تعین اور پھر ان مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے زندگی میں اپنے حقیقی مقصد کو پانا عظیم بات ہے۔ تاہم جب آپ اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو پھر سے دیکھیں تو چھوٹی مدت کے مقاصد آپ کو فرق پہلو سے دکھائی دیں گے۔ اگر فائنل میچ جیتنا ایک پُرجوش اور ہیجان خیز بات ہوسکتی ہے تو پھر زندگی کے حتمی مقصد پانے کا جشن کس قدر زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔''

پیٹر پولک اس بات سے متفق تھے : 'بطور مسیحی سپورٹس مین یہ ہمارا فرضِ اولین ہے کہ ہم

خدا کے مہیا کردہ میدان میں ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جو اس نے ہمارے اندر رکھی ہیں، یہ بات ہمیشہ ہمارے احساس میں سمائی رہے کہ ہماری آخری فتح ورلڈ کپ نہیں ہے۔'

یہ بات عظیم اور قابلِ اقتباس ہے کہ مسیحیوں کو بڑے سادہ لیکن پُر زور انداز سے یہ کہنا چاہیئے کہ بل شینکلے اپنے اس خیال میں غلط تھے اگر چہ وہ اس بات پر پورا یقین رکھتے تھے کہ فٹ بال میرے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تاہم ایک مثال کے طور پر جو کہ کھیل ہمارے جذبات کو ابھارنے کے سلسلہ میں کرتا ہے، فٹ بال کولمبیا کے ایک کھلاڑی اینڈرلیس ایسکو بر کے نزدیک زندگی اور موت کا مسئلہ تھا، یہ کھلاڑی ورلڈ کپ میں واحد گول کرنے کے بعد ۱۹۹۴ میں قتل کر دیا گیا۔

ایلکس رائیپیر و کے بہت سے کھلاڑیوں (مثلاً سیزر سیمپایو اور کلیبر) کے نام تار نے انہیں مایوس کیا ہوگا کیونکہ ان کو ۱۹۹۴ کے ورلڈ کپ کے لئے منتخب کی جانے والی برازیل کی ٹیم میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ وہ اپنے بیان میں کہتے ہیں:

''پہلے تو ہم کوچ پریرا کی فہرست میں آپ کا نام نہ دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے۔ پھر ہم نے اس آیت کو یاد کیا کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت کرنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں۔ یہ بات تمہارے لئے بھی ہے اگر چہ تم ٹیم کے لئے چُنے نہیں گئے۔ خدا کرے کہ ہمارا عظیم مددگار (روح القدس) تمہارے دل کو اس یقین دہانی کے ساتھ مضبوط کرے کہ تمہارے نام ایک اور فہرست میں شامل کئے جائیں یعنی کتابِ حیات کی فہرست میں۔ تمہارے نام ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہیں جو خدا کے ساتھ ابدیت میں وقت گزاریں گے۔''

(یہ اقتباس انگریزی کتاب ?Who Won The World Cup کے صفحہ ۳۰ سے لیا گیا ہے)۔

کسی شخص کی اہمیت کھیل کے میدان میں اس کے کارناموں پر مبنی نہیں ہوتی

کسی بھی کھلاڑی کے لئے ہمیشہ ہی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ گولف کے

چیمپئین برن ہارڈلینگر کا کہنا ہے کہ وہ اپنی ۹۵ فیصد گولف شاٹش سے مطمئین نہیں ہوتے اور پھر بھی وہ فاتح ہیں! میرے اور آپ کے لئے کیا امید ہے؟

جب فٹ بال کے کھلاڑی ایلن کمفرٹ کے کیریئر کا اختتام زخمی ہونے کے باعث ہوا تو یہ بات ان کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ وہ کہتے ہیں:

'جب آپ کھیل میں ناکام ہونے لگتے ہیں تو مشکل میں پھنس جاتے ہیں۔ اور یہ احساس آپکی نظر میں آپ کی اپنی عزتِ نفس کو بھی مجروح کرتا ہے، آپ سوچنے لگتے ہیں کہ اب آپ کچھ بھی نہیں رہے۔۔۔ لیکن مسیحی نقطہ نظر سے میرے لئے یہ سوچنا ہمیشہ ہی مدد کا باعث بنا کہ خدا جانتا ہے کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے اور یہ بھی کہ خدا ہی تمام قسم کے حالات میں میرے ساتھ ہے۔'

کھیل کے میدان میں ہر وقت کوئی نہ کوئی کارنامہ سرانجام دینے کی فکر کو سابق یو۔ایس ماسٹر ونر لیری مائیز کہتے ہیں:

'اگر میری کارکردگی ہی مجھے اہم بناتی ہے تو پھر میری زندگی بچوں کی ریل گاڑی کی مانند ہے۔ اگر میں اچھا کھیلوں تو میں خوش ہوتا ہوں۔ اگر اچھا نہ کھیل پاؤں تو پریشان ہوتا ہوں اور جب تک دوبارہ اچھا نہ کھیلوں تب تک خوش نہیں ہوتا۔ میں اس طرح کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا اور شکر خدا کا کہ مجھے ایسی زندگی گزارنے کی ضرورت بھی نہیں۔ میرے پاس زندگی گزارنے کا بہترین راستہ موجود ہے۔ خدا نے میرے لئے اپنا بیٹا یسوع مسیح بھیجا کہ میرے لئے اپنی جان دے۔ کیا یہ میرے لئے بے حد ضروری نہیں؟'

گیون پیکاک بھی ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے یہ بات سیکھی ہے کہ ہمیں اپنا اطمینان اور شادمانی کھیل میں اپنی کامیابی سے جوڑنے کی ضرورت نہیں:

'فٹ بال میں کسی ہفتہ تو آپ کی کارکردگی آپ کو عروج پر لے جاتی ہے اور اگلے ہفتہ کے اختتام آپ مایوسی سے اپنا سر پکڑے ہوتے ہیں، اگر کارکردگی اور خراب ہو تو آپ ٹیم سے باہر بھی کر دیے جاتے ہیں۔ پس ان حالات میں آپ کو اپنی سوچ کو کارکردگی سے اوپر لے جانے کی

ضرورت ہے۔ اور یہاں میرا مسیحی ایمان میرے کام آتا ہے۔ میرا خدا مجھے احساس دلاتا ہے کہ میں قابلِ قدر رہوں، وہ میری ذات کو اہمیت دیتا ہے۔ پس میں پہلے ایک مسیحی اور اس کے بعد ایک فٹ بالر ہوں'

گیون کے فٹ بال کیریئر کی اہم بات ۱۹۹۴ میں چیلسی کی طرف سے مانچسٹر یونائیٹڈ کے خلاف ایف۔ اے کپ فائنل کھیلنا تھا۔ یہ ایک زبردست تجربہ تھا، ساری زندگی کے خواب کی تکمیل۔ سکور صفر صفر تھا، ایسے میں گیون کی لگائی گئی کک گول بار سے ٹکرا گئی۔ اگر گیند گول میں چلی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ لیکن گیون اس تجربہ کے بارے یوں محسوس کرتے ہیں کہ اگر وہ اس کھیل میں زندگی میں اپنی اہمیت کے بارے سوچتے تو وہ ضرور مایوسی کا شکار ہوتے۔ گیون کا نظریہ کھیل میں کامیابی کی طرف یہ ہے کہ کوئی بھی کامیابی محض وقتی ہوتی ہے۔

کھیل کی زندگی کے نشیب و فراز میں یہ بہت ضروری ہے کہ آپ اپنا اعتقاد کسی ایسی ہستی پر رکھیں جو صرف اسی وقت آپ سے محبت نہ رکھے جب آپ اچھا کھیلیں: 'یسوع مسیح۔۔۔کل، آج بلکہ ابد تک یکساں ہے' (عبرانیوں ۱۳: ۸)۔ اگر آپکی اہمیت کی بنیاد یسوع مسیح کے ساتھ ابدی تعلق پر ہے تو پھر آپ اپنا کھیل پوری قوت اور بہترین صلاحیت کے ساتھ کھیل سکتے ہیں، اس کے باوجود یہ جاننا ضروری ہے کہ آپکی حتمی اہمیت صرف کھیل ہی نہیں ہونا چاہئیے۔

اس خیال کی تائید کرتے ہوئے برن ہارڈ لینگر کہتے ہیں:

جب میری عمر تقریباً ۲۸ سال تھی اور میں وہ سب کچھ حاصل کر چکا تھا جو میں چاہتا یا جس کا میں خواب دیکھا کرتا تھا۔۔۔ میں نے محسوس کیا کہ مادی اشیاء خوشی نہیں دیتیں۔ زندگی میں روپیہ پیسہ، بینک بیلنس، کاروں، کوٹھیوں اور ان جیسی اور کئی چیزوں سے بڑھ کر کسی چیز کی ضرورت ہے۔ مادی اشیاء کی خواہشات بڑھتی جاتی ہیں اور انسان کبھی بھی مطمئین نہیں ہوتا۔ امریکہ کے دورے پر بائبل سٹڈی کے دوران میں نے یسوع کو بطور اپنا شخصی نجات دہندہ جانا اور اس سے میری زندگی یکسر تبدیل ہوگئی۔

پیٹر پولک اس معاملہ میں اور بھی زیادہ صاف گو ہیں: 'خوش ہونے کے لئے کامیابی کے حصول کی ضرورت پستی سے دور جانے کے لئے یکطرفہ ٹکٹ ہے' ('انگریزی کتاب The Myth of success' سے اقتباس)۔

اس بات کو یاد رکھنا ہمیشہ ہی ضروری ہے کہ بطور مسیحی ہماری پہچان اس حقیقت پر ہے کہ ہم خدا کی شبیہ پر پیدا کئے گئے ہیں، اور یہ کہ یسوع مسیح میں ہو کر اس (خدا) نے ہماری خلاصی کرائی ہے۔ پیدائش ۲:۲۵ میں لکھا ہے کہ آدم اور حوا دونوں ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے۔ جب انہوں نے گناہ کیا (پیدائش ۳ باب) تو انہوں نے محسوس کیا کہ وہ ننگے ہیں، اور انہوں نے پتے سی کر اپنے آپ کو ڈھانپا۔ وہ اس بات سے شرمندہ تھے کہ وہ کیا ہیں۔ ہماری گناہ میں گری ہوئی دنیا، اور ہمارے اردگرد کے لوگ اکثر کائنات کی مختلف باتوں۔۔ کاموں۔۔ کارناموں۔۔ یا کھیل کی کارکردگی میں اپنی پہچان تلاش کرتے ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات سے شرمندہ ہیں کہ وہ کیا ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ہم دیکھیں گے کہ یہ اصول کس طرح کھیل کے میدان، تمام سطحوں پر اور کھیل کے مختلف حالات میں اپنائے جا سکتے ہیں۔

خلاصہ

کھیل کی کسی بھی الٰہیات میں درج ذیل باتیں شامل ہونی چاہئیں۔ کھیل:

- ☆ خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے۔
- ☆ خدا کی کائنات کا ایک حصہ ہے۔
- ☆ پرستش و عبادت کا ایک موقع ہے۔
- ☆ اپنے پڑوسی سے محبت کرنے کا ایک موقع ہے۔
- ☆ ایک امتحان گاہ ہے۔
- ☆ گواہی دینے کا ایک موقع ہے۔

☆ اہم لیکن سب سے زیادہ اہم نہیں ہے۔

☆ بطور انسان ہماری اہمیت کا ذریعہ نہیں ہے۔

باب نمبر 3

وقت کو مفید طریقہ سے استعمال کرنا

کئی سالوں سے مسیحی کلیسیا کا کھیلوں کی طرف دوہرا رویہ تھا۔ جے۔جے رَوُزیو کے فلسفہ سے اس کی ابتدا ہوئی ، اور 'مضبوط مسیحیت'(muscular Christianity) کا عقیدہ پچھلی صدی میں زور پکڑ گیا۔ یہ نظریہ یہ تھا کہ جسمانی مشق اور کھیل مثبت اخلاقی اثر کو پروان چڑھاتے ہیں، اور کھیلوں میں مقابلہ کی ایک اخلاقی بنیاد ہے؛ کھیل کے میدان میں اخلاقی رویہ میں تربیت باہر کی دنیا تک بھی پہنچائی جانے والی چیز ہے۔ بے غرضی، انصاف، صحت، یہ وہ مثالی باتیں ہیں جو نا صرف کھیلوں میں بلکہ کسی بھی مناسب مسیحی معاشرہ میں ظاہر کی جاتی تھیں، (پیٹر میک اِن ٹوش، فیئر پلے، ہینی مین، ۱۹۷۹)۔

مضبوط مسیحیت کے منصوبہ میں یہ شامل تھا کہ پبلک سکولوں میں کھیل کو ترقی دی جائے اور کام کرنے والے افراد کی فٹ بال کے کھیل میں حوصلہ افزائی کی جائے۔ آج کے مختلف پیشہ ور فٹ بال کلب اسی نظریہ کے تحت قائم کیے گئے تھے اور انہیں چرچز نے ہی قائم کیا تھا۔ ان کلبوں میں کوئینز پارک رینجرز، ساؤتھامپٹن سینٹ میریز اور فلہم جو کہ فلہم سینٹ اینڈ روز کے نام سے شروع کیا گیا تھا۔

آنے والے سالوں میں چرچ کھیلوں کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار ہو گیا، اور کھیل کو خدا کے نام کو جلال دینے کے خلاف سمجھنے لگا۔ اس منفی رویے کی بنیاد غالباً شراب نوشی اور جواء تھا۔ حالانکہ زیادہ تر کھیل اتوار کے دن ہی کھیلے جاتے ہیں۔ کھیل کو اس نظر سے بھی دیکھا جاتا تھا کہ یہ انتہائی تعصبیت کی طرف لے جاتی ہے، جس سے کوئی شخص غیر ضروری طور پر اپنے جسم کو چوٹیں لگنے کے لئے پیش کرتا ہے، اور ایک مسیحی کو اس کے فرائض سے دور لے جاتا ہے۔

ٹونی لَیڈ اور جیمز میتھیسن ، 'مضبوط مسیحیت' میں شمالی امریکہ میں وائے۔ ایم۔ سی۔ اے کی

تاریخ کے مصنف ہاورڈ ہوپ کنز کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں وہ ان باتوں کی فہرست بیان کرتے ہیں جن کی بنا پر مسیحیوں کو کھیلوں میں حصہ نہیں لینا چاہئیے۔ ان کے بقول انیسویں صدی کے آخر میں کھیلوں میں جواء شامل ہوتا تھا، کھیل جسمانی چوٹوں کا باعث بنتے تھے اور یہ کہ کھیل اتوار کے دن اور سگریٹ کے دھوئیں سے آلودہ کمروں میں منعقد ہوتے تھے۔

مسیحی کلیسیا کے تیسرے ہزار سالہ دور کے ابتدائی سالوں میں کھیل سے متعلق ان منفی فلسفیانہ خیالات کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ تاہم، سوال ممکن ہے کہ وقت کے استعمال کے بارے میں زیادہ ہو۔ شاید افسیوں ۵:۱۶ میں 'وقت کو غنیمت جانو' سے مراد یہ کہ وقت کو بہتر طریقہ سے استعمال کیا جا سکتا ہے بجائے اس کے کہ ہر وقت کھیل کے میدان میں گیند کے پیچھے بھاگا جائے۔

کھیل کا شعبہ انسانی زندگی میں ایک ایسا شعبہ ہے جس کے بارے لوگوں کی رائے مختلف ہے۔ جو لوگ کھیلوں میں دلچسپی نہیں لیتے ان کے لئے ٹیسٹ رنز کو سمجھنا ممکن نہیں، اور نہ ہی وہ جیت کے مزے سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اور جو کھیلوں میں انتہائی دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لئے کھیل کسی مذہبی حق سے کم اہمیت نہیں رکھتے۔

کھیل اور مذہب کے درمیان مشترکہ باتوں کو بہت سے لوگوں نے نوٹ کیا ہے۔ دونوں میں یہ خوبی ہے کہ لوگوں کو تیار کریں اور انہیں جوش وجذبہ پر اُبھاریں۔ دونوں پاک دنوں میں منعقد کئے جاتے ہیں، ہفتہ کی سہ پہر یا اتوار کی صبح؛ دونوں کی سرگرمیاں تقریباً ایک جیسی جگہوں پر ہوتی ہیں، چرچ یا سٹیڈیم میں۔ بعض اوقات کھلاڑیوں کے لباس اور مذہبی رسومات کے لباس بھی آپس میں ملتے جلتے ہیں۔

جب ۱۹۸۹ میں ایف۔ اے کپ کے سیمی فائنل میچ میں زبردست ہنگامہ ہوا اور لیور پول کے ۹۵ شائقین مارے گئے تو اس حادثہ کے بعد لیور پول کا این فیلڈ سٹیڈیم ایک ایسی درگاہ کی صورت اختیار کر گیا جس میں شائقین اپنے بچھڑ جانے والے عزیزوں سے اپنی محبت اور عقیدت کے اظہار میں آتے اور سٹیڈیم میں نذرانہء عقیدت کے طور پر پھول چھوڑ جاتے تھے۔

بہت سے امریکی کومینٹیٹرز (کھیلوں پر رواں تبصرہ کرنے والے) کھیل کو امریکہ کے ایک نئے مذہب کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ اسے خوب ہوا دے رہے ہیں، ٹی وی، رسالے، اشتہار بازی، سب کھیلوں کو اہمیت دے رہے اور امریکی معاشرہ میں اسے بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

جیمز بیکر نے ۱۹۷۰ کے وسط میں امریکی فٹ بال کو امریکہ کا نیا مقامی مذہب قرار دیا۔ اس میں وہ تمام پھندے موجود ہیں جو کسی بھی دھرم پرستی کے لئے ضروری ہوتے ہیں: رنگ برنگے جھنڈے، بینرز، اچھے اور بُرے لوگوں کے گروہ، جنونی تماشائی، جوش اور ہنگامہ سے بھرپور ماحول، عجیب اور بے ڈھنگے لباس میں ملبوس جوان لڑکیاں جو کھلاڑیوں کے لئے نعرہ بازی کرنے کے لئے وہاں آتی ہیں۔ بیکر نے تماشائیوں کے متعلق بھی کچھ بیان کیا ہے۔ ان کا رویہ بھی کسی سے کم نہیں ہوتا۔ وہ بھی ماحول کو خوب گرمانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو میچوں کے دوران تماشائی کچھ روایتی قسم کے گانے بھی گاتے ہیں۔ بیکر کے نزدیک مذہب اور کھیل دونوں ہی اپنے اپنے شرکاء کو اور موقع فراہم کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی کوششیں ترک نہ کردیں۔

کچھ لوگوں کے نزدیک کھیل کھیلنا ایک قسم کا مذہب ہی ہے۔ ہال ہگڈن ایک نومرید مسیحی (جو کہ یہودیت سے مسیحیت میں آیا تھا اور دوڑ میں حصہ لیتا تھا) کے بارے میں اقتباس کرتے ہیں: ''اب مجھے اس بات کی سمجھ آئی ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہونے اور بپتسمہ لینے کا کیا مطلب ہے۔ اب میں اپنے ان دوستوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو دوڑتے نہیں'' (رنرز ورلڈ، مئی ۱۹۷۸)۔

ہگڈن دوڑنے والے کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ اس کے نزدیک دوڑنا زندگی کا اہم ترین حصہ ہے، ہفتہ کے اختتام پر غلبہ پانا ایسے ہی ہے جیسے کسی مسیحی خاندان کا اتوار کے دن پر غالب آنا۔ بعض دوڑنے والوں کا تجربہ تو بہت ہی پُراسرار ہے، وہ دوڑنے کے دوران خدا کے اور زیادہ

نزدیک ہوئے ہیں، ایسے تجربات انہوں نے خاص طور پر ایسی جگہوں پر دوڑتے ہوئے حاصل کئے ہیں جہاں اردگرد نہایت خوبصورت مناظر اور ماحول تھا۔

یہ کہنا پڑے گا کہ کھیل بعض اوقات ہمارے لئے زیادہ اہمیت کے حامل بن جاتے ہیں۔ ذرا ملاحظہ کریں کہ ایک اہم میچ کے بارے میں رواں تبصرہ کرنے والا مبصر کیا کہتا ہے، 'آج کا میچ موجودہ سیزن کا اہم ترین میچ ہے، جس میں شکست تباہی اور بربادی ہوگی۔۔۔' اس بات کو شاید نظرانداز کردیا جاتا ہے کہ یہ بیان یا تبصرہ محض فٹ بال کے ایک میچ کے لئے ہے۔

ٹرپل جمپ کے عالمی چیمپئین جوناتھن ایڈورڈ کا اپنی صلاحیت اور اپنے پیشہ ورانہ کھیل سے لطف اندوز ہونے اور تازہ دم ہونے کا تجربہ اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہے:

''میرے خیال میں آپ کھیل کے بارے میں خطرناک حد تک جذباتی ہو سکتے ہیں۔ یہ جذباتی کیفیت مارو یا مر جاؤ تک بھی جا سکتی ہے، لیکن اگر یہ سوچا جائے کہ آپ صرف ایک پلاسٹک کی ایسی چیز کو جس میں ہوا بھری ہے کِک لگا رہے ہیں، اور کوشش کر رہے ہیں کہ اسے دو پولوں کے اندر جن کے ساتھ ایک جال لگا ہوا ہے ڈالیں، تو اس سوچ سے آپ کی جذباتی کیفیت بہت کم ہو جائے گی۔ گولف کے کھیل میں بھی آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ اتھلیٹکس میں آپ ریت کے گڑھے میں تین مرتبہ جمپ لگاتے ہیں اور پھر فاصلہ ناپنے کے بعد آپ اچانک شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں۔ کھیل انسان کو ضرور خوشی فراہم کرتے ہیں اور یہ زندگی کا اہم حصہ بھی ہیں، لیکن بعض اوقات یہ ضرورت سے زیادہ توجہ کھینچ لیتے ہیں۔ زندگی میں کھیل سے کہیں بڑھ کر اہم اور زیادہ توجہ طلب امور موجود ہیں۔

جو شخص بھی کسی کھیل کو سنجیدگی سے کھیلتا ہے اسے اس کھیل کے تقاضوں کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ ٹریننگ اور پھر ہفتہ کے اختتام پر میچ۔ جب ٹریننگ کا کسی چرچ کی سرگرمی یا ہاؤس گروپ سے تصادم ہوتا ہے، اور اتوار کے دن صبح کے وقت چرچ جانے کے ساتھ میچ کا تصادم ہوتا ہے تو ایسے حالات میں کسی پختہ مسیحی کو چاہئیے کہ وہ کھلاڑی کو ایک طرف

لے جا کر یا اکیلے میں اس سے بات کرے اور اسے سمجھائے کہ اس طرح کے تصادم کی صورت میں آپکو چاہئیے کہ چرچ جانے کو کھیل پر فوقیت دیں۔ اور ایک مسیحی کھلاڑی کو اپنے اندر قربانی کا جذبہ رکھنا چاہئیے۔ یہ وقت مسیحی کھلاڑی کے لئے ایک کڑا امتحان ہوتا ہے اور وہ اپنے اندر اپنے وقت کے استعمال کے سلسلہ میں تذبذب، غیر یقینی اور احساسِ جرم کا شکار رہتا ہے۔

'اتوار کے دن کھیل' کے عنوان پر ہم چھٹے باب میں بات کریں گے لیکن یہاں بھی اس کا کچھ نہ کچھ ذکر ضروری ہے کہ کیوں بہت سے کھیل اتوار کے دن ہی منعقد ہوتے ہیں، یہی وہ بات ہے جس کے باعث بہت سے چرچ لیڈرز کھیلوں کے بارے منفی رویہ رکھتے ہیں۔ اس کا اطلاق نا صرف بڑوں اور بزرگوں پر ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ تعداد میں نوجوان بھی اس کی زد میں آتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ بات کچھ عجیب لگے کہ وہ مسیحی رہنما جو کھیل میں وقت دینے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے، ان کا رویہ ادب، آرٹ یا کلاسیکی موسیقی کی طرف ایسا نہیں ہوتا۔ تاہم جو لوگ کھیل میں وقت دینے کو تنقیدی نظروں سے دیکھتے ہیں، وہ خود اتنا ہی وقت ٹی وی پر اشتہارات دیکھنے میں لگاتے ہیں۔

کیا مسیحیوں کو جم یا کھیل کے میدان میں صرف کئے گئے وقت کے متعلق احساسِ جرم کا شکار ہونا چاہئیے؟ کیا یہ روحانیت ناپنے کا کوئی معیار ہے کہ آپ ہفتہ میں کتنی دفعہ چرچ جاتے ہیں؟ مسیحیوں کے متعلق ان کے نزدیکی دوستوں کے بیانات جاننا بہت دلچسپ بات ہے۔ ان کا ذکر رِک وارن نے اپنی کتاب 'پاور ڈِروَن چرچ' میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: 'اگر آپ ان لوگوں سے جو کبھی چرچ نہیں جاتے ان کے مسیحی پڑوسیوں کے طرزِ زندگی کے متعلق پوچھیں تو ان کا جواب یہ ہو گا کہ وہ بہت سی میٹنگوں پر جاتے ہیں' (صفحہ ۳۷۵ سے اقتباس)۔

اگر ہم باب اول میں دیے گئے سپورٹس کونسلوں کے اقتباسات کے نظریہ کو قبول کریں کہ کھیلوں میں شرکت کے فوائد میں 'جسمانی طور پر زیادہ چاک و چوبند ہونا، بہتر صحت اور شخصی طور پر بہتری کا احساس، بچوں کے لئے مجموعی طور پر تعلیم اور مختلف تجربات کے مواقع اور معاشرہ کے لوگوں سے رفاقت' شامل ہیں۔ ان باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے کھیل کے میدان میں وقت

گزارنے کو بڑے اچھے اور ٹھوس انداز میں سراہا جاسکتا اور اسکی سفارش کی جاسکتی ہے۔

ہم ایک ایسے معاشرہ میں رہتے ہیں جہاں بیشتر لوگوں کا مسئلہ کام کی زیادتی ہے، اور جہاں لوگوں کو آج سے دس یا پندرہ سال پہلے کی نسبت زیادہ گھنٹوں تک کام کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات میں کلیسیائی زندگی چرچ سے منسلک لوگوں سے زیادہ چیزوں کا تقاضہ کرسکتی ہے۔ ایسی دنیا میں سیر وتفریح کے لئے وقت دینا یعنی کسی شخص کا اپنے آپ کو از سرِ نو تخلیق کرنا ایک بہت ہی اچھی بات ہوگی۔

پچھلے باب کو سامنے رکھتے ہوئے، اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جو کہ خالقِ کائنات کی عبادت اور پرستش کا موقع فراہم کرتی ہے اور ایک مسیحی کو اپنی گواہی دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا نادر موقع عطا کرتی ہے۔ مسیحی نقطہءنظر سے یہ ایک زبردست مسیحی سرگرمی ہے جس میں شامل ہونا مسیحیوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ بات نہیں کہی جارہی کہ مسیحیوں کے لئے کھیل کے میدان میں شامل ہونا بہت ہی آسان راستہ ہے۔ اس سلسلہ میں ہم آئندہ ابواب میں مزید روشنی ڈالیں گے۔

باب نمبر 4

مسیحی کھلاڑی۔۔۔اصطلاحات میں ایک تضاد؟

ناموافقت یا نامطابقت؟

گراہم ڈینئیلز، جوکہ اب 'کرسچنز اِن سپورٹس' کے ڈائریکٹروں میں سے ایک ہیں، وہ اس وقت مسیح کے پاس آئے جب وہ کیمبرج یونائیٹڈ کی طرف سے پیشہ ورانہ فٹ بال کھیل رہے تھے۔ مسیحی ہونے سے پہلے گراہم اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو رہے تھے، لیکن اب ان کی زندگی میں کھیل کے پہلو کا ایک اضافی مفہوم، مقصد اور تکمیل شامل ہو گئے ہیں۔

ایک اتوار کی بات ہے کہ ایک پختہ مسیحی شخص جسے وہ جانتے بھی نہ تھے انہیں ایک طرف لے گیا۔ گراہم اس قصہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

جبکہ مجھے مسیحی ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ میں اس کے گھر دوپہر کے کھانے پر گیا۔ کھانے کے بعد وہ مجھے ایک طرف لے گیا اور کہنے لگا، 'میری بات سنو، کیا مسیحی ہونا ایک زبردست بات نہیں ہے؟' میں نے خوش ہوتے ہوئے اس کی بات سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد اس نے کہا، 'اب مجھے یقین ہے کہ تم خداوند کے کام پر توجہ دینے کے لئے اپنا کام چھوڑنے کے متعلق سوچ رہے ہو گے۔' اُس لمحہ تو میری دنیا ہی ختم ہو گئی۔ میری عمر صرف ۲۱ سال تھی، اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں تو صرف اور صرف فٹ بال ہی کھیلنا چاہتا تھا۔ میں تو پیشہ ور کھلاڑی بننا چاہتا تھا۔ میں نمبر ون ٹیم کا کھلاڑی بنوں۔ یا ایک مسیحی بنوں۔ زندگی زبردست اور پُرجوش تھی۔ اور اسی وقت مجھے یہ بتایا جا رہا تھا کہ میں سب کچھ چھوڑ دوں کیونکہ یہ سب روحانی نہ تھا۔

گراہم کو یہ بتایا گیا کہ کھیل میں اس کے اردگرد کا ماحول اس کے ایمان سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ سالویشن آرمی کے سولجروں کے لئے قواعد وضوابط کے ایڈیشن برائے ۱۹۲۷ کے مطابق:

سالویشن آرمی کا کوئی سولجر لطف اندوز ہونے والی کسی سرگرمی میں نہ تو حصہ لے گا اور نہ ہی اس کے لئے وقت نکالے گا، وہ کسی ایسی سرگرمی میں شریک نہیں ہوگا جس میں غیر نجات یافتہ یا دنیوی لوگ وقت گزارنے کے لئے شریک ہوں گے۔ وہ یہ محسوس کرے گا کہ ایسا کرنے سے اس کا تاثر خراب ہوگا، اسکی گواہی میں رکاوٹ آئے گی، اور یہ اس کی طرف سے برگشتگی کی طرف پہلا قدم ہوگا۔

یہ رپورٹ دیتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ سالویشن آرمی اپنی سوچ میں اب یہاں پہنچی ہے اور منسٹری میں کھیل کے بڑے بڑے مقابلوں میں بھرپور حصہ لینے والوں میں سے ایک ہے۔ برطانیہ میں سالویشنسٹ فِٹنس فیلوشپ موجود ہے۔

اس کتاب کے دیگر ابواب میں ان اہم وجوہات پر بات چیت ہوگی کہ مسیحیوں کے لئے کھیل کو کیوں ایک مناسب شعبہ نہیں سمجھا جاتا۔ اتوار کے دن کھیل کے مقابلوں کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ ہے کہ کھیل چرچ کی سرگرمیوں کی راہ میں حائل ہوتا ہے (باب ٦ ملاحظہ کریں)۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ کھیل میں وقت بہت صرف ہوتا ہے، اور وہ وقت کسی اور مفید سرگرمی میں لگایا جا سکتا ہے (باب ٣)۔ سب سے بنیادی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ کھیل ایک غیر روحانی سرگرمی ہے، اسلئے روحانی باتوں یا سرگرمیوں کے مقابلہ میں اسکی کوئی اہمیت یا قدر و قیمت نہیں، اسے باب ٢ میں چیلنج بھی کیا گیا ہے۔

اس باب میں ہم اس حقیقت پر غور کریں گے کہ مقابلہ بازی سے لوگوں کے اندر کی انتہائی برائی کو باہر لایا جا سکتا ہے۔۔۔ یعنی ہر قیمت پر جیتنا، مخالف کی طرف برے رویے کا رجحان اور مخالف کو گالیاں دینا وغیرہ۔ یہ وہ رویے ہیں جن کی بنا پر لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کھیلوں کے مقابلے انتہائی برائی کا باعث بنتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کھیل خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے جو کہ خالق کی باقی ماندہ کائنات کی طرح گراوٹ کا شکار دنیا کے ہاتھوں غلط استعمال کی جاتی ہے۔

لیڈ اور میتھیسن اپنی کتاب 'مسکولر کرسچینٹی' میں بلی سنڈے کے حوالہ سے اقتباس پیش کرتے

ہیں کہ انہوں نے کیوں کُل وقتی مسیحی خدمت کی خاطر بیس بال کے کھیل کو ترک کر دیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسی زندگی ہے جس میں کامیابی کے حصول کے لئے اخلاق کا ہونا ضروری نہیں۔ لیڈ اور میتھیسن بیان کرتے ہیں کہ وہ (بلی سنڈے) تو یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی شخص بھی بیک وقت پیشہ ور کھلاڑی اور مسیحی نہیں ہوسکتا (صفحہ ۸۱)۔

تاہم اگر آپ نے ہمارے دلائل کا بغور جائزہ لیا ہے تو پھر امید ہے کہ آپ اس بات سے قائل ہو گئے ہوں گے کہ کوئی ایسی ٹھوس وجہ نہیں ہے جس کے باعث کوئی مسیحی پورے طور پر کسی کھیل میں شریک نہ ہو سکے۔ کھیل میں شرکت سے کسی مسیحی کا ایمان متاثر نہیں ہوتا۔

ہاں ایسے مسائل ضرور ہو سکتے ہیں جن کا سامنا ایک مسیحی کو کھیل میں کرنا ہی ہے، خاص طور پر یہ کہ کسی مسیحی کو پیشہ ور کھلاڑی ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں سینڈی مئیر جو کہ ۱۹۸۰ کی دہائی کے شروع میں دنیا کی ٹاپ ٹینس کھلاڑیوں میں سے ایک تھیں، کہتی ہیں:

''دس سال پہلے یہ بات میرے لئے بھی ایک سوال تھی کہ آیا کسی مسیحی کے لئے ٹینس کے کورٹ میں جانا اسکی روحانیت یا مسیحی ایمان کی نشو ونما کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔ لیکن دس سال کے تجربہ کے بعد میں کہہ سکتی ہوں کہ ٹینس کے کورٹ میں بھی روشنی موجود ہے، وہاں بھی آپ کے لئے موقع موجود ہے کہ مسیحی زندگی بھی گزاریں اور ٹینس بھی کھیلیں'' (دا ٹائمز، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵)۔

مئیر کا یہ اقتباس یقیناً ٹینس کے کھلاڑیوں کی حاصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ پیشہ ور کھلاڑی بھی بنیں اور ٹینس کورٹ میں مسیح کے نام کی گواہی بھی دیں۔ مئیر کے نزدیک:

''مسیحیت اور کھیل کوئی دو متضاد نظریات نہیں ہیں بلکہ صرف اس بات کو محسوس کرنا ہے کہ کھیل کی صلاحیت خدا کی طرف سے ایک نعمت ہے اور اسے معاشرے کی بھلائی اور انجیل کے پھیلاؤ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کھیل میں لطف بھی اٹھائیں اور شخصی گواہی بھی دیں''

(دا گارڈین، جولائی ۱۹۹۲)۔

کیا مسیحی ہوتے ہوئے بھی جیتنے والا بنا جاسکتا ہے؟

اگر کسی کوچ یا ٹیم مینجر کو یہ پتہ چلے کہ اسکی ٹیم کا کوئی کھلاڑی مسیحی ہو گیا ہے تو اس کا ردِ عمل کیسا ہوگا؟ عام خیال یہ ہے کہ وہ اس بات کو اچھا نہیں سمجھے گا۔ اس کے اندر یہ بات آئے گی کہ اب یہ کھلاڑی جیت کے لئے سر توڑ کوشش نہیں کرے گا کیونکہ مذہب کی طرف اس کا جھکاؤ اسے نرم رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرے گا۔ کوچ اس بات کی بہت زیادہ فکر کرتے ہیں کہ ہر کھلاڑی جیت کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے کیونکہ وہ اپنی ٹیم کو بلندیوں پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ مسیحی بننے کے بعد آپ کا زندگی کی طرف رویہ بدل جاتا ہے، لیکن اس کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ آپ اس بات پر کتنی توجہ دیتے ہیں کہ آپ کا کوچ آپ سے کیا توقعات رکھتا ہے۔

گراہم ڈینیلز اس نکتہ کو اپنی زندگی کے اس واقعہ سے واضح کرتے ہیں جب وہ کیمبرج یونائیٹڈ کی طرف سے کھیلتے تھے:

جب میں نیا نیا مسیحی ہوا تھا تو میں پیشہ ور فٹ بالر تھا، ہم ٹریننگ کے اختتام پر ایک ایکسر سائیز کر رہے تھے۔ ہر کھلاڑی باری باری گول میں شاٹ لگا رہا تھا۔ اگر آپ گول کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو آپکی باری مکمل ہو جاتی اور اگر گول نہ ہوتا تو آپ کو اس وقت تک شاٹ لگاتے رہنا ہوتا تھا جب تک کہ گول نہ ہو جائے۔ ہر کھلاڑی قطار میں آگے آگے ہونے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ میں قطار سے باہر تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوچ نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا، تم نے کافی دیر سے شاٹ نہیں لگائی، کیا بات ہے؟ میں نے کہا، میں تو اپنی باری کا انتظار کر رہا ہوں۔ میری بات سن کر اس نے کہا، 'مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں!'

اس رویہ کے متعلق گراہم کا اب یہ خیال ہے کہ اسے کوچ کے کہنے سے پہلے کھڑے ہو جانا چاہئیے تھا تا کہ دوسرے کھلاڑیوں کو ایک دوسرے کو دھکے دینے سے منع کر سکتا۔ مسیحیوں کو حلیم تو بننا ہے لیکن ایسے 'ڈور میٹ' نہیں بننا ہے جس پر لوگ جوتے صاف کرتے ہیں۔ اس رویہ سے گراہم نے مسیحیت کے متعلق کوچ کے گھسے پٹے نظریہ کو تقویت دی تھی۔

ہاکی منسٹریز انٹرنیشنل کے بُروس سمتھ کے بارے لیری میتھیوز بیان کرتے ہیں کہ ہاکی میں مسیحیت کو ۱۹۷۰ کی دہائی تک قبول نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ کھلاڑی اور کوچ مسیح کے ساتھ شخصی تعلق رکھنے اور کھیل میں مقابلہ بازی کی روح کو سمجھنے سے قاصر تھے۔

زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ مسیحی بننے کے بعد آپ کھیل میں جیت کے جذبہ سے دور چلے جاتے ہیں۔لیکن وہ مسیحی جو خدا کے ساتھ اپنے رشتہ کو سمجھتے ہیں اور اس بات کو بھی کہ وہ کھیل کیوں کھیلتے ہیں، وہ عام کھلاڑیوں سے زیادہ مقابلہ کا جذبہ رکھتے ہیں۔کلسیوں ۳:۲۳، ''جو بھی کرو جی سے کرو یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے''، اس آیت کی روشنی میں آپ کھیل کے میدان میں جیت کے لئے ۱۱۰ فیصد کوشش کر سکتے ہیں۔اس آیت کی روشنی میں کھیلنا ایک عبادتی عمل ہے، اور اس میں آدھی کوشش قابلِ قبول نہیں ہے۔مسیحیوں کو ہمیشہ ۱۰۰ فیصد جذبہ کے ساتھ کھیلنا چاہیئے۔حلیموں کو اس کوشش میں نہیں رہنا چاہیئے کہ محبت کئے جانے کے لئے شکست کو گلے لگائیں۔

کِرس اکابیوسی نے اپنے رویہ میں تبدیلی کا تجربہ تو کیا لیکن یہ نہیں کہ مسیحی بننے کے بعد اس نے مقابلہ بازی کا جذبہ کھو دیا ہو۔اپنے تجربہ کے بارے میں وہ بیان کرتے ہیں:

''جہاں تک مقابلہ بازی کا سوال ہے، میں مسیحی ہونے سے پہلے ہی اس جذبہ سے سرشار تھا، اور اب میں پہلے سے کہیں زیادہ اس جذبہ کو پہچانتا ہوں۔میں نے یہ محسوس کیا کہ میری یہ صلاحیت خدا کی طرف سے مجھے ملی ہے، اور بائبل مقدس کی ایک آیت ہے کہ ہمیں اپنے توڑے زمین میں نہیں دبانے ہیں۔میرا ایمان ہے کہ خدا نے مجھے یہ صلاحیت دی ہے تاکہ میں اس کے جلال کو ظاہر کر سکوں اور اس لئے بھی کہ میں دوسرے لوگوں کی زندگیوں کو چھو سکوں۔بطور مسیحی میں اب بھی جیتنا چاہتا ہوں لیکن ہر قیمت پر نہیں۔اب جب میں دوسرے، تیسرے یا اس سے بھی پیچھے رہ جاتا ہوں تو یہ بات مجھے ناراض نہیں کرتی اور نہ ہی میں ٹائمنگ مشین کو ٹھوکر مارنا چاہتا ہوں۔یہ خدا نے میری زندگی میں پچھلے سالوں کے دوران کیا ہے۔''

اوپر بیان کی گئی باتوں، دلائل اور مثالوں سے ایک ہی بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ کوئی بھی شخص مسیحی ہوتے ہوئے جیت کے جذبہ سے سرشار ہوسکتا ہے۔ مسیحیت اس جذبہ کو کم نہیں کرتی بلکہ بڑھاتی ہے۔ البتہ مسیحیت یہ بھی سکھاتی ہے کہ شکست کو بھی بغیر کسی غم و غصہ کے قبول کیا جائے تاکہ تمام قسم کے حالات میں ہم مسیح کے نام کی موثر گواہی دوسروں کے سامنے پیش کرسکوں۔

امپائر، آپ سنجیدہ نہیں ہوسکتے!

کھیل میں بااختیار لوگوں کی طرف مسیحی رویہ کیا ہے؟ اس سلسلہ میں کلام کا زیادہ قریبی اصول ہمارے لئے شاید یہ ہے، ''اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ'' یا پھر اس کا متبادل حوالہ رومیوں ۱۳: ۱ ہے جس میں لکھا ہے، ''ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کے تابع رہے کیونکہ ہر اختیار خدا کی طرف سے ہے''۔ بوب ہیمر جو کہ پریمیر شپ اور فٹ بال لیگ کے کئی سالوں تک ریفری رہے، وہ اپنی ذمہ داری کے متعلق بہت واضح طور پر جانتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: 'میرا ایک مقصد یہ ہے کہ خدا کے اختیار کو ایسی صورتِ حال پر لاگو کیا جائے جہاں اکثر اسے لاگو نہیں کیا جاتا'

گریگ لِن وِلے ہماری توجہ رومیوں ۱۲: ۱۸ کی طرف دلاتے ہیں: 'جہاں تک ہوسکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو' وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

کھیل کی سرپرستی کرنے والوں کے ساتھ میل ملاپ میں مخالفت بھی شامل ہوسکتی ہے۔ بعض موقعوں پر کھیل کے سرپرستوں کو ابھارنا اور تحریک دینا بھی ضروری ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری کو بہتر طور پر سرانجام دے سکے۔ مسیحی ایماندار کے لئے تقلید کرنے کی مثالیں بھی کلام میں ہی موجود ہیں۔ مسیح بھی ان لوگوں سے اختلاف کرتے تھے جن کے ساتھ اسکی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ مذہبی رہنماؤں اور اپنے شاگردوں کی طرف بھی بوقتِ ضرورت سخت رویہ رکھتے تھے۔ لیکن اس رویہ کا مقصد دوسرے شخص/ مخالف/ کھیل کے سرپرست کی بہتری ہونا چاہئیے۔

لیکن اسے عمل میں کیسے لایا جائے؟ اس سلسلہ میں گیون پیکاک کہتے ہیں: 'میرے خیال

میں ریفری سے احتجاج کرنے میں کوئی برائی نہیں بشرطیکہ اسکی عزت کا خیال رکھا جائے۔ پیشہ ورانہ فٹ بال ایک لحاظ سے ایک ذہنی جنگ ہے جس میں اگر ریفری کو چاک و چوبند رکھنے کی کوشش کرنا اس جنگ کا ایک حصہ ہے۔'

کرکٹ کے کھیل میں بھی بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کھلاڑی یہ جانتے ہوئے کہ اس نے گیند کھیلی ہے، اگر وہ وکٹ کیپر کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوجاتا ہے تو وہ امپائر کے فیصلے کا انتظار کئے بغیر ہی وکٹ سے پویلین کی طرف چلنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ بات امپائر کے لئے کچھ مشکل کا باعث بنتی ہے اور مخالف ٹیم کے کھلاڑی، اپنے آپ باہر جانے والے بیٹسمین کی طرف تو عزت سے جبکہ امپائر کی طرف نفرتی نگاہوں سے دیکھنا شروع کردیتے ہیں۔

کرسچنز اِن سپورٹس کے ڈائریکٹر اینڈرو وِنگ فیلِ ڈِگ بائے نے آکسفورڈ یونیورسٹی اور ڈارسیٹ کی طرف سے کافی کرکٹ کھیلی۔ وہ اس سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کریں، مسلسل کریں' میں نے اپنے کرکٹ کیرئیر کے شروع میں ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر میں وکٹ کیپر کے ہاتھوں کیچ ہوجاتا ہوں، اور میں جانتا ہوں کہ میں نے گیند کھیلی ہے، لیکن امپائر کو اس کا پتہ نہیں چلتا تو میں وکٹ سے چلنا شروع کردوں گا۔ میں نے اپنے اس فیصلہ پر ساری زندگی عمل کیا، اگرچہ کئی میچوں میں مجھے ٹیم کی طرف سے یہ کہا بھی جاتا تھا کہ جب تک امپائر آؤٹ نہ دے باہر نہ آنا۔ اگر آپ نے اپنے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہو کہ آپ امپائر کے فیصلے کا انتظار کریں گے تو پھر اپنے فیصلے پر قائم رہیں اور اسی پر مسلسل عمل پیرا رہیں۔

گیمز مین شپ

یہ دیکھا گیا ہے کہ سپورٹسمین شپ اور گیمز مین شپ کا تقریباً ایک ہی مطلب نکالا جاتا ہے۔ لیکن عملی طور پر ان میں فرق ضرور ہے۔ سپورٹسمین شپ سے مراد کھیل میں اچھے رویے کا مظاہرہ کرنا ہے چاہے قواعد وضوابط کچھ ہی کیوں نہ کہہ رہے ہوں۔ اس کے برعکس گیمز مین شپ سے

مراد وہ سب کچھ کرنا ہے جو جیت کے لئے ضروری ہو۔

مقابلہ بازی والے کھیل زندگی کے ان شعبوں میں سے ایک ہیں جو دوسری سرگرمیوں سے کہیں بڑھ کر انسانی جذبات واحساسات اور صبر و برداشت کا امتحان لیتے ہیں۔

گریگ لِن وِلے ایک مضبوط دلیل کے ساتھ 'سپورٹسمین شپ' اور 'گیمز مین شپ' کے نظریات کو 'کرائیسٹ مین شپ' کے نظریہ سے بدلنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اپنی تجویز کے حق میں وہ یوں بیان کرتے ہیں:

'کرائیسٹ مین شپ' میں وہ 'سپورٹس مین شپ' (یعنی لطف اندوزی، سب کچھ ٹھیک اور قاعدہ کے مطابق کرنا، اور شکست کی صورت میں بھی اچھے رویے کا اظہار کرنا) کو 'گیمز مین شپ' (یعنی جیت کے لئے کسی کھلاڑی کا اپنی ٹیم کے لئے اپنی طرف سے بہترین کوشش کرنا) کے ساتھ ملاتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ نظریہ دونوں نظریات پر سبقت لے جاتا ہے۔'

یہ نظریہ ایک مسیحی کھلاڑی کے سامنے یہ چیلنج رکھتا ہے کہ وہ درپیش معاملات کا مقابلہ اسی طرح کرے جیسے کہ مسیح کرتا تھا۔

تحریک اور نقطہ نظر

جب آپ بین الاقوامی سطح کے مقابلہ میں شریک ہوتے ہیں تو آپ ہر ایک چیز کو کس طرح ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں؟ آپ اس مقابلہ کو تیسری عالمی جنگ سمجھے بغیر کس طرح اپنا کردار بہترین طریقہ سے ادا کرتے ہیں؟ کھیل کے میدان میں مسیحی کا مقصد 'مسیح کی موجودگی' کو ظاہر کرنا ہے۔

جنوبی افریقہ کے بین الاقوامی شُہرت یافتہ کھلاڑی جونٹی روڈز اس سلسلہ میں بڑا واضح نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ اکثر ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کھیل کے میدان میں بڑے پُرسکون اور مطمئین دکھائی دیتے ہیں۔ لوگوں کے اس خیال کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ کرکٹ زندگی میں ان کی اولین ترجیح نہیں ہے، 'خدا نے میری زندگی اور میرے کھیل میں ایک

خاص مقصد رکھا ہے' (ٹوڈے میگزین، ساؤتھ افریقہ، مئی ۱۹۹۸ صفحہ ۹۸)۔

کچھ خاص کھیلوں کے بارے میں خاص مسائل

کچھ کھیل ایسے ہیں جن میں مسیحیوں کی شرکت کے بارے میں مثبت بات کہنی بہت ہی مشکل ہے۔ مثال کے طور پر مارشل آرٹ ایک ایسا کھیل ہے جس میں اپنے مدِ مقابل پر کاری ضربیں لگائی جاتی ہیں اور اس کھیل کی ابتدا ہی اسی لئے کی گئی تھی کہ جب کوئی کسی پر حملہ آور ہو تو نشانہ بننے والا شخص اپنے آپ کو بچانے کے لئے دوسرے شخص کو سخت سے سخت ضرب لگائے۔ اس کھیل کے لئے کسی مسیحی حمایت کا ذکر تو فی الحال قابلِ ذکر نہیں لیکن اس طرح کی باتیں ضرور اس کھیل کی حمایت میں کی جا رہی ہیں کہ اس کھیل کا مقصد شخصی تحفظ ہے۔

باکسنگ ایک اور ایسا کھیل ہے جس کے بارے میں مسیحی حلقوں میں کوئی اچھا تاثر نہیں پایا جاتا کیونکہ اس کھیل میں بھی مدِ مقابل پر براہِ راست تابڑتوڑ حملے کرنا اور اسے گرا کر ہی دم لینے میں اس کھیل کی شان سمجھی جاتی ہے۔ کچھ مسیحیوں کا تو خیال ہے کہ وہ کھیل جس میں روح القدس کے مَقدِس (یعنی انسانی بدن) کو بری طرح سے نشانہ بنایا جاتا ہے، ایسے کھیل کی بھلا کیونکر حمایت کی جا سکتی ہے۔

ان باتوں کے باوجود بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کھیل سے منسلک ہونے کے باوجود اچھے مسیحی بھی ہیں۔ ان کے خیال میں باکسنگ ان کی مسیحی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں جارج فورمین ہمارے لئے ایک اہم مثال ہیں جنہوں نے کہ ۴۵ سال کی عمر میں عالمی ہیوی ویٹ چیمپئین ہونے کا اعزاز دوبارہ حاصل کیا اور جو کہ ایک چرچ کے پادری بھی ہیں۔ ایوینڈر رہولی فیلڈ اور ٹریبز جمی ٹبز اس سلسلہ میں دو اور اہم شخصیات ہیں۔

باکسنگ کے سلسلہ میں مزید بات ہم آئندہ کسی باب میں پھر کریں گے۔

باب نمبر 5

کیا خدا واقعی اس بات کی پرواہ کرتا ہے کہ کون جیتتا ہے؟

جب خدا آپکی طرف ہے

۱۹۹۶ میں اتھلیٹس ڈی کرسٹو برازیل کے ایک رہنما اور برازیلین فٹ بال ٹیم کے چیپلن جناب ایلکس ڈیاس رائیپیر و نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا، 'کس نے ورلڈ کپ جیتا؟' ۔۔۔ممکن ہے کہ اس سوال کا جواب آپکو حیران کر دے۔ کتاب میں فٹ بال ورلڈ کپ منعقدہ ۱۹۹۴ امریکہ میں برازیل کی فتح کی داستان درج تھی۔ اس کتاب کے آخر سوال کا جواب کچھ یوں تھا:

یہ بات بڑی واضح ہے کہ ورلڈ کپ ۱۹۹۴ کے ڈرامے کا پروڈیوسر بذاتِ خود خدا تھا۔۔۔ اگر چہ وہ جسمانی صورت میں تقسیمِ انعامات کی تقریب میں دیکھا نہیں گیا، اور نہ ہی وہ باقی ۵۲ میچوں میں کہیں دکھائی دیا۔۔لیکن اس ٹورنامنٹ کی ایک ایک چیز بالکل اس کے کنٹرول میں تھی۔ خدانے ہر ایک چیز پر اپنی مہر لگائی۔ اور چونکہ وہ اپنے جلال میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کرتا اسلئے فیصلہ کُن کھیل یعنی اٹلی کے کھلاڑی بیگیئو کے پاؤں سے لگائی جانے والی پینلٹی کِک یا برازیل کے گول کیپر ٹیفرَیل کے ہاتھوں سے اسے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتا لیکن وہ حقیقی ہے، اُسی خدا نے ۱۹۹۴ کا ورلڈ کپ جیتا ہے۔

کتاب میں ایلکس کی دوسرے مسیحی کھلاڑیوں سے میٹنگوں، ان کے ساتھ بائبل سٹڈی اور ان کے آپسی تبادلہ خیالات کا بیان بھی درج ہے۔ ٹیم کے اندر یہ قائلیت بڑھتی جا رہی تھی کہ ورلڈ کپ جیتنا ان کے لئے خدا کے منصوبہ کا حصہ تھا۔

امریکہ میں انکی پہلی میٹنگ کے موقع پر کھلاڑیوں میں سے ایک نے اس قائلیت کا اظہار کیا: 'میرے خیال میں خدا ہمیں یہاں لایا ہے تا کہ ہم چیمپئین شپ جیت سکیں۔' ہاف ٹائم تک برازیل کی ٹیم سویڈن سے ایک صفر سے ہار رہی تھی۔ ٹیم کے ایک اور مسیحی کھلاڑی نے کہا، لڑکو، سنو۔

ہم اس صورتِ حال سے نکل سکتے ہیں۔ ہماری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ ہم نے اپنے مدِ مقابل کو اپنے سے کمتر جانا ہے۔لیکن خدا کے نزدیک کچھ بھی ناممکن نہیں۔اگر ہم اس پر بھروسہ کریں تو وہ اس کھیل کا پانسہ پلٹ سکتا ہے' (صفحہ ۶۱)۔

کتاب میں لکھا ہے کہ سب کے سب کھلاڑی جیت کے لئے دعا کرنے پر متفق تھے۔نتیجہ یہ تھا:

ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم خدا کی مرضی کے مطابق دعا کریں گے۔ہم نے یہ دعا کی کہ اے خدا وہی ملک اس ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کرے جو سب سے زیادہ یسوع کے نام کو جلال دے سکتا ہے،اور اس کے نجات بخش پیغام کو زیادہ لوگوں تک لے جا سکتا ہے (صفحہ ۶۶)۔

کھلاڑیوں کی قائلیت کی بنیاد بائبل مقدس تھی۔انہوں نے زبور ۱۸ نکالا اور بائبل سٹڈی کی۔ہم نے لفظ 'دشمن' کو 'مدِ مقابل' سے تبدیل کیا، ''اُس نے میرے زورآور مدِ مقابل سے ۔۔۔ مجھے چھڑا لیا'' (آیت ۱۷)۔جب امریکہ کے خلاف میچ میں لیونارڈو کو میدان سے باہر بھیج دیا گیا تو برازیل کو دس کھلاڑیوں سے کھیلنا پڑا، اس صورتِ حال کو مِدیانوں پر جدعون کی فتح سے تعبیر کیا گیا جب اس نے صرف تین سو مردوں کے ساتھ ۳۲ ہزار مدیانیوں کو زیر کیا تھا۔خدا نے برازیل کو دس کھلاڑیوں سے فتح دلائی تاکہ یہ فتح انسانی صلاحیت کے باعث نہ سمجھی جائے۔

لیکن کیا برازیل کی فٹ بال ٹیم اور دیگر لوگ اس بات کا یقین کرنے میں درست ہیں کہ خدا انہیں فتح دلانا چاہتا تھا اور اس لئے اس نے انکی فتح کو ایک حقیقت کا روپ دینے کے لئے مداخلت کی؟ اور کیا جے وِلسن جو کہ چیپلن تھے پریس کو یہ بتانے میں حق بجانب تھے کہ روحانی اعتبار سے خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ میں ہارتا ہوں یا جیتتا ہوں، وہ اس بات کی فکر زیادہ کرتا ہے کہ کھیل کے میدان میں میرا کردار کیسا ہے؟

مقابلہ کی ضرورت

سپورٹس زندہ ہی مقابلہ اور موازنہ کے ذریعے رہتی ہے۔اگرچہ بہت سے لوگ یہ دعویٰ

کرتے ہیں کہ وہ کارکردگی کی حدود چیک کرنے کے لئے مقابلہ کرتے ہیں، اس کا تعین ہی دوسروں کی کارکردگی کے ساتھ موازنہ کرنے سے کیا جاسکتا ہے۔کھیل میں کسی دوسرے سے بہتر ہوناہی اس کا بنیادی خیال ہے۔ہمیں اپنی کارکردگی کوناپنے کے لئے مقابلہ کی ضرورت ہے۔

مقابلہ کرنے کے لغوی معنی ہی مدِ مقابل پر سبقت لے جانا ہے۔اگر آپ کسی صحرائی جزیرہ پرواقع کسی سپورٹس سینٹر پرا کیلے ہوں تو یہ بہت زیادہ الجھن اور پریشانی کا باعث ہوگا۔ایسے ٹینس کورٹ، بال اور ریکٹ کا کیا فائدہ جہاں کوئی مدِ مقابل ہی نہ ہو؟ کھیل میں ہمیں مخالف کی ضرورت ہے۔سب سے پہلے مقابلہ میں تو ہمیں ایسے مخلاف کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارے ہی معیار کے مطابق کھیل سکتا ہو۔پیشہ ورانہ گولف حقیقی معنوں میں ۱۹۶۰میں پروان چڑھی جب'بِگ تھری'یعنی پامر،پلئیر اورنکولس ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کررہے تھے۔مقابلہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے گریگ لِن وِلے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ'مدِ مقابل'یا'مخالف' کی بجائے'باہم مقابلہ کرنے والے' کی اصطلاح استعمال کی جانی چاہئیے۔

باب۲ کا متن ذہن میں لائیں: خدا خالق ہے؛اگر ہرایک چیز خدا نے بنائی ہے تو مقابلہ بازی بھی اسی نے بنائی ہے۔کھیل میں ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے تاکہ اپنی صلاحیت کو بڑھاسکیں، اپنی نعمتوں اور خوبیوں کو بڑھانے کے لئے اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق کارکردگی دکھانے کے لئے ہمیں مقابلہ کی ضرورت ہے۔

مسیحی مقابلہ بازی کھیل کے قوانین اورطورطریقوں کے اندر رہتے ہوئے اپنی بہترین کوشش اور جدوجہد کرنا ہے۔یہ مقابلہ بازی کے ماحول میں خدا کی دی ہوئی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔کیا وہ خدا جس نے ہمارے ساتھ،''زندگی ---بلکہ کثرت کی زندگی '' کا وعدہ کیا ہے(یوحنا۱۰:۱۰)اس وقت شادمان نہ ہوگا جب ہم مقابلہ کرتے ہوئے اپنی بھرپور صلاحیت کا مظاہرہ کریں گے؟

ایک کھلاڑی کے لئے مقابلہ کی اہمیت کو مارگریٹ کورٹ کے درج ذیل اقتباس سے بڑے

خوبصورت طریقہ سے واضح کیا گیا ہے۔اس اقتباس میں وہ یہ بیان کرتی ہے کہ وہ کیوں اس وقت ریٹائر ہوئی جب وہ ٹینس میں بلندیوں کو چھو رہی تھی۔وہ بیان کرتی ہے:

''۱۹۷۰ میں گرینڈ سلیم حاصل کرنے کے بعد، مجھے اولاد کی برکت ملی۔میرے سامنے اب یہ مقصد تھا کہ میں دنیا میں نمبرون بنوں۔اس کے بعد میں مقاصد سے پیچھے ہٹنے لگی۔میں پیسے کمانے کے لئے مزید کئی سال تک کھیل سکتی تھی لیکن اب میرا دل اس میں نہیں رہا تھا، پس میں نے جان لیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ٹینس کورٹ کو خیر باد کہا جائے'' (سپورٹنگ ایکسی لینس صفحہ ۱۵۳)۔

اپنے مدِ مقابل سے محبت کرنا

اپنے اندر جیت کی الٰہیات پروان چڑھانے سے بہتر یہ ہے کہ آپ خدا کے مقاصد پر غور کریں اور دیکھیں کہ آپ ان مقاصد میں کس جگہ سما سکتے ہیں۔اپنے لئے خدا کے مقاصد کو سمجھنا ہار اور جیت کے معاملہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔

ہم خدا کی شبیہ پر بنائے گئے ہیں۔پس ہمیں اپنے ہر ایک کام میں خدا کی شبیہ اور حضوری کو ظاہر کرنا اور اسے اپنا مقصد بنانا ہے۔یہی بات متی ۲۲ باب میں بھی ملتی ہے جہاں یسوع اپنے پیروکاروں کو دو حکم دیتا ہے، ''خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔یہ سب سے پہلا اور بڑا حکم ہے۔اور دوسرا اسکی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ'' (آیات ۳۷۔۳۹)۔اس کے ساتھ ملتا جلتا ایک اور حوالہ متی ۷:۱۲ ہے (جسے سنہری اصول کے طور پر جانا جاتا ہے): ''پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔'' ہمیں اپنے مدِ مقابل سے اسی طرح کا سلوک کرنا ہے جس طرح کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کرے۔

اس سنہری اصول کو کھیل کے میدان میں بھی ایک بنیادی تصور کے طور پر استعمال کریں۔اگر ہم اپنے مدِ مقابل کو اپنا مخالف سمجھنے کی بنائے اپنا پڑوسی سمجھیں تو اور یسوع کی کہی گئی بات کے مطابق اس

سے محبت رکھیں تو اس سے۔یقیناً اس کی طرف ہمارے رویے پر فرق پڑے گا۔ہمیں اپنے مدِ مقابل کی طرف عزت والا رویہ رکھنا ہے۔ہمیں کھیل میں پورا جتن لگائیں لیکن کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

کھیل کے میدان میں ہمارا مقصد خدا کے نام کو عزت اور جلال دینا ہے۔یہی ہماری تحریک ہے۔۔۔لالچ، جارحیت، خودغرضی اور اس طرح کی دیگر چیزیں ہماری تحریک نہیں ہے۔

پاک تحریک

ٹینس کی کھلاڑی نینسی رچی اپنے کیریئر کے اختتام پر مسیحی ہوگئی۔وہ کہتی ہیں کہ انہیں اپنے نئے ایمان کو اپنے مقابلہ کرنے کے جذبات کے ساتھ ملانے میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔وہ بیان کرتی ہیں: 'جب میں ٹینس کورٹ میں قدم رکھتی تھی تو مجھے محسوس ہوتا کہ میں کسی تنہائی والی جگہ پر ہوں اور میرا خداوند میرے ساتھ نہیں بلکہ کہیں باہر کھڑا ہے۔میں جانتی تھی کہ اپنے مدِ مقابل سے نفرت کرنا مسیحی نظریہ نہ تھا۔' یہاں مسئلہ مسیحیت اور دنیاداری کے درمیان کشمکش کا نہیں ہے بلکہ یہ نینسی کا اپنا ذاتی مسئلہ تھا کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ اگر اس نے اپنے اندر جیت کے لئے تحریک پیدا کرنی ہے تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر اپنے مدِ مقابل کے لئے نفرت رکھے۔

یہ مسئلہ صرف نینسی رچی کا ہی نہیں تھا بلکہ بہت سے مسیحیوں کو اس سلسلہ میں توازن رکھنے میں جدوجہد کرنی پڑتی ہے کہ وہ کس طرح مقابلہ کے جوش وجذبہ کو روحانی فضل کی درست مقدار کے ساتھ قائم رکھیں۔یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بہت سے کوچ، مینجر اور مبصرین یہ سوچتے ہیں کہ جن کھلاڑیوں کا جھکاؤ بہت زیادہ مذہب کی طرف ہوتا ہے وہ اپنے اندر جیت کا جذبہ کھو بیٹھتے ہیں۔

برن ہارڈلینگر جو کہ گولف کے ایک زبردست کھلاڑی تھے وہ اس سلسلہ میں یوں بیان کرتے ہیں: 'میرا پختہ یقین ہے کہ میں اپنے مدِ مقابل کی طرف نفرت انگیز رویہ رکھے بغیر یا اس کے لئے منفی سوچ رکھے بغیر بھی ٹورنامنٹ جیت سکتا ہوں۔'

ساؤتھ افریقہ کے مشہورِ زمانہ کھلاڑی جونٹی روڈز بھی ان کھلاڑیوں میں شامل ہیں جو کھیل

میں جیت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے خیال کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

''مسیحی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جدوجہد کے جذبہ سے خالی ہوں۔ آپ کو اپنے مدِ مقابل کے سامنے ڈھیلے نہیں پڑنا ہے۔ خدا آپ کو اپنے مدِ مقابل کے سامنے دوسرے درجہ پر نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس میں کھیل کے میدان میں ہمیشہ پُرعزم اور پُرجوش رہنا چاہتا ہوں۔''

سکاٹ لینڈ کے انٹرنیشنل فٹ بالر برائین اَروِن یہ محسوس کرتے ہیں کہ کھیل کے میدان میں بھی آپ کا جوش وجذبہ اور تحریک ویسی ہی ہونی چاہئیے جیسی کہ عام زندگی میں ہوتی ہے:

''میں اپنی مسیحی زندگی کو اپنی روزمرہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں داخل کرتا ہوں، پس فٹ بال کا میدان میری زندگی سے باہر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے مجھے فٹ بال کے میدان میں اپنی خدمت کے لئے بلایا ہے۔ میں خدا کو اول درجہ دیتا ہوں۔ میں اسے میدانِ عمل میں اپنے اوپر لاگو کرتا ہوں۔ اسے کہنا آسان ہے لیکن اس کا اظہار ضروری ہے۔''

یہ بات یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ انسان کے کام اسکی باتوں سے بڑھ کر بولتے ہیں۔ پس بلاہٹ پر ہمارا عمل نا صرف ڈریسنگ روم میں بلکہ کھیل کے میدان، اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں نظر آنا چاہئیے۔ ہمیں ہر جگہ یسوع کے نام کی گواہی دینی ہے۔

گریگ لِن وِلے کا مشورہ ہے کہ مسیحیوں کو کبھی بھی اپنے اندر یہ جذبہ نہیں رکھنا چاہئیے کہ وہ مدِ مقابل پر حملہ کریں۔ انہیں مقابلہ کو ذاتی عناد نہیں سمجھنا چاہئیے۔ مسیحی کو ہر کام خدا کی ذات کو ظاہر کرنے اور اسکی گواہی کے لئے کرنا چاہئیے۔ مسیحی کو جیت کے لئے تو پرعزم ہونا چاہئیے لیکن اپنے مدِ مقابل کھلاڑی کے لئے برا نہیں چاہنا چاہئیے۔

جیت کے لئے کھیلنا

مسیحی کھلاڑیوں کے لئے پیچھے بیان کئے گئے سنہری اصول کے مطابق زندگی بسر کرنا کھیل کے میدان میں ہمارا مقصد ہے۔ زندگی کے دوسرے پہلوؤں کی طرح جیت اور ہار ثانوی درجہ

پہلا نہیں۔ یہ بات نہیں کہ جیت یا ہار غیر ضروری ہے۔ مسیحیوں کو ایسے ہارنے والے نہیں بننا ہے جن سے لوگ محبت رکھیں۔ ہمیں اٹھارویں صدی کے انگلش شاعر الیگزینڈر پوپ کے ان الفاظ کو اپنے لئے نہیں لینا ہے، ''مبارک ہے وہ آدمی جو کسی بات کی توقع نہیں کرتا کیونکہ وہ کبھی مایوس نہ ہوگا۔''

اگر آپ اس بات سے متفق ہیں تو یہ بات اپنے تک رکھیں، کیونکہ انگلینڈ کے ایک کھلاڑی وے آئیگا جو کہ ایک مسیحی ہیں وہ جیت کے لئے کھیلتے اور اپنے کھیل کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

'ایک اہم میچ کے دوران میرے گھٹنے میں شدید درد شروع ہوگیا۔ ہم وہ میچ ہار رہے تھے، ہار ہمیں یقینی نظر آ رہی تھی۔ جب کبھی مجھے یہ درد ہوتا تھا تو میں حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ میرے لئے سیدھا ہونا بھی مشکل ہوتا تھا۔ میچ اہم تھا اور میری حالت غیر۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے دعا کرتے ہوئے اپنے خداوند سے کہا، اے خداوند جس تکلیف سے میں دوچار ہوں اسے فوری طور پر صرف اور صرف تو ہی ٹھیک کر سکتا ہے، میرا پختہ ایمان ہے کہ میں کھڑا ہونے اور کھیلنے کے قابل ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے ٹیم میں اپنے کردار کا احساس ہے، میں ٹیم میں اپنی ذمہ داری کو پہچانتا ہوں۔ اس بھروسہ کے ساتھ میں اٹھا اور کھیل میں شریک ہوگیا۔ جب کھیل ختم ہوا تو مجھے اپنی تکلیف کا احساس بھی نہ تھا اور ہم میچ جیت چکے تھے۔ میرے منہ سے صرف یہ الفاظ نکلے، اے خداوند تیرا شکر ہو، تیرا شکر ہو۔'

حلیم زمین کے وارث ہوں گے

لیکن کیا وہ کپ جیت سکتے ہیں؟

یہ جاننے کی کوشش میں کہ کھیل کس طرح مسیحی انداز سے کھیلے جائیں، کچھ اور حوالے ذہن میں آتے ہیں:

''مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے'' (متی ۵:۵)۔

''۔۔۔کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ۔۔۔'' (افسیوں ۴:۲)۔

''تفرقے اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے'' (فلپیوں ۲:۳۔۴)۔

فروتنی کو بیان کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ صابر تابعداری اور نرم مزاجی کا ایک رویہ ہے۔ ایک مسیحی کے لئے فروتنی ایک مشکل اور مصیبت کو قبول کرنا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ خدا زندگی کو کنٹرول کرنے والا ہے۔ ڈاینئیل جیبنکن اس سلسلہ میں اپنے مفید خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'فروتنی کو آجکل کی دنیا میں کمزور لوگوں کی ایک صفت کے طور پر لیا جاتا ہے۔ فروتنوں کو یوں سمجھا جاتا ہے کہ وہ دنیا پائے دان ہونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔ فروتنی کو ۱۷ویں صدی میں مضبوطی اور ایسی خوبی کے طور پر لیا جاتا تھا جسے نیو انگلش بائبل کے ترجمہ میں 'شائستہ روح کے حامل افراد' بیان کیا گیا ہے۔ اس مبارک بادی کی صحیح تفسیر یوں ہے کہ کوئی بڑا دیوہیکل اور لمبا چوڑا جوان شخص کسی چھوٹی بچی کی تائید و حمایت حاصل کرنے کے لئے بڑے محبت بھرے انداز سے اپنی آواز کو دھیما کرتا اور اپنی حرکات وسکنات کو بڑی احتیاط سے کنٹرول کرتا ہے، شاید اس مقصد کے حصول کے لئے اسے گھٹنوں کے بل بھی ہونا پڑتا ہے تا کہ وہ اس بچی کے خوف کو دور کر سکے اور اس کے ساتھ بات چیت کے لئے راہ ہموار کر سکے۔ گویا وہ اپنی قوت کو بڑی مہارت سے اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے تا کہ اس بچی کی مدد کر سکے اور اس کے ساتھ ہنسی خوشی رہ سکے۔ اس طرح اسکی قوت اس ننھی بچی کے لئے خوف کا نہیں بلکہ اس یقین دھانی کا باعث بن جاتی ہے کہ وہ اسکی مدد کرنا چاہتا ہے۔

روح کے پھل (گلتیوں ۵:۲۲۔۲۳) کی فہرست میں بھی 'حلم' شامل ہے۔ کرنتھس کی کلیسیا میں ایک مسئلہ کے ساتھ نپٹتے ہوئے پولس رسول بیان کرتا ہے، '۔۔۔ مسیح کا حلم اور نرم مزاجی یاد دلا کر خود تم سے التماس کرتا ہوں' (۲۔ کرنتھیوں ۱۰:۱)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حلم، فروتنی، نیکی اور شائستگی مسیحی کردار کا اہم حصہ ہیں، لیکن ہمیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہے کہ اس سے مقابلہ بازی کے کھیل میں ہمارے رویہ پر کیا اور کس طرح اثر پڑتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ آیات ہمیں یہ بتا رہی ہیں کہ ہمیں کھیل کی گرما گرمی اور مسیحی زندگی کے

دوسرے شعبوں میں اپنا رویہ کیسا رکھنا ہے۔ مسیحیوں کو دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات میں حلم اور فروتنی کو اپنانا ہے۔ ہمیں فخر اور گھمنڈ سے بچنا ہے۔ فروتنی کو بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کیا یسوع اپنے رویہ میں حلیم، فروتن اور شائستہ تھا؟ میرا نہیں خیال کہ فریسی اور صراف اس خیال سے متفق ہوں گے!

شادمانی جیت ہے؟

کھیل کا نتیجہ ہمیں کھیل کی طرف اپنے ردِعمل کا تجزیہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تاہم اگر ہار اور جیت ہی کھیل کے میدان میں ہماری کارکردگی کے تجزیہ کی بنیاد ہیں تو پھر ہم مشکل کا شکار ہیں۔ یہ کارکردگی ناپنے کا ایک نامناسب طریقہ ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم اچھا کھیلنے کے باوجود کسی بہتر مخالف ٹیم سے ہار جائیں۔ کیا اس میں کوئی شرمندگی کی بات ہے؟ اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ ہم کسی دن بہت برا کھیلیں، اس کے باوجود جیت جائیں کیونکہ ہماری مدِمقابل ٹیم بہت کمزور ہو۔ کیا اس کارکردگی میں کوئی خوش ہونے کی بات ہے؟

کِرس اکابیوسی ۱۹۹۲ کے اولمپک کے فائنل کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں، ''میں فائنل جیتنے کے لئے بڑا پُر امید تھا لیکن جو کچھ ہوا وہ میرے منصوبہ کے بالکل برعکس تھا۔ اگرچہ فائنل ہارنے کے بعد میں نے برٹش ریکارڈ دوبارہ توڑ دیا، لیکن کیون ینگ نے عالمی ریکارڈ توڑ دیا حالانکہ مجھے یہ توقع نہ تھی کہ میں ورلڈ ریکارڈ سے محروم رہوں گا۔ میں نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ ایڈون موزز کا ریکارڈ میری نسل میں سے کوئی توڑ پائے گا۔ مجھے تو اس کا یقین نہیں آ رہا تھا! لیکن میں ریکارڈ کے مطابق تیسری پوزیشن پر آیا۔ اب میں اسی پر خوش ہوں کہ میں تیسری پوزیشن پر آیا اور میں نے تمغہ جیتا۔

اس دن یہ ثابت ہوا کہ میں بہترین نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے بہر حال اپنی ہی کارکردگی سے مطمئین ہونا تھا۔ لیکن کیون ینگ اور مجھ میں اس دن ایک بات مشترک تھی، اس کا طلائی تمغہ اور میرا کانسی کا تمغہ ہماری اپنی اپنی مہارت کے اعتبار سے بہترین تھے۔''

لیونارڈ براؤنے کے مطابق:

'ایک مسیحی کے لئے ' کامیابی' یہ ہے کہ کوئی کھلاڑی اپنی حقیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے۔۔ میچ کا نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو۔اس بات کو ہم ایک عام زندگی پر بھی لاگو کر سکتے ہیں۔۔۔کون سی چیز ضروری ہے۔ہمیں یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری اصل خوشی کس بات میں ہے۔کھیلنا اور جیتنا اچھا لگتا ہے، اچھا کھیلنا اور ہار جانا بھی اچھا ہوسکتا ہے۔خدا کے نزدیک کامیابی یہ ہے کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور کھیل سے لطف اندوز ہوں، چاہے نتیجہ جیت کی صورت میں نکلے یا ہار کی صورت میں۔'

شکست سے دوچار ہونا

تمام کھلاڑیوں کو تمام سطحوں پر جیت اور ہار دونوں کا تجربہ ہونا چاہیئے اور انہیں دونوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔

پیٹر پولک ساؤتھ افریقہ کی ٹیم کی نیشنل سلیکشن کمیٹی کے کنوینز تھے۔جب ساؤتھ افریقہ کی ٹیم ۱۹۹۹ کے ورلڈ کپ کا سیمی فائنل ہاری تو انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

'تھوڑی دیر کے لئے دل کا درد ایک معمول کی بات ہے اور ضروری بھی لیکن یہ درد اگر طویل مدت تک جاری رہے تو یہ اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ کینسر۔مقاصد اور خواہشات رکھنا بائبل کے مطابق ہے اور ایک اچھی علامت ہے لیکن اسے اپنی سوچ کا مستقل حصہ بنالینا خطرناک بات ہے۔'

شکست کھیل کا ایک حصہ ہے۔ہارنا اگرچہ مایوسی کا باعث بنتا ہے لیکن اگر اسے مثبت انداز میں لیا جائے تو یہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا نکتہ بھی ہوسکتا ہے۔

کِپلِن کے مطابق مسیحی ،کھیل میں کلسیوں ۳ : ۱۷ کا جذبہ شامل کر سکتے ہیں،'' کام یا کلام جو بھی کرو خداوند یسوع کے نام سے کیا کرو۔اور اس کے ذریعہ سے خدا باپ کا شکر کیا کرو۔'' خدا کا شکر کرنا،شکست جیسی مایوسی کے دوران بھی، سچ مچ فضل کا ایک حقیقی نشان ہے۔

نتیجہ

کوئی وجہ نہیں کہ مسیحی جیت کے جذبہ سے نہ کھیلیں اور ایمان کے اعتبار سے کسی کشمکش میں مبتلا ہوئے بغیر اپنی طرف سے ۱۰۰ فیصد کوشش نہ کریں۔ اگرچہ یہ کرنا اتنا آسان نہیں لیکن اسے کیا جا سکتا ہے، اگر ہم یہ جان لیں کہ ہمیں کھیل کے میدان میں خدا کے نام کو جلال دینا ہے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ایسا کیا جانا چاہیئے۔ جیسے کہ مقدس پولس رسول کلسیوں کے نام خط میں لکھتے ہیں، ''جو بھی کرو جی سے کرو۔ یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے'' (کلسیوں ۳:۲۳)۔ اس سوال پر واپس آتے ہوئے جس سے ہم نے آغاز کیا تھا، یوں لگتا ہے جیسے خدا اس بات کی بہت زیادہ فکر نہیں کرتا کہ کون جیتتا ہے بلکہ وہ کھیل کے دیگر پہلوؤں کی زیادہ فکر کرتا ہے۔

باب نمبر 6

اتوار کے دن کبھی نہیں؟

جین نے بڑے پُر جوش انداز سے کہا، ’ممی، مجھے کاؤنٹی نیٹ بال ٹیم کے لئے منتخب کرلیا گیا ہے۔‘ یہ سن کر جین کی ماں نے کہا، ’یہ تو بڑی خوشی کی خبر ہے، تمہارا پہلا میچ کس دن ہے؟‘

’اگلے اتوار کی صبح‘ جین نے اسی پُر جوش اور خوشگوار لہجہ میں کہا۔

جین کی بات سن کر ماں کے چہرے کا رنگ آہستہ آہستہ مدھم پڑ گیا۔ وہ بیٹی کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئی کیونکہ وہ سوچنے لگی کہ ہم تو ایک مسیحی گھرانہ ہیں اور ہماری اتوار کی صبح تو چرچ میں گزرتی ہے۔

یہ مسئلہ پیشہ ور کھلاڑیوں اور کلب میں کھیلنے والے کھلاڑیوں کے لئے واقعی مشکل ہے۔ نوعمر کھلاڑیوں کے لئے تو یہ بے حد تکلیف دہ بات ہے کہ وہ اتوار کے دن کھیل میں حصہ نہ لیں جبکہ اتوار کے دن ہی زیادہ تر کھیل منعقد ہوتے ہیں۔

اس عملی قسم کے مسئلہ پر ہم بعد میں آئیں گے، پہلے ہم اس مسئلہ کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

اتوار کے دن کھیل میں حصہ لیا جائے یا نہ لیا جائے۔۔۔ایک اہم مسئلہ

سب سے پہلے ہمیں مسئلہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ مسئلہ مختلف لوگوں کے نزدیک مختلف معنی رکھتا ہے، یا مختلف لوگوں کا نظریہ اس کے بارے میں مختلف ہے۔ بعض کے نزدیک اتوار کے دن کھیلنا ہی خلافِ فطرت ہے۔ اور بعض اسے یوں سمجھتے ہیں کہ اگر اتوار کے دن کھیلنا چرچ کی عبادت یا کسی سرگرمی سے متصادم ہے تو پھر یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے سے نپٹنے کے لئے امریکہ میں یہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ اتوار کی عبادت جیسی عبادات ہفتہ کی شام کو منعقد کی جائیں۔ اگر کوئی ہفتہ کے دن عبادت کو اپنی عادت بنا لے تو پھر اتوار کے دن کھیل کو مسئلہ بنانا ختم ہو

سکتا ہے۔

چونکہ یہاں ہماری توجہ کا مرکز کھیل ہے، تو اگر خاندانی کھیلوں کو میوزک یا ڈرامہ سے بدل دیا جائے تو بھی مسئلہ وہیں کا وہیں رہے گا۔

اتوار کے دن کھیلوں کی تاریخ

اتوار کے دن کھیلوں کے بارے عام نظریہ قائم کرنا ممکن نہیں کیونکہ کھیل مختلف قسم کے ہیں۔ مثال کو طور پر ٹینس کے ٹورنامنٹ جن میں ومبلڈن بھی شامل ہے زیادہ تر اتوار کے دن کھیلے جاتے ہیں۔ اگر کرکٹ کے پروفیشنل کھلاڑی اتوار کے دن دستیاب نہ ہوں تو ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کرے گا۔ کاؤنٹی کرکٹ کے بہت سے میچ اتوار کے دن منعقد ہوتے ہیں۔

وہ مسیحی جو اتوار کے دن کھیلنے کی مخالفت کرتے ہیں وہ اکثر ایسے نامور کھلاڑیوں کی مثالیں دیتے ہیں جنہوں نے ماضی میں اتوار کی وجہ سے اپنے کھیل کو تبدیل کر دیا یا اسے خیر باد کہہ دیا۔

ڈیوڈ شیپرڈ جو کہ حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں اور ایک اینگلیکن بشپ ہیں، وہ ۱۹۶۰ کی دہائی میں ایک ٹیسٹ کرکٹر تھے۔ اپنی سوانح حیات میں اتوار کے دن کھیل پر اپنی رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں: 'جب مسیح پر میرا ایمان میرے لئے ایک حقیقت بنا تو میں نے اتوار کے دن کھیلنے پر فرق انداز سے سوچنا شروع کیا۔ اس سے پہلے میں اتوار کے دن اکثر کلب میچز اور دوسرے خیراتی میچ کھیلا کرتا تھا، لیکن اب میں اپنے مسیحی ایمان میں بڑھنا چاہتا ہوں۔ پس میں خدا کی عبادت۔۔۔ خدا کے بارے سوچنے، کچھ آرام کرنے اور دوسرے مسیحیوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں زیادہ وقت دینے کے بارے میں سوچتا ہوں۔

پس ڈیوڈ شیپرڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اتوار کے دن نہیں کھیلا کریں گے۔

وِک پولارڈ اور برائین یو آئیل جو نیوزی لینڈ کی طرف سے ۱۹۷۰ کی دہائی میں ٹیسٹ کرکٹ کھیلے، وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اتوار کے دن نہ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ انگلینڈ کے دورے

کے دوران ایک بیان میں پولارڈ نے کہا کہ وہ صرف ٹیم کی خاطر اتوار کے دن کھیلنے کے لئے تیار ہے ورنہ بالکل نہیں۔ یہ ایسے وقت کی بات ہے جب آج کے مقابلہ میں بہت کم میچ اتوار کے دن ہوتے تھے۔

انگلینڈ کے عظیم ترین بیٹسمین سر جیک ہوبز نے اپنے کیرئیر کے دوران جبکہ ان کی ٹیم بھارت کے دورے پر تھی، اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کر دیا۔ یہ میچ تبدیل کر کے دوسرے دنوں میں کھیلا گیا۔

اس کے علاوہ کچھ ایسی مثالیں بھی ہیں جب بہت بڑے بڑے کھلاڑیوں نے نہایت اہم کھیلوں میں اتوار کے دن حصہ لینے سے انکار کر دیا اور صرف ایسے مقابلوں میں حصہ لیا جو اتوار کے علاوہ باقی دنوں میں کھیلے گئے، اس کے باوجود وہ اچھی پوزیشنیں لینے میں کامیاب ہوئے:

'لِڈل' نے اولمپکس کا سارا پروگرام دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ صرف ۲۰۰ اور ۴۰۰ میٹرز کی ریس میں حصہ لے گا اور ۱۰۰ اور ۲۰۰ میٹرز میں نہیں۔ ۲۰۰ میٹرز میں اس نے کانسی کا اور ۴۰۰ میٹرز کی دوڑ میں اس نے سونے کا تمغہ جیتا۔ یہ جیت اس کے لئے اور زیادہ اہمیت کی حامل بن گئی جب ریس سے پہلے یہ آیت اس کے ہاتھ میں تھمائی گئی، ''جو میری عزت کرتے ہیں میں انکی عزت کرونگا'' (۱۔سموئیل ۲:۳۰)۔

آج کے پیشہ ور کھلاڑیوں کے لئے الجھن اور تذبذب کی حالت

آج کے دور کے پیشہ ور کھلاڑی اتوار کے دن کھیل سے نہیں بچ سکتے۔ اگر آپ کو بلند ترین سطح پر کھیلنا ہے تو پھر اتوار کے دن کھیلنا ناگزیر ہے، آپ اس سے بچ نہیں سکتے۔ مسیحی کھلاڑی اس مشکل سے کس طرح نپٹتے ہیں؟ یہ بات اس مسئلہ کے بارے میں ہماری سمجھ میں مدد کا باعث بنے گی اور ہم اس سلسلہ میں حقیقی زندگی سے کافی کردار دیکھ سکیں گے۔

اس مسئلے کا جس پہلے پیشہ ور کھلاڑی کو سامنا کرنا پڑا وہ لُوٹن ٹاؤن کلب کے کیپٹن ایلن ویسٹ تھے۔ وہ فٹ بال کے کھلاڑی تھے۔ ۱۹۷۰ کی دہائی کا ذکر ہے کہ انہیں ایک اہم میچ اتوار کے دن کھیلنا تھا۔ پریس نے اس بات کو بہت اچھالا کہ ایلن اگر یہ میچ کھیلیں گے تو انہیں اتوار کی

عبادت چھوڑنا پڑے گی۔ بالآخرایلن کوٹیم مینجر نے اس خیال سے ٹیم میں نہ رکھا کہ اگر وہ کھیلتے بھی ہیں تو وہ پورے دل سے نہیں کھیل پائیں گے۔ ایلن اس بات سے اتنے افسردہ نہ ہوئے جتنے وہ کچھ مسیحیوں کے رویے سے نالاں ہوئے۔ انہوں نے کہا:

''بہت سوچ بچار اور دعا کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اتوار کے دن کھیلا کروں گا، اس احساس کے ساتھ کہ یہ میرا کام ہے محض تفریح نہیں، اور یہ بھی کہ یہ میرا معاہدہ ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر ڈاکٹر، نرسیں، پولیس اہلکار یا بس ڈرائیور اتوار کے دن اپنے اپنے کام کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں کرسکتا؟ اگر میرے چرچ کے لوگ سنڈے کی شفٹوں میں کام کر سکتے ہیں تو انہیں کیوں کچھ نہیں کہا جاتا؟ جب میں اتوار کے دن کھیلتا ہوں تو سب آوازیں بلند کرنے لگتے ہیں۔''

مارک فراسٹ ایک پیشہ ور کرکٹر تھے۔ وہ سرے اور گلیمورگن کاؤنٹیوں کی طرف سے کھیلتے تھے۔ اب وہ ویلز کے کرکٹ بورڈ کے ایک عہدے دار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی بوقتِ ضرورت اتوار کے دن اپنے میچ کھیلا کرتے تھے۔

مارک ایک حقیقی مسیحی ہیں جو کرکٹ کو اپنی زندگی میں خدا کے منصوبہ کا حصہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کرکٹ کی دنیا میں اپنے آپ کو مسیح کے ایک گواہ کے طور پر دیکھا ہے۔ ان کے بقول، ''تجربے نے مجھے سکھایا ہے کہ جب آپ ڈریسنگ روم میں ہوتے ہیں تو اس وقت آپ کے اندر مسیحیت کے متعلق زیادہ سوالات آتے ہیں کہ اسے کس طرح اپنی گواہی دینی ہے۔''

مارک کے نزدیک کوئی ایسے پیشہ ور کھلاڑی نہیں جو اپنے کپتان سے کہیں کہ میں اتوار کے دن نہیں کھیل سکتا کیونکہ میں نے چرچ جانا ہے۔ اگر وہ ایسا کہیں تو کپتان ان سے کہے گا کہ ٹھیک ہے، آج کے بعد تم سارا سال بی ٹیم کی طرف سے کھیلنا۔ میں کلسیوں ۲ باب سے یہ بات لیتا ہوں، ''کوئی اس بات سے تمہاری آزمائش نہ کرے کہ تم کیا کھاتے یا کیا پیتے یا نئے چاند یا سبت کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔'' تنقید کے وقت اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے پولس کہتا ہے، ''کوئی تمہیں جھوٹی حلیمی دکھا کر۔۔۔ انعام سے محروم نہ رکھے'' (کلسیوں ۲: ۱۶، ۱۸)۔

مارک کے لئے اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں کی تنقید بہت تکلیف کا باعث تھی، شاید وہ یہ سوچتے تھے کہ میں اس معاملہ میں کوئی سوچ نہیں رکھتا۔

ہاکی کی کھلاڑی وائیلٹ میک برج اس مسئلہ سے بے نیاز ہر اتوار میچ کھیلا کرتی تھیں۔ جب ۱۹۸۸ کے اولمپک مقابلوں کے لئے ٹیم کی سلیکشن کے لئے کیمپ لگا ہوا تھا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے ٹرینگ سیشن اتوار کے دن ہی تھے۔ وہ کہتی ہیں:

''میرے لئے یہ بڑا مسئلہ تھا کہ میں اتوار کے دن چرچ نہ جاؤں اور میچ کھیلوں۔ میں نے اپنے آپ سے پوچھا، کیا میں یہ درست کر رہی ہوں؟ میں نے اس سلسلہ میں دعا کی کہ آیا مجھے سلیکشن کے لئے سیشن میں جاتے رہنا چاہئیے یا نہیں۔ اگلے چند ہفتوں میں مجھے اپنی ساتھی کھلاڑیوں سے خدا کے بارے میں پہلے سے زیادہ بات کرنے کا موقع ملا۔ میں نے محسوس کیا کہ خدا کی یہ مرضی تھی کہ میں ٹیم میں کھیلتی رہوں۔''

اولمپک کے دوران بھی وائیلٹ کو لگا تار اس سلسلہ میں حوصلہ افزائی ملتی رہی۔ اس اولمپک کے میچوں میں اسے بار بار اپنی مسیحی گواہی دینے اور مسیحی اقدار کو دکھانے کے مواقع ملے۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا۔۔۔ وائیلٹ کے اولمپک ٹیم میں کھیلنے کی وجہ سے۔ اگر وہ اتوار کے دن نہ کھیلنے کو اپنے لئے رکاوٹ بنا لیتی تو اسے یہ مواقع نہ ملتے۔

اتوار کے دن کو پاک ماننا/خاص ماننا

اتوار کے دن کو خاص ماننے کا دارومدار اس کے ثبوت میں دیے جانے والے حوالوں سے بڑھ کر سبت کے اصولوں پر ہے، جیسے کہ جوبلی سینٹر کے ۱۹۸۵ میں شائع کردہ مضمون، ''اتوار کے دن کو کیوں خاص مانا جائے'' میں بیان کیا گیا ہے:

آرام کا دن تمام انسانوں کے لئے خدا کے منصوبہ کا حصہ ہے۔ یہ اس بات کا حصہ ہے کہ انسان کے لئے کیا بات سب سے اچھی ہے۔ اتوار کو الگ رکھنا اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے کہ ہم

ہفتہ میں آرام کرنے کے لئے وقت نکالتے ہیں۔۔۔ایک دن جب ہر کوئی کام سے فارغ ہوتا ہے، یہ خاندانی زندگی اور دیگر رفاقتوں کو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے، لوگ اس دن آپس میں وقت گزار سکتے ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مسئلہ کا دارومدار اس رویے پر نہیں ہے جو کہ اکثر اتوار کے دن کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ مصنفین بیان کرتے ہیں کہ اتوار کے دن کو خاص ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ:

اتوار کا دن نئے عہد نامہ کا سبت ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق ایسا نہیں ہے۔۔۔اور نہ ہی یہ بات ہے کہ اتوار کے دن کام کرنا گناہ ہے۔ ضروری نہیں کہ اتوار کے دن کام کرنے کو گناہ سمجھا جائے۔ پولس ہمیں بتاتا ہے کہ چاہے ہم اتوار کے دن کو خاس سمجھیں یا نہ سمجھیں یہ کسی شخص کے ضمیر کی بات ہے۔ اتوار کے دن کام کرنا صرف اسی صورت میں غلط ہے اگر ہم خدا کے دو عظیم احکام کو رد کرتے ہیں یعنی خدا کے لئے محبت اور اپنے پڑوسی کے لئے اپنے برابر محبت۔

اتوار کے دن کو خاص ماننے کے بارے میں لکھنے والا مصنف اس حصہ کا نتیجہ اس بات کو بیان کرنے سے نکالتا ہے کہ اگر یسوع اور اس کے شاگرد ہفتہ کے ایک دن کو پاک مانتے تھے تو خدا کے لوگوں کے لئے یہ حکم کہیں نہیں دیا گیا ہے۔

آج بہت سے مسیحی اتوار کے دن کھیلنے کے سخت مخالف ہیں۔ ایک مسیحی جریدے 'دا کرسچن ہیرلڈ' کے نام دو خطوط میں اس مسئلہ پر ان خیالات کا اظہار کیا گیا ہے:

'مجھے اتوار کے دن کھیل کے عنوان پر لکھے گئے خط کو دیکھ پر بہت خوشی ہوئی۔ یہ بات بڑی قابلِ افسوس لگتی ہے کہ آجکل بہت سے کھیل خداوند کے دن کی جگہ لینے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان کھیلوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں مسیحیوں کو ایک آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہت سال پہلے ایرک لِڈل نے اولمپک مقابلوں میں اتوار کے دن نہ حصہ لینے کی مثال قائم کی اور بہت سے اور کھلاڑیوں نے بھی انکی پیروی کی۔ اپنے سامنے ایسی مثالیں رکھتے ہوئے، مسیحیوں کو اس سلسلہ میں کوئی سخت قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔'

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم ایسے مسیحیوں کے متعلق بہت زیادہ نہیں سنتے جو اتوار کے دن کھیلنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہمیں کھیلوں میں ایسے مسیحیوں کی ضرورت ہے جو خداوند اور اس کے دن کے بارے میں کھڑے ہو سکیں۔

نومبر ۱۹۹۷ میں روچیسٹر کے بشپ رائیٹ ریورنڈ ڈاکٹر مائیکل نذیر علی اس بحث میں شریک ہو گئے۔ انھوں نے ڈایوسیس کے تمام ہیڈ ٹیچرز کو ایک کھلا خط بھیجا جس میں انہوں نے اتوار کے دن نوجوانوں کے کھیل زیادہ تعداد میں منعقد کرنے پر فکر مندی کا اظہار کیا کیونکہ ان سے اتوار کی صبح ہونے والی کلیسیائی عبادات، سنڈے سکول میٹنگوں اور دیگر یوتھ میٹنگوں کا تصادم ہو رہا تھا۔ بشپ صاحب نے ٹیچرز سے درخواست کی کہ وہ کھیلوں کے منتظمین سے کہیں کہ وہ اپنے کلبوں کے کھیل ہفتہ کے دن یا اتوار کی سہ پہر منعقد کریں تاکہ نوجوانوں کو چرچ میں آنے کا موقع مل سکے۔

یہ بات دلچسپ ہے کہ بشپ نے یہ واضح طور پر کہا کہ اتوار کے دن کھیلنا اسی وقت ایک مسئلہ بنتا ہے جب اس کا تصادم اتوار کی کلیسیائی عبادت سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اتوار کے دن کھیلنے پر حقیقی معنوں میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔ انہوں نے اتوار کے دن کھیلنے کی حوصلہ افزائی کی بشرطیکہ وقت بدل دیا جائے۔

مسائل کا خلاصہ

بائبل کے نقطہ نظر سے کسی طرح کے حل کی طرف بڑھتے ہوئے آئیں ہم اب تک اٹھائے گئے مسائل کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کریں۔ اتوار کے دن کھیل کا مسئلہ ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے کیونکہ پچھلے بیس یا تیس سالوں سے پیشہ ور کھلاڑیوں کے لئے اتوار کے دن کھیلنا ایک معمول کی بات بنتی جا رہی ہے۔ یہ چیز اس بات کی وضاحت ہے کہ کسی بھی مسئلہ کے بارے میں پچھلی اور ہر آنے والی نسل کے درمیان اختلافِ رائے کیوں ہوتا ہے۔ بہت سے مسیحی اس بات کو ترجیح دیں گے وہ اتوار کے دن نہیں کھیلیں گے، لیکن اگر کوئی خاص مقابلہ اتوار کے دن منعقد کیا جاتا

ہےتو وہ پھران کواس بات کا چناؤ کرنا ہے کہ یا تواس میں حصہ لیں یا پھر مقابلہ سے باہر ہو جائیں۔

بعض مسیحی یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ اتوار کے دن کسی مقابلہ میں حصہ نہیں لیں گے کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسا کرنا غلط ہوگا۔ کچھ مسیحی اسے 'درست' یا 'غلط' کے نظریہ سے نکل کر دیکھتے ہیں، وہ کسی شخصی روحانی وجہ سے یہ چناؤ کرتے ہیں کہ اتوار کے دن نہ کھیلا جائے۔ کچھ مسیحی صرف اس بات کے حامی ہیں کہ اگر کھیل کا وقت اتوار کی عبادت سے متصادم نہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ تمام اختلافات اپنی اپنی جگہ ضروری اور درست ہیں۔ اگر آپ یہ پوچھیں کہ اتوار کے دن کھیلنے کے بارے میں بائبل کی طرف سے کیا جواب ہے، تو پھر ہمیں یہ بھی جاننے کی ضرورت ہے کہ یہ سوال اتوار کے دن کے کس کھیل سے تعلق رکھتا ہے!

اس مسئلہ کو کھلاڑیوں کے نقطہ نظر سے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جو لوگ کھیلوں سے دلچسپی نہیں رکھتے ،وہ اس مسئلہ کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ اتوار کے علاوہ چھ دن کھیلنے کے لئے موجود ہیں؛ اور اگر آپ کے پاس چھ دن ہیں جن میں آپ فٹ بال، ہاکی یا کوئی اور کھیل ،کھیل سکتے ہیں تو پھر یہ کوئی بہت بڑی قربانی نہیں اگر آپ ایک دن نہیں کھیلیں گے۔ معذرت کے ساتھ، اس قسم کا رویہ ہمیں ہمارے نکتہ سے ہٹا دیتا ہے: مثلاً اگر آپ کا کلب اپنے سارے کے سارے میچ اتوار کے دن کھیلتا ہے تو پھر آپ کے پاس صرف ایک ہی چناؤ ہے کہ یا تو اتوار کے دن کھیلیں یا پھر بالکل نہ کھیلیں۔

اتوار کے دن کھیل : بائبلی نقطہ نظر

اتوار کے دن کھیلنے کے بارے میں بائبلی نقطہ نظر سے ہم اپنی گفتگو کا آغاز اس عقیدہ سے کرتے ہیں جیسے کہ باب ا میں بیان کیا گیا ہے کہ کھیل خدا کی تخلیق (کائنات) کا ایک حصہ ہے، اسلئے اچھا ہے۔ ایرک لِڈل کا یہ خیال، ''جب میں دوڑتا ہوں تو اپنے اندر خدا کی خوشی محسوس کرتا ہوں''، مکمل طور پر ایک بائبلی نظریہ ہے۔ اس نظریہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس بات پر دلیل بازی نہیں ہوسکتی کہ چرچ جانا فٹ بال کھیلنے سے بہتر ہے (البتہ رفاقت، اور تعلیم پانا معاشرے کا

حصہ ہونے کے تعلق سے وہ مسائل ہیں جن کی ایمانداروں کو ضرورت ہے، اور زندگی میں توازن رکھنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ ان کے بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے۔)

ہمارے سامنے چیلنج یہ ہے کہ آجکل کے نوجوانوں کی طرف سے اتوار کے دن کھیلنے اور چرچ جانے کے مابین جو کشمکش پائی جاتی ہے اس کے بائبلی پہلو کو دیکھا جائے، اگرچہ چرچ جانے کا چناؤ کرنا تو ہمیشہ ہی بہتر ہے۔ اگر کھیل خدا کی تخلیق کا ایک حصہ ہے تو پھر خدا کی عبادت اور پرستش کھیل کے میدان میں بھی اتنی ہی ہو سکتی ہے (یا ہونی چاہیئے) جتنی کہ کسی بھی دوسری جگہ پر۔

ہم پیدائش ۲:۳ میں پڑھتے ہیں، ''خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے پاک ٹھہرایا'' اور خروج ۸:۲۰ میں لکھا ہے، ''سبت کا دن پاک ماننا۔'' کیا ان دونوں حوالوں کا تعلق کسی طور اتوار کے دن کھیلنے کے مسئلہ سے ہے؟ میرے خیال میں بالکل نہیں۔ اگر کھیل خدا کی تخلیق کا حصہ ہے تو پھر اسے کسی طرح بھی ناپاک نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ایک بڑا مسئلہ اور بھی ہے یعنی سبت سے کیا مراد ہے۔۔؟

آسٹریلیا میں چھپنے والے ایک رسالے میں سائمن مینچیسٹر اتوار کے دن کھیلنے کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں :

''میں جانتا ہوں کہ 'سات میں سے ایک دن' ایک بڑی مُقدس گائے ہے۔ لیکن یہ تعلیم ہمیں پیدائش ۲ باب میں نہ تو گناہ میں گرنے سے پہلے ملتی ہے اور نہ ہی مسیح کے جی اٹھنے کے بعد۔ کسی نئے مسیحی کو نیا عہدنامہ دیں اور اس سے کہیں کہ وہ اس میں سبت کے بارے میں کوئی شریعت ڈھونڈے۔۔۔ یہ ختم ہو چکی ہے! لیکن ساتویں دن کو یاد رکھنے کا حکم مسیحیوں کی زندگیوں میں تعمیل پاتا ہے جو یسوع کے پاس آتے ہیں اور جو ساتوں دن اسکی روحانی عبادت میں گزارتے ہیں (رومیوں ۱۲:۱)۔

سائمن مینچیسٹر یہ نکتہ بھی اٹھاتا ہے کہ پیدائش ۲ باب کو اکثر لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ باب انہیں آرام کے دن کو ماننے کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پیدائش ۲ باب میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے آرام کیا لیکن یہ کسی جگہ نہیں ملتا کہ اس نے آدم اور حوا کو بھی آرام

کرنے کو کہا۔

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے وہ پرانے عہد نامہ سے بھی حوالے دیتے ہیں:

'خروج ۱۶ باب میں اس نے اپنے لوگوں کو مصریوں کی غلامی سے چھڑایا، موسیٰ نے انہیں یہ تعلیم دی کہ وہ ساتویں دن کام نہ کریں۔ خروج ۲۰ باب میں وہ انہیں کوہِ سینا کی طرف لے کر جاتا ہے اور ساتویں دن کو شریعت بناتا ہے (چوتھا حکم)۔'

'احبار ۲۵ باب میں وہ اسے قانون بنا دیتا ہے کہ سبت کے دن کوئی کھیت میں کام نہیں کرے گا! استثنا ۵ باب میں وہ شریعت کو دہراتا ہے۔۔۔ وہ اپنے خالق خدا کو یاد رکھیں جس نے انہیں چھڑایا، وہ ترجیح کے طور پر' آرام کے دن' کی پابندی کریں۔

نئے عہد نامہ میں یسوع اپنے پیروکاروں سے کہتا ہے، ''میرے پیچھے چلے آؤ، میں تمہیں آرام دوں گا'' (متی ۱۱: ۲۵)، اور عبرانیوں ۴: ۳ میں ہم سیکھتے ہیں کہ ہم یسوع مسیح پر ایمان لانے کے باعث خدا کے سبت کے آرام میں داخل ہوتے ہیں۔ ہمیں صرف ایک دن کو پاک ماننے کے لئے نہیں بلایا گیا بلکہ ہمیں ساتوں دن خدا کی عبادت میں بسر کرنے ہیں (رومیوں ۱۲: ۱)۔

اپنی دلیل کو منطقی انجام دیتے ہوئے سائمن مینچیسٹر کہتے ہیں:

'اتوار کا دن میٹنگ کے لئے اور یسوع مسیح کے بارے میں سیکھنے کے لئے مفید ہے (خاص طور پر اس خیال سے کہ یہ یسوع کے جی اٹھنے کا دن ہے) لیکن جسمانی اعتبار سے آرام کرنے کے بارے میں نئے عہد نامہ میں کوئی تعلیم نہیں پائی جاتی، اور نہ ہی یہ تعلیم موجود ہے کہ کون سا دن ضروری ہے (دیکھیں رومیوں ۱۴: ۵، 'کوئی تو ایک دن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے دل میں پورا اعتماد رکھے۔')

اس مسئلہ کا مرکزی خیال سبت کے بارے میں بائبل کی تعلیم کے متعلق ہماری سمجھ ہے۔ یہاں پر مسئلہ تھیولاجیکل بنیاد کا ہے۔ کیا سبت پر بائبل کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسے مکمل طور پر آرام کا دن رکھا جائے اور اس میں کوئی کام نہ کیا جائے، اور صرف خدا کی عبادت کی جائے اور مسیحی باہمی

طور پر رفاقت رکھیں؟

اگر خدا نے ہر ایک چیز بنائی ہے اور کوئی چیز مقدس یا دنیوی نہیں تو پھر خدا کی عبادت یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ہیں پورے طور پر اسکی عبادت کریں، اپنے سارے دل اور اپنی ساری عقل سے، اور اگر آپ یہ سب کچھ کھیل میں کر رہے ہیں تو دعا کرنے کے برابر ہے۔

لیکن بنیادی مسئلہ سبت کا ہے۔۔۔ اگر اتوار کا دن نئے عہد نامہ کے مطابق سبت ہے تو کیا یہ ہفتہ کا خاص دن ہے یا نہیں؟ اگر مسیحیوں کے لئے سبت سے مراد (عبرانیوں ۴:۳ کے مطابق) مسیح پر ایمان لانے کے باعث خدا کے آرام میں داخل ہونا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت 'اتوار' ہے۔ پس ہر ہفتہ (سوموار تا ہفتہ) کے پہلے ۲۴ گھنٹے ہی نہیں بلکہ ہر ایک دن کا ہر ایک لمحہ خدا کی عبادت کا وقت ہے۔

اتوار کے دن کھیل میں حصہ لینا اتنا ہی جائز اور مناسب ہے جتنی کہ کوئی اور انسانی سرگرمی۔ اتوار کے دن کھیلنا کوئی وراثتی گناہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اتوار کے دن لگاتار کھیلنے اور اس کے چرچ سرگرمیوں کے ساتھ متصادم ہونے کے مسئلہ کو دونوں سطحوں پر بتانے کی ضرورت ہے یعنی اس مسئلہ پر افراد کے ساتھ بھی بات کی جائے اور کلیسیا کے ساتھ بھی۔ یہ کلام کی واضح تعلیم ہے کہ ہمیں مسیحی رفاقت اور مسیحی تعلیم باقاعدگی سے حاصل کرنی چاہئیے۔ اگر ایسا کرنا اتوار کے دن ممکن نہ ہو تو پھر اسے ہفتہ کے کسی اور دن کرنے کی ضرورت ہے۔ مسیحی نوجوانوں اور ان کے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اتوار کے دن ان کا کھیلوں میں حصہ لینا انکی مسیحی ترقی میں رکاوٹ نہ بنے اور اس سے ان کی مسیحی زندگیاں متاثر نہ ہوں۔

دوسری طرف چرچ کے رہنماؤں اور یوتھ کے رہنماؤں کو بھی یہ مشورہ دینے کی ضرورت ہے کہ اگر نوجوان اتوار کے دن کھیل میں مصروف ہونے کے باعث چرچ کی سرگرمیوں میں شریک نہیں ہو سکتے تو فریقین (دونوں اطراف) اس بات کو سمجھیں اور اتوار کی بجائے ہفتہ کے کسی اور دن یوتھ کے لئے سرگرمیوں کا انتظام کیا جائے۔

نوجوانوں کے کھیل Teenage Sport

آئیں اب ہم اسی مسئلہ پر واپس آتے ہیں جہاں سے ہم نے آغاز کیا تھا اور اسے بائبل کے حوالوں اور دیگر تجربہ کار کھلاڑیوں کے تجربات کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کریں۔ اتوار کے دن نوجوانوں کے کھیل کی بالادستی کو دیکھتے ہوئے اسے شیطانی منصوبہ کے طور پر دیکھنا غیر دانشمندانہ بات ہوگی۔ اس بات کے بڑے مضبوط اسباب ہیں کہ نوجوانوں کے اتنے زیادہ کھیل اتوار کے دن کیوں منعقد کئے جاتے ہیں۔

☆ گراؤنڈوں کی دستیابی : میں ۷ سال سے ۱۶ سال تک کی عمر کے لڑکوں کے فٹ بال کلب سے کئی سالوں تک واقف رہا ہوں۔ اس عمر کے لڑکوں کو ۹ مختلف گروپوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ میں یہ بات پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ اتنے سارے گروپوں کو ایک ہی دن دو گراؤنڈوں پر کھلانا ناممکن ہوتا ہے۔ تاہم اگر آدھی ٹیمیں ہفتہ کے دن اور آدھی اتوار کے دن کھیلیں تو پھر اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔

☆ کھلاڑیوں کے لئے مشکل : سکول کے کھیل عام طور پر ہفتہ کے دن کلب کے کھیلوں پر ترجیح لے جاتے ہیں، اور اتوار کا دن کلب کے میچوں کے انعقاد کے لئے زیادہ محفوظ تصور کیا جاتا ہے۔ سکول جانے والے اکثر نوجوان ہفتہ کی صبح سکول میں ہوتے ہیں۔ کچھ سپورٹس کلبوں میں میچ ہفتہ کے دن ہو سکتے ہیں اور کاؤنٹی اور نمائندہ میچز اتوار کے دن۔

☆ کوچوں کے لئے مشکل : بعض دفعہ ایسے بھی ہوتا ہے کہ کلبوں کے کوچ سکولوں میں استاد ہوتے ہیں اور ہفتہ کے دن سکولوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کوچ ہفتہ کے دن کھیلنے والی ٹیم کے لئے کھیلیں۔ دونوں صورتوں میں کوچ صرف اسی وقت دستیاب ہو سکتا ہے جب کلب کے میچ اتوار کے دن ہوں۔

☆ لیگ کے قوانین : بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کھیل کے دن کا تعین لیگ کے قوانین کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جس علاقہ میں مَیں رہتا ہوں وہاں گیارہ سال تک کی عمر کے فٹ بال

میچ ہفتہ کے دن کھیلے جاتے ہیں اور گیارہ سال سے زیادہ عمر کے لڑکوں کے میچ اتوار کے دن۔ اگر اس گروپ کے لڑکے اتوار کے دن نہ کھیلنا چاہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فٹ بال کے اچھے مقابلوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔

مسئلہ کا حل

کسی ایسے مسیحی خاندان کے لئے جو اس قسم کی صورت حال میں پھنسا ہوا ن کے لئے آسان جواب نہیں ہیں۔ ایسے گھرانوں کو حکمتِ عملی بنانے کے لئے کچھ مشورے دیے جا رہے ہیں۔

☆ اس قسم کی مشکل صورت حال پر اپنے کلیسیائی رہنماؤں سے بات کریں اور اپنے فیصلوں میں انہیں بھی شامل کریں۔

☆ چیک کریں اگر آپ اتوار کی صبح کے علاوہ کسی اور دن کھیل سکیں۔ اگر یہ کاؤنٹی میچ ہے تو پھر اس کا کوئی حل نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ کھیلیں، یا نہ کھیلیں۔ اگر کلب کا میچ ہو تو دیکھیں کہ اگر آپ اسے ہفتہ کے دن یا اتوار کی سہ پہر کھیل سکیں۔ اپنی مشکل کے متعلق اپنے ٹیم مینجر سے بات کریں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ والدین کسی بھی سبب سے اتوار کے دن صبح کے وقت کھیلنے کو ترجیح نہیں دیتے۔

☆ مسیحی متبادل کی تلاش کریں۔ اگر آپ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ اتوار کی صبح کھیلیں گے تو پھر کسی ایسے مسیحی گروپ کی تلاش کریں جو ہفتہ کے کسی اور دن جمع ہوتا ہو، مثال کے طور پر کوئی کروسیڈر گروپ۔ یا اپنی کلیسیا سے کہیں کہ وہ آپ کی عمر کے گروپ کے لوگوں کے لئے اتوار کی صبح کی بجائے کسی اور دن میٹنگ کا انتظام کریں۔

☆ آخری بات یہ کہ جو فیصلہ بھی آپ کریں، اس پر پورے طور پر عمل کریں۔

باب نمبر 7

مسیح کی خاطر کھیلوں کی دنیا تک پہنچنا

اگر آپ ایک ایسے مسیحی ہیں جسے کھیلوں سے دلچسپی اور محبت ہے اور جو اپنا زیادہ وقت کھیل جیسی تفریح میں گزار رہے ہیں۔ اگر آپ کو کلب ہاؤس، بار یا ڈریسنگ روم میں ہنس کھیل کر وقت گزارنے میں پوری مہارت حاصل ہے تو پھر کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہی وہ دنیا ہے جہاں پر آپ بڑے موثر گواہ ہو سکتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے آسمان پر صعود فرمانے سے پہلے اپنے شاگردوں سے کہا تھا، ''تم تمام یروشلیم، یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے'' (اعمال 8:1)۔ اب مجھے کوئی بھی اس بات کیلئے قائل نہیں کر سکتا کہ اس آیت میں کھیلوں کی دنیا شامل نہیں ہے!

مزید یہ کہ ایک کھلاڑی کیلئے، کھیلوں کا ماحول نا صرف اس آیت میں شامل ہو گا بلکہ یہ آپ کا یروشلیم ہو گا۔ یہ جگہ ہی آپ کی گواہی کیلئے ایک بنیادی اور ابتدائی مقام ہو گا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آپ اجنبیت محسوس نہیں کرتے اور امکان غالب ہے کہ یہاں پر ہی آپ زیادہ موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہاں پر حکمت عملی نہایت سادہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے مقامات پر خدمت کرنے کیلئے لازم ہے کہ خدمت کرنے والے مسیحی لوگ خود بھی کھیلوں کی دنیا سے منسلک ہوں۔ یہ ایک ایسی مسیحی خدمت ہے جسکا تعلق وہاں پر موجودگی سے ہے۔ اور وہاں پر موجود ہوتے ہوئے ہی یہ خدمت سرانجام دی جا سکتی ہے۔ وفادار اور عہد بند مسیحیوں کے ساتھ کھیلنے کا تجربہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس بات کی توقع کی جائے کہ غیر مسیحی لوگ اس بات پر مجبور ہو جائیں کہ وہ مسیحی لوگوں کے رویے اور محرکات کے متعلق سوالات پوچھنے پر مجبور ہو جائیں۔ ایک ایسی صورتحال پیدا ہو جائے جس سے مسیحی لوگوں کو اپنے ایمان پر بات کرنے کے فطری طور پر مواقع میسر آ جائیں۔

ٹائم اخبار نے اس بات کے متعلق ایک بڑی شاندار خبر شائع کی۔

جیسن روبنسن جو کہ وائی گن رگبی لیگ کا کھلاڑی ہے، اخبار کے کھیلوں کے لئے مختص صفحات کیلئے ایک انٹرویو میں اس کی جسمانی صحت سے متعلق پوچھا گیا،'' آپ مسیحی کیوں ہوئے؟''اس کا جواب یہ تھا۔

''میں نے اس شخص (واآ یگا تو یگا مالا) کو دیکھا جو وہی کھیل کھیلتا ہے جو کہ میں کھیلتا ہوں لیکن اسے کبھی بھی شراب اور دیگر لوازمات کی ضرورت پیش نہ آئی۔ وہ اپنے باطن میں ایک اطمینان محسوس کرتا ہے۔اس کی زندگی میں کوئی ایسی چیز تھی جس کا میں بھی متلاشی تھا۔پس میں نے اس سے اس چیز کے بارے بات چیت کی۔ اور اس نے مجھے اپنے ایمان کے تعلق سے بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا۔ میں ایک ایسا لڑکا تھا جو اکثر قحبہ خانہ میں جایا کرتا تھا۔اب میں گزشتہ چار سالوں سے شراب نوشی کے لئے قحبہ خانہ میں نہیں گیا۔ بدبودار شراب خانے میں بیٹھنے سے بڑھ کر بھی کوئی زندگی ہے۔

جیسا کہ ہم میں سے اکثر لوگ سوچتے ہیں کھیلوں کے ذریعہ بشارت کا کام کوئی نیا اور عجیب واقعہ نہیں ہے۔لیڈ اور میتھیسن مسکولر مسیحیت میں رابرٹ میک برنی کی جمخانہ کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ 1870 میں امریکہ میں ہو گزرا ہے۔وہ بیان کرتا ہے کہ یہ جم خانہ نوجوانوں کو بائبل سٹڈی میں کھینچ کر لانے کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔(صفحہ نمبر 36) جان پولاک ڈی ایل موڈی جو کہ انیسویں صدی کے ایک معروف امریکی مبشر ہو گزرے ہیں وہ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں کہ وہ لڑکوں کے کیمپ میں کالج کے لڑکوں کو اس بات کے لئے دعوت مبازرت دیتے تھے کہ وہ اس کے وزن کے برابر وزن اٹھا کر دوڑ لگائیں اور وہ انہیں پچیس یا تیس گز تک پیچھے چھوڑ جاتا تھا۔

جیمز نیسمتھ نے اس وقت باسکٹ بال تخلیق کیا جب وہ (YMCA) ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن میں بطور انسٹرکٹر خدمات سرانجام دے رہا تھا۔

اس کا مقصد لڑکے لڑکیوں کو چار دیواری کے اندر سرگرمیاں فراہم کرنا تھا۔ یہ پروگرام

باقاعدہ بائبل سٹڈی پروگرام سے مزین تھا۔تو بھی اصل مفہوم میں ہم ہی وہ پہلی نسل ہیں جنہیں ارشادِاعظم کی تکمیل کے لئے کھیلوں کی دنیا میں بھی پورے طور پر اور سنجیدگی سے کوشش کرنا ہوگی۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہیں اس کام کی داغ بیل ڈالنا ہوگی۔کھیلوں کے عالمگیر اثر کے سبب خداوند کے فضل سے خدمت کیلئے دروازے کھل چکے ہیں۔ جب ہم ان لوگوں کو گواہی دینے کی کوشش کریں گے جو ہماری قیادت میں چلتے ہیں تو ہمیں بہت سے معاملات کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ ایک واضح بنیاد ہے جس پر ہمیں تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔

وہ مسیحی جو کھیلوں کے سپورٹس سٹوڈنٹ ورک کا حصہ ہیں وہ مسیح کی خاطر کھیلوں کی دنیا تک پہنچنے کی ایک عمدہ مثال ہیں۔ یہ اس سلسلہ میں ہمارے لئے ایک بہترین مطالعہ ہے جو ہمارے مقصد کو حل کرے گا۔تاہم یہاں پر عائد کئے گئے تمام قواعد وضوابط کھیلوں کی دنیا کے تمام پہلوؤں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔اور ہر وہ شخص انہیں عملی جامہ پہنا سکتا ہے جو کسی بھی سطح پر کھیل کے میدان سے تعلق رکھتا ہے۔

وہ مسیحی جو سٹوڈنٹ سپورٹس گروپ میں شامل ہیں ایسے مسیحیوں کے گروپ ہیں جو کہ کسی بھی خاص یونیورسٹی میں کھیلوں کی دنیا سے منسلک لوگوں کے مسیحی گروپ ہیں۔ان کی زندگی میں بھی ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ اپنی یونیورسٹی کی طرف سے کھیلوں میں حصہ لینے والے طالب علم یونیورسٹی کی سطح پر بڑی سنجیدگی سے کھیل رہے ہیں۔مسیحی لوگ ہفتہ میں ایک بار ایک دوسرے کیلئے دعا کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھی کھلاڑیوں اور یونیورسٹی کے دیگر کھیل اور کھیل کے میدان سے منسلک لوگوں کیلئے دعا کرتے ہیں۔کھیلوں کی دنیا سے منسلک ہونے کی حیثیت سے انکا تعلق اندر کی دنیا سے ہے اور وہ یونیورسٹی کے کھیلوں کے ماحول کا حصہ ہیں۔اور وہ کسی بھی مختلف یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے ٹیم کے اراکین بھی ہیں۔کھیلوں کی دنیا سے منسلک غیر مسیحی ان کے دوست ہوتے ہیں۔فطری بات ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے ہر موضوع پر بات کرتے ہیں اور ظاہری بات ہے کہ دوران گفتگو ان کا ایمان بھی موضوع سخن بنتا ہے۔

متبادل کے طور پر ہفتہ بھریا اس سے زیادہ عرصہ اکھٹے رہنے، تربیت حاصل کرنے، کھیلنے اور اکٹھے سفر کرنے کے بعد غیر مسیحی ساتھی کھلاڑی بڑے متجسّس ہو کر سوال کریں گے۔

ممکن ہے کہ سوال ایسا ڈرامائی نہ ہو جیسا کہ پولس اور سیلاس کے ساتھ فلپی داروغہ کا تھا، ''جناب، میں کیا کروں کہ نجات پاؤں'' (اعمال ۱۶: ۳۰)۔ امکان غالب ہے کہ سوال کچھ اس طرح کا ہو، '' مجھے کام پر یہ مسئلہ درپیش ہے۔ آپ ایک مسیحی ہیں آپ اس صورتحال میں میرے لئے کیا تجویز کریں گے؟ چونکہ وہ باہم ملکر کھیلتے ہیں اور ان کی اس رفاقت سے ایک رفاقتی رشتہ فروغ پا رہا ہے۔ اس سے غیر مسیحیوں میں بوقت ضرورت مدد حاصل کرنے کیلئے کافی حد تک اعتماد پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی بشارتی خدمت ہے جس کی بنیاد باہمی تعلقات پر ہوتی ہے۔

تھوڑی دیر کیلئے غور کریں کہ خداوند یسوع کس طرح خدمت کرتا تھا، لوگوں نے اسے کام کرتے ہوئے دیکھا، ہیکل میں صرافوں کی نقدی بکھیرتے ہوئے، کھانا کھاتے ہوئے، انہوں نے قانا ہ گلیل میں اس کے معجزات دیکھے، انہوں نے اس کے کاموں کو دیکھا اور ان کے دلوں میں سوال پیدا ہوئے۔ وہ لوگ جو آپ سے پیغام سنیں گے، انہیں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ وہ آپ کی زندگی سے بھی پیغام کو دیکھ سکیں۔ چونکہ وہ آپ کی تہذیب وتمدن اور معاشرے کا حصہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے طرزِ زندگی اور چال چلن سے اس پیغام کو دیکھنا چاہیں گے جو آپ انہیں سناتے ہیں۔ اپنی تمام کامیابیوں اور ناکامیوں کے باوجود ہم ان کے سامنے اپنی زندگی اور خدمت سے یسوع کو پیش کرتے ہیں۔ ایسی صورتحال جہاں مسیحی کھلاڑی دعا کر رہے اور گواہی سنا رہے ہوں، اپنے ساتھی کھلاڑیوں کیلئے فطری طور پر اگلے قدم کے طور پر انہیں دعوت دے رہے ہیں کہ وہ خوشخبری کے پیغام کو سنیں۔

کھیلوں کی دنیا میں بشارتی عبادت بھی، کھیل اور کھلاڑی کی زبان واصطلاح میں ہونی چاہئے تاکہ ان کے لئے عام فہم ہو۔ یہ بشارتی خدمت، چرچ میں صبح کی عبادت سے قطعی مختلف ہونی چاہیے، جو کہ نئے لوگوں کے لئے بڑی مذہبی سی عبادت معلوم ہوتی ہے۔ یہ عبادت ایسی ہو گویا

کہ سپورٹس ڈنر(کھیل کے اختتام پر شام کا کھانا)۔بہتر ہوگا کہ یہ بشارتی عبادت کھیل کے میدان یا پویلین (Pavilion)ہی میں رکھی جائے یا کسی بھی ایسی جگہ کا انتخاب کیا جا سکتا ہے جہاں غیر مسیحی کسی طرح کا دباؤ محسوس نہ کریں، بلکہ وہ بہت اچھا محسوس کریں۔خوشخبری کی منادی کسی ایسے مبشر کے وسیلہ سے کی جائے جو کھیلوں کی دنیا کے ماحول کو سمجھتا ہو۔اور وہ اس ماحول اور کھلاڑیوں کی زبان اور اصطلاح میں منادی کرنے کی مہارت رکھتا ہو۔اگر پیغام کے ساتھ خادم کو کسی مقامی مسیحی کھلاڑی کی گواہی بھی حاصل ہو جائے تو پھر نتائج قطعی طور پر مختلف اور شاندار ہونگے۔میرے دوساتھی کھلاڑیوں کی گواہیاں مسیح کی خاطر کھیلوں کی دنیا تک پہنچنے کی رویا کو اور بھی واضح کر دیتی ہیں۔جِل آئرلینڈ،لف بروف (Lough Brough) یونیورسٹی میں ہاکی کی کھلاڑی تھی۔کسی دور مقام پر کھیل کر واپس آتے ہوئے وہ بس میں اپنی ساتھی کھلاڑی لِنڈا ہَیو اِٹ کے ساتھ بیٹھ گئی جو کہ ایک مسیحی تھی۔لِنڈا نے جِل کو اپنے ایمان کی گواہی سنائی۔جِل نے اس سے کچھ سوالات پوچھے،اس کی دلچسپی بڑھتی گئی اور بالآخر اس نے بھی مسیح کی پیروی کا فیصلہ کر لیا۔

زمانہ طالب علمی کے بعد، وہ آکسفورڈ آئی اور آکسفورڈ ہاکی کلب میں شمولیت اختیار کر لی۔ جب کلب میں اس بات کا چرچا ہوا کہ وہ مسیح کی پیروکار ہے تو جِل نے محسوس کیا کہ جب بھی مسیحیت کا ذکر ہوتا تو ان کی کیپٹن وینڈی مسیحیت کے موضوع پر ہونے والی گفتگو میں دلچسپی لیتی ہوئی نظر آتی تھی۔

ایک دن جِل نے ہمت کر کے وینڈی کو اپنے ساتھ چرچ میں بائبل سٹڈی پر چلنے کی دعوت دی، جب وہ بائبل سٹڈی کے اختتام پر چرچ سے باہر نکل رہی تھی تو جِل نے محسوس کیا کہ وہ کچھ کہے گی۔جِل نے یہ واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا۔

”قدرے ہچکچاہٹ کے ساتھ میں نے دبے لفظوں میں اس سے شرماتے ہوئے کہا” کیا آپ میرے ساتھ بائبل سٹڈی کرنا پسند کریں گی؟۔میری توقع یہی تھی کہ وینڈی کہے گی، ”نہیں شکریہ“ یہ جانتے ہوئے بھی میں نے سوال کر ہی دیا۔میں اس کا جواب سن کر حیران رہ گئی،اس نے

جواب دیا،''ہاں میں آپ کے ساتھ بائبل سٹڈی کرنا چاہوں گی۔ میں تو اس بات کی متلاشی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جس سے مجھے مسیحیت اور مسیح کے بارے میں زیادہ جانکاری اور معلومات مل سکیں۔

وہ بائبل سٹڈی کیلئے ہر روز باقاعدگی سے آتی رہی۔ ایک دو ماہ بعد وینڈی نے مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کر لیا۔ نہ تو جل نے اور نہ ہی وینڈی نے بظاہر کوئی قابل دید کام کیا۔ وہ تو بطور مسیحی ایسے ماحول میں اپنی زندگی گزارنے میں ثابت قدم اور وفادار رہیں جہاں وہ بالکل اجنبیت محسوس نہ کرتی تھیں۔ انہوں نے مسیحی ہونے کی حیثیت سے کھڑے ہونے کا قدم اٹھا کر ایک خطرہ مول لینے کیلئے خود کو تیار کیا۔ انسانی اصطلاح میں اگر لنڈا نے لف بروف میں ہاکی کھیلنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو جل کبھی بھی خوشخبری نہ سن پاتی، اور نہ ہی وینڈی مسیح کو جان پاتی۔ لنڈا کی وفاداری کی بنا پر (جل کی بھی وفاداری) دو ہاکی کی کھلاڑی فردوس میں گئیں۔

جب کیمبرج یونائیٹڈ نے ایلن کمفرٹ کے ساتھ معاہدہ کیا جو کہ کوئینز پارک رینجر کی طرف سے لیفٹ ونگر کے طور پر کھیلتا تھا، تو اس بات کا امکان تھا کہ اب گراہم ڈینیئلز کے بارے میں جو کہ اُس وقت کیمبرج کا لیفٹ ونگر تھا کچھ لکھا جائے گا۔ ایلن، گراہم کے بارے میں غیر فطری طور پر تھوڑا سا محتاط تھا کہ وہ ایک نئے کھلاڑی کے ساتھ کیسے ردِعمل کا مظاہرہ کرے گا، اور وہ بھی اس کے ساتھ جو اس کے روزگار کیلئے خطرے کی علامت تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایلن نے کسی چیز پر غور کرنا شروع کر دیا۔ مجھے اس کی شخصیت میں کچھ مختلف اور منفرد پہلو نظر آئے جنہیں سمجھنے سے میں شروع میں قاصر تھا۔ اس کا معاہدہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کی اہلیہ پہلے بچے کو جنم دینے والی تھی۔ وہ ٹیم سے باہر تھا۔ اس کے لئے حالات ناسازگار معلوم ہوتے تھے۔ اس کے باوجود اس کی زندگی میں کوئی خاص بات تھی جسے میں پورے طور پر معلوم نہ کر سکا تھا۔ اس کی زندگی میں کوئی ایسی چیز تھی جس سے میں ناواقف اور محروم تھا۔ اس کے برعکس میرے پاس ضرورت کے مطابق سب کچھ تھا۔ فی الحقیقت میں نے ایک اچھے معاہدے پر دستخط کئے تھے اور میں ٹیم میں تھا۔ میں

سمجھتا تھا کہ میں نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تو بھی میری زندگی میں ایک خلا تھا۔ میں تو اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ مادی اشیا زندگی میں باعث مسرت ہوتی ہیں اور وہ میرے پاس موجود تھیں۔ جبکہ اس کے پاس مادی چیزیں بکثرت نہ تھیں۔ تو بھی وہ ایک خوش وخرم شخصیت کا مالک تھا۔ اس کے پاس ایسی خوشی تھی جو میرے پاس نہ تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی کو اس قدر مطمئن اور محفوظ نہ دیکھا تھا۔ وہ اپنی منزل اور زندگی کے انجام سے باخبر تھا۔ میں نے اسے فاصلے سے دیکھا۔ میں اپنے ذہن میں اس کے متعلق کشمکش کا شکار تھا اور اسکے بارے میں جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے از خود معلوم کرنا ہوگا۔ میں نے اس کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ میں نے اس کے ساتھ چرچ جانے کی جرأت کی۔ قصہ مختصر یہ کہ ایلن نے مسیح کو قبول کر لیا۔ اس کی زندگی میں اپنے ساتھی کھلاڑی گراہم ڈینیلیز کے باوقار مسیحی معیار زندگی کو دیکھ کر مسیحیت کے تعلق سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اب گراہم کھیلوں کے شعبہ میں بطور ڈائیریکٹر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

اگر ہم نے مسیح کی خاطر کھیلوں کی دنیا میں فصل کی کٹائی کرنا ہے تو پھر ہمیں خوشخبری کی سالمیت اور کھیلوں کے فروغ کے تعلق سے مخلصانہ رویہ اپنانا ہوگا۔ اور دیانتداری سے کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم اس بات کی توقع کریں کہ کھیلوں کے میدان سے منسلک لوگ خوشخبری کو سنجیدگی سے لیں تو ہمیں کھیلوں کے تعلق سے سنجیدہ رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ اس سبق میں ہم نے چند اصولوں کو وضع کیا ہے۔ ہم نے مختلف سطح پر کھیلوں کی دنیا سے چند ایک مثالیں پیش کی ہیں، اس کے لئے کوئی جادوئی فارمولہ نہیں ہے۔ اگر آپ کھیل کی دنیا سے منسلک ہیں، اپنے جان پہچان والوں کی نجات کے لئے دعا کریں اور اس بات کے لئے جانفشانی کریں کہ انہیں مسیح کے لئے جیت سکیں۔

پوری کتاب میں یہی ایک بنیادی مقصد اور نقطہ نظر آپ کے زیر غور آئے گا۔ نقط آغاز یہ ہے کہ کھیل خدا کی تخلیق ہے اور کھیلوں کی دنیا میں شامل ہونے اور دلچسپی لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب نمبر 8

کھیل اور مقامی کلیسیا

کلیسیا نے کھیل کے تعلق سے ہمیشہ ہی اچھے برے دونوں قسم کے رویے اپنائے ہیں۔جیسا کہ ہم پہلے بھی اس بات پر غور کر چکے ہیں کہ بہت سے لیگ فٹ بال کلبوں کی شروعات کلیساؤں سے ہوئی تھی،تو بھی کلیساؤں میں بیسویں صدی تک یہ بات بڑھتی رہی ہے کہ کھیل 'دنیاداری' ہے کسی حقیقی مسیحی کو اس میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔مزید یہ کہ اتوار کے دن کھیلے جانے والے کھیلوں کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ایک بار پھر ہم اس بات کی طرف آتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بھی اس بات کا بغور جائزہ لے چکے ہیں کہ کھیلوں کو اس نقطہ نظر سے منسوخ کرنا کہ یہ دنیاداری کا حصہ ہیں ایک غیر معیاری علم الٰہیات کی پیداوار ہے۔

اس کے برعکس، حالیہ کھیلوں میں بہت حد تک دیکھا گیا ہے کہ کھیل عوام الناس تک رسائی حاصل کرنے کیلئے،نوجوان طبقے تک پہنچنے،اپنے اردگرد کے لوگوں کو کلیسیا میں لانے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں یعنی کھیل باہمی تعلقات بڑھانے اور تعلقات قائم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہیں۔

جیسا کہ برائر کریسٹ کالج کے ڈین مسٹر سٹین پیٹرز نے کہا،

''ایک طویل عرصہ تک کلیسیا معاشرے کی برائیوں کے خلاف دیواریں کھڑی کرنے میں مصروف رہی ہے،بجائے اس کے کہ وہ معاشرہ میں نکلے اور ان لوگوں تک پہنچے جنھیں برائیوں سے چھڑانے کی ضرورت ہے(بحوالہ فیتھ ٹوڈے،صفحہ نمبر 27 سن،نومبر،دسمبر 1995)۔

کسی بھی کلیسیا کے چرچ سپورٹس پروگرام کا محور و مرکز کھوئے ہوؤں تک پہنچنا ہونا چاہیئے۔ بطور مسیحی ہم مسیح کے ایلچی ہیں،(2۔کرنتھیوں 20:5)۔

میل ملاپ کا پیغام ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔اور ہماری بلاہٹ ارشاد اعظم کی تکمیل ہے کہ جا کر سب قوموں کو شاگرد بنائیں (متی 19:28)،کھیل اور تفریح ایک ایسا ذریعہ ہیں جس سے

کلیسیائیں اپنے اردگرد کی دنیا میں دلچسپی اور حصہ لیتے ہوئے اسے بشارتی پیغام سنا سکتی ہیں۔ اکثر و بیشتر بشارتی خدمت کا کام ایک طے شدہ پروگرام کے تحت کیا جاتا ہے یعنی مہمان پیامبر بلا کر، بڑے بڑے کروسیڈز منعقد کر کے اور گلیوں میں منادی کر کے۔ ہم کھیلوں کے ذریعہ ایسی صورتحال اور مواقع پیدا کر سکتے ہیں جن کے وسیلہ ہم لوگوں سے خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ ایسا کرنے سے اپنے آپ کو بڑے ''مقدس لوگ'' سمجھنے کی بجائے عام مسیحی کے طور پر دکھا سکتے ہیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے برطانوی کلیسیاؤں نے چرچ نہ جانے والے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور انہیں اپنی رفاقت میں لانے کے لئے بڑی دقت اور دشواری کا سامنا کیا ہے۔ جدید دور شروع ہونے کے بعد لوگوں کی اکثریت اب ان پرانے کلیسیائی رسم ورواج سے بالکل متاثر نہیں ہوتی اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس نسل نے کوئی مسیحی تعلیم نہیں پائی ہے۔ وہ کسی مسیحی تجربہ سے بھی نہیں گزرے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلیسیا اب ایسے لوگوں تک خوشخبری کا پیغام پہنچانے کے لئے نئی حکمتِ عملی تشکیل دے۔ اور اس نئی حکمتِ عملی تشکیل دینے میں کھیل کے میدان کو مدِ نظر رکھنا انتہائی مفید طریقہ ثابت ہوگا۔

اگر ہم خداوند یسوع مسیح کی غیر ایمانداروں تک خدا کی بادشاہی کی خوشخبری لے جانے کی حکمتِ عملی کا غور سے جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ یسوع نے عبادت گاہ کی چاردیواری سے نکل کر لوگوں کے ٹھکانوں تک پہنچ کر ان سے میل ملاقات اور رفاقت رکھی۔ یسوع اس بات سے خوب واقف تھا کہ جب تک لوگوں کے ساتھ ایسے مقامات پر رابطہ نہ کیا جائے جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنا آپ ظاہر سکتے ہیں اُس وقت تک انہیں خدا کے لئے جیتنا ممکن نہیں ہوگا۔ یسوع کی اس حکمتِ عملی سے ہمیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ خوشخبری کے پھیلاؤ کے لئے کس قدر پرجوش اور پرعزم تھا۔ یسوع نے زکائی کو راہ کے کنارے چلتے ہوئے اس وقت آواز دی جب وہ درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ اسی طرح مریم مگدلینی کو اس نے اس کے ماحول میں جا کر تبدیل کیا۔

یہ سب کچھ خداوند یسوع مسیح کے لئے اچھا اور بہترین تھا۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب جبکہ ہم ایک نئی صدی میں داخل ہو چکے ہیں تو مسیح کا بدن ہوتے ہوئے ہم کس حد تک اس حکمت عملی کے تحت کام کرنے کے لئے موزوں اور مناسب کردار ادا کر رہے ہیں۔

اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ موجودہ ماحول کے مطابق ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے کیسے اپنا کردار بہتر سے بہتر طور پر ادا کر سکتے ہیں۔اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم کھیلوں کی طرف ایک مثبت رویہ اختیار کریں کیونکہ دنیا کی بیشتر آبادی کھیلوں میں دلچسپی لیتی، کھیل دیکھتی اور اس کے بارے میں پڑھنا اور سننا پسند کرتی ہے۔کلیسیا کی چاردیواری سے کھیلوں کے میدان تک نئے مراسم، اور تعلقات استوار کرنا نیا قدم ہوگا، اور پھل دار خدمت کیلئے ایک نیا آغاز اور موثر پیش قدمی بھی ضروری ہے۔

لیونرڈ براؤن ''مقامی کلیسیا میں بشارت،تفریح اور کھیل'' میں کھیلوں کی وساطت سے خدمت گزاری کے کام پر تنقید کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں اس لطف،تفریح اور خوشی کیلئے بھی کھیلوں میں حصہ لینا چاہئے جو ان سے حاصل ہوتی ہے اور استعمال کرنے ،غلط استعمال کرنے اور چابکدستی سے کھوؤں ہوؤں تک پہنچنے کے لئے موثر تعلقات قائم کرنا صرف ان مسیحی لوگوں کے لئے ممکن ہے جنہیں حقیقی طور پر کھیلوں میں دلچسپی ہو۔

کھیلوں کی دنیا کی نامور مسیحی شخصیات

یوں لگتا ہے کہ وہ واحد طریقہ جس سے بہت سی کلیسیائیں کھیلوں میں دلچسپی لینا چاہیں گی وہ کھیلوں سے منسلک نامور مسیحی شخصیات سے ملاقات کرنا ہے۔یہ بات درست ہے کہ معروف مسیحی کھلاڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے کھیلوں کے بارے میں شعور اور رویوں میں تبدیلی لانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔تاہم خدمت کی بنیاد پر ایسے لوگوں کو ایک پیامبر کے طور پر استعمال کرنے میں بہت سے مسائل کا بھی سامنا ہے:

اول: جس وقت یہ کتاب لکھی جا رہی ہے اس وقت تک نامور مسیحی کھلاڑیوں کی تعداد جو بہت بڑے ہجوم کی توجہ حاصل کر سکے آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

دوم: دوسری مشکل یہ بھی ہے کہ عین ممکن ہے کلام سنانا یا واعظ کرنا اس شخص کی خدمت ہی نہ ہو۔ یورپ میں تیز ترین رفتار کے ساتھ دوڑنے والے یا پریمیئر لیگ کلب کے سب سے زیادہ گول کرنے والا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کھلاڑی ایک بہت اچھا واعظ بھی ہوگا۔

ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ نامور کھلاڑیوں کو انکی شہرت کی وجہ سے مجبور کر کے لوگوں کے سامنے بطور واعظ کھڑا کر دیا گیا حالانکہ یہ کردار ان کی روحانی نشو ونما اور پختگی سے کہیں بڑھ کر تھا۔

تجربات نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ ایک نامور واعظ فی الحقیقت بڑی تعداد میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ اس میں دیگر کلیسیاؤں سے لوگوں کی بڑی تعداد شامل ہوگی جو خود بھی اس دنیا کے افق پر چھا جانے کی تمنا اپنے دل میں لئے ہوئے ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ ایسی عبادت کا حاصل یا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ اُس نامور کھلاڑی سے صرف آٹوگراف لینے کے لئے اس کے پاس آئیں بجائے اس کے کہ وہ اس سے پیغام کے بارے میں گفتگو کریں۔

اس سلسلہ میں ایک بہتر رویہ یہ ہوگا کہ کھیل کو زیادہ اہم سمجھا جائے بجائے نامور کھلاڑی کے۔ سپورٹس سروس یعنی کھیلوں سے منسلک لوگوں کی عبادت بآسانی کسی بھی کلیسیا کے احاطہ میں منعقد ہو سکتی ہے۔

سپورٹس سروس

کھلاڑیوں کو متحرک کرنے والی عبادات مختلف مقامات پر منعقد کی گئی ہیں۔ منتظمین، مقامی سپورٹس کلب کے اراکین کو عبادت میں مدعو کرتے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ چرچ جس قدر ممکن ہو سکے چھوٹا دکھائی دے۔ مثال کے طور پر 1999 کے رگبی ورلڈ کپ کے دوران ویلز کی ایک کلیسیا نے چرچ بلڈنگ کے سامنے عارضی طور پر رگبی پول کھڑے کئے۔ اگر چہ اس صبح لوگوں کی تبدیلی

کے تعلق سے کوئی خاص گواہی یا رپورٹیں سننے میں نہ آئیں تو بھی مقامی سپورٹس کلبوں کو یہاں آنے کی دعوت دی گئی کہ وہ یہاں آکر اپنی کلیسیا میں منعقد ہونے والے کھیلوں کی تصاویر اور خبریں نوٹس بورڈ پر لگائیں تاکہ لوگ ان کی سرگرمیوں کے متعلق جان سکیں۔

ایسی عبادت کا انعقاد جماعت میں سرگرمی اور جوش پیدا کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔معروف گیت گائے جاتے ہیں، اور لمبی لمبی دعاؤں سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ بائبل مقدس کی تلاوت بھی مقامی کلبوں کی طرف سے کسی نمائندے سے کرائی جاتی ہے۔ جہاں ممکن ہو مقامی کلیسیا کے مسیحی کھلاڑی اور دیگر متعلقہ لوگ جو مقامی برادری میں اپنی ایک پہچان رکھتے ہوں، اپنے ایمان کے تعلق سے گواہی دے سکتے ہیں۔ایسا ڈرامہ جس میں روحانی تعلیم کو مدِ نظر رکھا گیا ہو کھیل کے ماحول اور صورتحال سے بہت اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔ایسا واعظ بلایا جائے جو کھیلوں کو سمجھنے والا ہو تاکہ وہ ماحول کے مطابق کلام تیار کرے اور ضرورت کے مطابق پیغام پیش کرے۔ایسا واعظ مقامی کلیسیا کیلئے بڑی مدد کا باعث ہوتا ہے۔

چرچ سپورٹس پروگرام

دوسری عالمی جنگ کے بعد سے کلیسیائیں بڑی حد تک کھیلوں کی سرگرمیوں کو اپنے پروگراموں میں شامل کرتی رہی ہیں۔تاہم اس عمل کا مقصد محض معاشرتی تفریح اور وقتی خوشی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں تھا۔بعض کلیسیاؤں نے بڑے اعلیٰ اور خاص طرز کے بیڈمنٹن کلب کھول رکھے ہیں جو کلیسیا سے باہر کے لوگوں کو محض اس لئے خوش آمدید نہیں کہتے کہ ان کے آنے سے کلیسیا کے اراکین کو کھیلنے کے لئے زیادہ وقت نہیں مل سکے گا۔اسی طرح کلیسیاؤں نے ایک دوسرے کے مدِ مقابل فٹ بال اور کرکٹ میچ کھیلے اور بعض نے خدمت اور مخصوص صورتحال کے تحت فٹ بال لیگ تشکیل دی۔مزید یہ کہ نیشنل کرسچن یوتھ آرگنائیزیشن نے اکثر کھیلوں کو اپنے پروگرام کے حصہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔

تاہم گزشتہ چند برسوں سے، کھیلوں کے پروگرام کو ایک منظم طریقہ سے ترتیب دینے اور انہیں بشارت کا ایک موثر ذریعہ بنانا دیکھنے میں آیا ہے، نیز اسے کلیسیائی ترقی کا ایک مفید ذریعہ بھی سمجھا جانے لگا ہے۔ یعنی کھیلوں کے ذریعہ ایسی بشارت اور منادی کرنا کہ کلیسیا سے باہر کے لوگوں تک پہنچا جائے اور کھوئی ہوئی دنیا کو مسیح کی خاطر جیتا جائے۔

چرچ سپورٹس منسٹری ایک ایسی موثر خدمت ہے جو طرزِ زندگی کے ساتھ بشارت کا ایک مفید طریقہ ہے۔ یہ طریقہ بشارت دیگر بشارتی طریقوں سے صرف اس بنا پر مختلف ہے کہ اس میں لوگوں کو مسیحی حلقہ میں لانے کیلئے فرق طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ کھیل کی دنیا کلیسیائی اراکین اور باہر کے لوگوں سب کیلئے ایک مشترکہ ماحول ہے۔

کھیل اور تفریح ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں جن میں ہم اپنے مسیحی کردار اور مسیحی طرزِ زندگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ تاہم لیونرڈ براوٴن ''مقامی کلیسیا میں بشارت، تفریح اور کھیل'' میں اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ طریقہ کار نقصان کا باعث بھی ہوسکتا ہے، اگر مسیحی لوگ اپنے ساتھی کھلاڑیوں یا غیر مسیحی مخالفین کی نسبت مختلف رویہ ظاہر کرنے میں ناکام رہیں۔ کرسچن لیگ میچ میں کھلاڑیوں کے درمیان جھگڑا واضح طور پر نیشنل پریس میں بتایا گیا۔ اس میچ میں گواہی کا عنصر نہ ہونے کے برابر تھا۔

مقامی کلیسیا میں کھیل کے ذریعہ کھوئے ہووٴں تک پہنچنے کا عہد امریکہ میں مختلف کلیسیاوٴں کی بہت سی مثالوں سے واضح ہوسکتا ہے۔ دی پینسلا کونوینٹ چرچ جو کہ ریڈووڈسٹی کیلیفورنیا میں ہے، یہاں پر ایک جمنیزیم ہے جس میں آٹھ فلڈ لائیٹ ٹینس کورٹ، ایک سوئمنگ پُول، ایک باسکٹ بال کورٹ کے علاوہ چند ایک دیگر مقامی کھیلوں کے لئے سہولیات بھی میسر ہیں۔ یہ جمنیزیم کاروباری نقطہ نظر سے چلایا جارہا ہے۔ اسی طرح کیلیفورنیا کے جنوب میں سیڈل بیک کمیونٹی چرچ ہے جو مردوں اور عورتوں کے انفرادی کھیلوں کے ساتھ ساتھ پورے خاندان کے لئے بھی کھیلوں کے پروگرام منعقد کرواتا ہے۔ یہاں کھیلوں کی سرگرمیوں کے پیچھے رویا یہ ہے کہ مسیحی لوگوں کے

دوست، رشتہ دار اور دیگر، معاشرے کے لوگ یہاں آئیں اور ان تک مسیح کی خوشخبری پہنچائی جائے۔ یہاں منعقد ہونے والی ایک سرگرمی کا نام 'موٹر سائیکل فیلوشپ' ہے۔ یہ فیلوشپ چرچ کا ایک ایسا مفید حصہ ہے جو دراصل شاگردیت کی خدمت سرانجام دے رہی ہے، اس کھیل میں یہ چرچ لوگوں کے لئے 'لونگ رنز، بائبل سٹڈی اور دعا، معاشرتی سرگرمیاں اور رفاقت، خاندانی سرگرمیاں، تفریح کے مواقع اور کھانا' مہیا کرتا ہے۔ کشتی رانی کا شعبہ بھی اسی قسم کی رویا رکھتا ہے۔ یہاں بائبل سٹڈی بہت دلچسپ ہوتی ہے۔ وہ اپنے لئے یسعیاہ ۴۳ : ۱۶، ''میں خداوند تمہارا قدوس۔۔۔ ہوں۔ جس نے سمندر میں راہ اور سیلاب میں گذرگاہ بنائی''، اور زبور ۱۰۷: ۲۳، ''جو لوگ جہازوں میں بحر پر جاتے ہیں اور سمندر پر کاروبار میں لگے رہتے ہیں وہ خداوند کے کاموں کو اور اسکے عجائب کو دیکھتے ہیں۔۔۔'' کے حوالے استعمال کرتے ہیں۔

چرچ ٹیم

برطانیہ میں کلیسیائی سطح پر غالباً سب سے زیادہ کھیلا جانے والا کھیل فٹ بال ہے۔ ایسی کلیسیائیں جو باقاعدگی سے فٹ بال میچ کھیلتی ہیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ یہ کلیسیائیں متعدد اور کھیلوں میں بھی اپنی اپنی ٹیمیں چلا رہی ہیں۔ بعض جگہوں پر تو ٹیم کا وجود صرف تفریح اور خوشی تک محدود ہے۔ تاہم کلیسیا کی بڑھتی ہوئی تعداد نے فٹ بال ٹیم کو تفریح اور خوشی کے حصول کے ساتھ ساتھ خوشخبری کی منادی اور خدا کی بادشاہی کی وسعت کیلئے ایک وسیلہ کے طور پر دیکھنا شروع کر دیا ہے۔

کلیسیائی فٹ بال ٹیم کیلئے مختلف طریقہ کار موجود ہیں۔ ہر سطح پر جس سوال کا سامنا سب سے پہلے کرنا پڑتا ہے وہ یہ کہ کس کو ٹیم میں شامل کیا جائے۔ کیا کسی خاص مسیحی کو، چرچ آنے والے کو یا پھر باہر کے لوگوں سے تعلقات قائم کرنے کو۔

کلیسیاؤں کی ٹیمیں اس سلسلہ میں معاون ثابت ہوتی ہیں کہ عام کمزور اراکین دوسرے

کھلاڑیوں کے بارے جانکاری حاصل کریں اور نوجوان نسل سے رابطہ رکھیں۔

ایک مسیحی ٹیم میں باہر کے لوگوں کو شامل کرنے سے مسائل تو جنم لیتے ہیں۔مثال کے طور پر ایک مسیحی ٹیم نے ایک میچ میں ایک دوست کے دوست کو ٹیم میں شامل کیا۔اس مہمان کھلاڑی نے پہلے ہاف میں اپنے حریف کو ایک مکا رسید کیا، اپنے ساتھی کھلاڑیوں کے ساتھ قسم کھانے میں شامل ہوا اور ریفری کے ساتھ بحث وتکرار کی۔ٹیم نے ریفری کے باہر نکالنے سے پہلے اسے گراؤنڈ سے باہر چلے جانے کے لئے کہا۔مسیحی ٹیم کے لئے یہ کوئی اچھی گواہی نہ تھی۔

گیری پائپر جو کہ سینٹ میتھیو فلہم کے پاسبان ہیں اپنی چرچ کی ٹیم کے متعلق بیان کرتے ہیں ''ہم نے دوسرے لوگوں سے تعلقات قائم کرنے اور لوگوں سے میل ملاقات بڑھانے کیلئے ٹیم تشکیل دی ہے۔اس ٹیم کا مقصد بشارتی خدمت سرانجام دینا ہے۔ہم لیگ کو بھی مسیح کیلئے جیتنا چاہتے ہیں۔'' مسٹر گیری اپنی ٹیم کیلئے ایک واضح رویا رکھتے ہیں۔کئی دفعہ وہ کھیل کے میدان میں بھی اترے تاکہ وہ اپنے ساتھی کھلاڑیوں کیلئے مثالی کردار کا نمونہ بن سکیں۔گیری کے نزدیک فٹ بال ٹیم چرچ کے بشارتی پروگرام کیلئے ایک لازمی حصہ ہے۔کبھی کبھی گیری مایوس اور پریشان ہو جاتے ہیں جب لوگ اس فٹ بال ٹیم کو وقت کا ضیاع یا پاسٹر صاحب کی تفریح کا محض ایک وسیلہ سمجھتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔

ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا ٹیم مسیحی لیگ کے میچ کھیلے یا مسیحی حلقہ سے باہر کے لیگ میچ بھی کھیلے۔مسیحی افراد پر مشتمل ٹیمیں جو دوسری کلیسیاؤں کی لیگ کی مسیحی ٹیم سے میچ کھیلتی ہیں وہ بشارت کا موقع کھو دیتی ہیں۔چرچ ٹیم کا دوسری چرچ ٹیم کے ساتھ کھیلنا ایک اچھا آغاز تو ہوسکتا ہے لیکن مسیحی ٹیم کو اپنا دائرہ وسیع کرنا ہے اور ان لوگوں میں مسیح کی گواہی دینا ہے جو دنیادار ٹیمیں ہیں۔ ہماری اصل پہچان اور گواہی تب ہی ہوسکتی ہے جب ہم ان ٹیموں کے ساتھ کھیلیں جو غیر مسیحی کھلاڑیوں پر مشتمل ہوں۔

غیر مسیحی لوگوں کیلئے کھیلوں کی انجمن میں بشارت کا کام مختلف طریقوں سے ہوسکتا ہے۔

کھیل کے میدان میں کھلاڑیوں کا رویہ اس سلسلہ میں پہلا قدم ہوسکتا ہے۔ کرسچن ٹیم کیلئے ضروری ہے کہ وہ کھیل کے شوق اور جذبہ کے مختلف درجات اور مقامات میں اپنے آپ کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ درست طور پر کھیلے۔ اختلاف اور جھگڑے سے اجتناب کرے۔ بعض ٹیمیں فٹ بال میچ کے آغاز سے قبل دعا کرنے کو نقطہ آغاز بناتی ہیں۔ بعض ٹیموں نے ایک چھوٹا سا مسیحی کتابچہ تیار کیا ہوتا ہے جو کہ مدِ مقابل ٹیم کے ہر کھلاڑی کو دیا جاتا ہے۔ اس کتابچہ میں ٹیم کے مقصد کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ کسی ممتاز مسیحی فٹ بالر کی تصویر اور انجیل (خوشخبری) کا چھوٹا سا پیغام بھی شامل ہوتا ہے۔

کھیل کے پروگرام کے اختتام پر کسی بھی کلب یا لیگ کے لئے شام کے کھانے کا اہتمام ایک اچھا موقع ہوسکتا ہے جہاں خوشخبری کی منادی ہوسکتی ہے۔

صحت مند رہیں

ہمارے جدید معاشرے میں ہم اپنی صحت اور تندرستی کے بارے میں بڑے فکر مند ہو گئے ہیں۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جہاں بہت سی کلیسیاؤں نے باہر کے لوگوں سے تعلقات قائم کرنے اور عوام الناس کو مفید معلومات فراہم کرنے کا ایک طریقہ تلاش کر لیا ہے۔ صحت مند اور تندرست رہنے والے لوگوں کی نسبت ایک بڑی اکثریت ایسے عام لوگوں پر مشتمل ہے جو کہ اچھی صحت قائم رکھنے اور اسے فروغ دینے کیلئے ایک اچھے معیار کے حصول کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

تندرست و توانا رہنے کیلئے رہنمائی مہیا کرنے والی کلاسز کا انتظام کرنے کے بڑے فائدے ہیں۔ لیکن ضرور ہے کہ ایسی کلاسز کا آغاز اور انعقاد بڑے منظّم طریقوں سے کسی مناسب جگہ پر کیا جائے جو کشادہ اور وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ ورزشی ساز و سامان سے بھی لیس ہوں۔ اور اگر ضروری ہو تو وہاں پر بچوں کی مناسب دیکھ بھال کا بھی بندوبست موجود ہو۔ ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا تجربہ کار اور تعلیم یافتہ شخص مل جائے جو اس کا نظم و نسق چلانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس

کیلئے مناسب اہلیت اور قابلیت کی تفصیلات سپورٹس کونسل، رائل سوسائٹی آف آرٹس یا کیپ فٹ ایسوسی ایشن Keep Fit Association سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اگر ہم نے اس پروگرام کو چرچ سے باہر کھوئے ہوئے لوگوں کے لئے استعمال کرنا ہے تو پھر چرچ یا چرچ میں موجود کسی گروہ کو "تندرست رہیئے" پروگرام میں دلچسپی لیتے ہوئے یہ ذمہ داری سنبھالنا ہوگی۔ لوگ چرچ میں تندرست رہنے کیلئے آسکتے ہیں۔ اس سے روحانی اور جذباتی مسائل سرنہیں اٹھائیں گے۔ اس لئے ضرور ہے کہ چرچ کے لوگ چرچ میں آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سنتے ہوئے ان کو مشورے دیں۔ اور اگر ہو سکے تو ان کے ساتھ اس میں شامل ہوں۔

تندرست اور توانا رہیئے پروگرام میں درج ذیل چیزیں شامل ہوسکتی ہیں۔

☆ وارم اپ۔ ورزش سے پہلے بدن کو گرمانا۔

☆ زیادہ توانائی سے جسم کو حرکت دینا۔

☆ ورزش کے بعد جسم کو آرام دینا۔

☆ کچھ وقفہ ڈالنا (اس دوران بائبل مقدس کو مختصر وقت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے)۔

☆ کھانے پینے کا اہتمام۔

☆ رخصتی۔

کوچنگ

لوگوں کی کھیل میں تربیت کرنا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ایک وسیلہ ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر بہت سی کلیسیائیں موسم سرما میں چرچ ہال میں گولف اسباق کا انعقاد کرتی ہیں۔ اس کے لئے آپ کو چند قالین یا دریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک نیٹ، چند ایک پلاسٹک کے گولف گیند جو کہ مشق کرنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیجئے آپکا چرچ آپ کی ضرورت کے مطابق آپ کی خدمت کے لئے موزوں جگہ میں تبدیل ہوگیا ہے۔

جبکہ بعض کلیسیا ئیں بعض ماہر افراد کی خدمات حاصل کرتی ہیں ۔ایسی ہی سرگرمیوں کیلئے آپ کو ایک پیشہ ور ماہرِ گولف کی ضرورت ہوگی جو کہ شفیق اور ہمدردرویہ رکھنے والا ہو اور تعلیم دے سکے ۔

بیڈمنٹن ،ٹینس ،سکوائش یا کسی بھی کھیل میں ایسے کام نہیں دیے جا سکتے جو آپ کی کلیسیا میں مقبول ہوں۔

گولف ڈے

چرچ میں گولف ڈیز(Golf days) کا انعقاد گولف کھیلنے والے کھلاڑیوں تک کلام کی خوشخبری پہنچانے ایک قابلِ قبول اور موثر ذریعہ ثابت ہوا ہے۔گولف ڈے کا مقصد غیر مسیحی مردوں اور عورتوں کو مسیحی رفاقت میں لانے اور خوشخبری کے لئے تیار کرنا ہے۔ چرچ اراکین اپنے غیر مسیحی دوستوں کو مدعو کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ گالف کا ایک راؤنڈ کھیلیں اور کلب ہاؤس میں ان کے ساتھ شام کا کھانا بھی کھائیں ۔ یوں کھانے کے بعد، جب سلسلہء گفتگو شروع ہوتا ہے تو خوشخبری کو وضاحت سے سنایا جاتا ہے۔

گالف کے کھلاڑی مختلف کورسز پر کھیلنا پسند کرتے ہیں ۔کھیل کے بعد شام کے کھانے سے لطف اندوز ہونا ان کا معمول بن چکا ہے۔اس لئے انہیں یہ دعوت ، ماحول بڑا سازگار اور موزوں ،آرام دہ اور بڑا دلپسند محسوس ہوتا ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ ساتھی کھلاڑی اس مقابلہ کی مالی معاونت کرنے والی کمپنی کے متعلق بات چیت کرنے کی بجائے خداوند یسوع مسیح کے متعلق بات چیت کرتا ہے۔

کھیلوں کے بڑے مقابلے

جیسا کہ باب نمبر 9 میں بیان کیا گیا ہے کہ کھیلوں کے اہم اور بڑے مقابلوں نے لوگوں تک پہنچنے کیلئے کلیساؤں کے لئے اعلیٰ مواقع مہیا کر دئے ہیں ۔بعض مقامات پر کسی ایک بڑے

مقابلہ نے بھی چرچ سپورٹس پروگرام کی ترقی اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

چرچ سپورٹس سینٹر

ایک خاص ترقی جو خوشی اور جوش کا باعث ہے وہ ہے چرچ بلڈنگ اور اپنے سپورٹس سینٹر چلانا۔ایسے ہی کسی ایک سنٹر نارفوک ڈس میں 1997 میں کھولا گیا۔ جان بسل جو کہ ایک سابقہ استاد ہے اسے تفریح اور کھیلوں کے پروگرام کے ڈائریکٹر کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ سینٹر چونکہ یہاں کا واحد سپورٹس سینٹر ہے، اس لئے کلیسیا کے پاس یہاں بشارت کا بڑا شاندار موقع ہے۔

جان بسل کلیسیا کی رویا کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے:

ہمارا مقصد عام لوگوں تک خداوند یسوع مسیح کا پیغام لیکر پہنچنا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں انہیں ایک تفریح مہیا کرنی ہے۔ہم یہاں پر آدمیوں کے لئے ہوابازی، بیڈمنٹن، فٹ بال اور دیگر کھیلوں کی سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ یہاں ہر ہفتہ 200 سے زیادہ ایسے لوگ آتے ہیں جو چرچ کے ممبر نہیں، اس سینٹر کے ذریعے بہت سے لوگوں سے تعلقات استوار ہوئے ہیں۔

چیسنگٹن سرے میں کنگ سنٹر میں 2.4 ملین پاؤنڈ کی لاگت سے ایک سینٹر قائم کیا گیا ہے جہاں پر اتوار کے دن بشارتی عبادات کا انتظام کیا جاتا ہے اور ہفتہ کے باقی ماندہ دنوں میں یہاں کھیل منعقد کئے جاتے ہیں۔مقصد صرف یہ ہے کہ یہاں کے مقامی لوگوں کی خدمت کی جائے اور انہیں یہ بتایا جائے کہ چرچ اور مسیحی پیغام کا ان کی زندگیوں کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔

نتیجہ

بہت سی مقامی کلیسیاؤں نے اس بات کو محسوس کرلیا ہے کہ کھیلوں کی سرگرمیوں کو چلانا نہ صرف تعلقات قائم کرنے اور مراسم بڑھانے کا ایک مفید طریقہ ہے بلکہ اس کے وسیلہ سے لوگوں کی خدمت گزاری کا بھی بڑا اچھا موقع مل جاتا ہے۔اب چرچ اراکین کے لئے موقع ہے کہ وہ

اپنے عزیزوں، دوستوں اور جاننے والوں کو چرچ میں جاری سرگرمیوں میں شرکت کی دعوت دیں۔اس سے ان کے مسیحی لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم ہونگے اور وہ جانیں گے کہ مسیحی لوگ بھی ان ہی جیسے عام لوگ ہیں اور انہیں بھی کھیلوں اور تفریح سے بڑی دلچسپی ہے۔

چرچ کی سطح پر کھیلوں کے مقابلے ایک ایسا زبردست اور شاندار ذریعہ اور موقع ہے جس میں ایک چرچ ممبر اپنے غیر مسیحی دوست کو دوستانہ ماحول میں کلیسیا میں متعارف کرواسکتا ہے۔اس طرح وہ براہِ راست منادی کے بغیر ہی مسیح کی محبت کے بارے اکٹھے مل کر سیکھیں گے۔

باب نمبر 9

کھیلوں کے بڑے مقابلے

گزشتہ چند برسوں سے ایک اہم پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ کھیلوں کے اہم مقابلوں کو بشارتی موقعوں کے طور پر پہچانا گیا ہے۔ دس یا بیس سال پہلے، فٹ بال ورلڈ کپ یا اولمپک کھیل ہی بڑے اہم واقعات سمجھے جاتے تھے جو ہر چار سال بعد منعقد ہوتے ہیں۔ اولمپک کھیل کی ابتداء اور آغاز یونان شہر سے ہوا تھا۔ یہ ان سب کیلئے ایک یاد دہانی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اہم کھیلوں کے مقابلے تو دورِ حاضرہ کا ایک عجیب وغریب واقعہ ہے۔ ڈایوکرس سوسٹوم جسکا کہ ایچ ہیرس نے ''کھیل اور کھلاڑی'' میں حوالہ دیا ہے بعد از مسیح استھمیان گیمز کو یوں بیان کرتا ہے:

پسیدان کے مندر کے ارد گرد بہت سے ملعونوں کو آپ غلط دلائل دیتے دیکھ اور سن سکتے تھے، جو کہ ایک دوسرے پر چیخ چلا رہے ہوتے تھے، اور ان کے نام نہاد شاگرد ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ بہت سے مصنفین نے ان کے کاموں کو قلمبند کیا ہے۔ جنہیں کوئی سنتا بھی نہیں۔ بہت سے شاعروں نے ان کو اپنی نظموں میں بیان کیا ہے جبکہ دیگر لوگ ان کے تعلق سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔ بہت سے شعبدہ باز اپنے کرتب دکھاتے تھے۔ بہت سے جوتشی (قسمت کا حال بتانے والے) خوابوں اور ہاتھوں کی ریکھاؤں کی تعبیر کرتے تھے جبکہ ہزاروں وکیل مقدمات کی پیروی میں مصروف ہوتے تھے۔

دراصل اس بیان کے کچھ حصوں کو موجودہ حالات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ مجموعی طور پر یہ بیان ایک ایسی تصویر کشی کرتا ہے جس کو ہر وہ شخص پہچان سکتا ہے جس نے کسی بھی بڑے کھیل کے مقابلہ میں حصہ لینے کا تجربہ کیا ہے۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا پولس رسول نے اپنے دور میں کسی اہم کھیلوں کے مقابلہ کو دیکھا تھا، یا کسی اہم کھیل کے مقابلوں کے موقع پر اس نے بشارت کے کام کا آغاز کیا تھا۔ کیونکہ بائبل

مقدس میں ان دونوں سوالات کے جواب کے تعلق سے کوئی وضاحت نہیں ملتی۔ کسی قسم کی قیاس آرائی سے کام لینا بھی بے مقصد اور بے معنی ہوگا۔ تاہم تھوڑے سے شک وشبہ کی گنجائش موجود ہے کہ مقابلہ کرنے والی ٹیموں اور تماشائیوں کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی کی سچائی پر بات کرتے ہوئے پولس کو یقیناً ایک پُر جوش تجربہ ہوا ہوگا۔

منظر کو بدلنے کے لئے حال ہی میں دو باتیں عمل میں لائی گئی ہیں۔ اولمپک کھیلوں اور ورلڈ کپ فٹ بال مقابلوں کے ساتھ دیگر بڑے کھیل بھی عالمی مقابلوں میں شامل کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی سطح پر کھیلوں کے اہم مقابلوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر کرکٹ، یورپین فٹ بال چیمپئن شپ سمیت امریکہ، تمام افریقی اور ایشیائی ممالک کے کھیلوں کے اہم مقابلے بھی توجہ کا مرکز بنے ہیں۔ یہ فہرست کم از کم تیس اہم مقابلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔

ہم یہاں صرف اہم کھیلوں کے مقابلوں کا ذکر کر رہے ہیں، اہم سالانہ کھیلوں کے مقابلوں کی بات نہیں کر رہے۔ مثال کے طور پر دی برٹش گرینڈ پرکس، دی اوپن گولف، دی ایف اے فائنل کپ، دی لندن میراتھن، دی گرینڈ نیشنل، یہ سب کھیل نہ صرف اپنے متعلقہ علاقوں میں ٹھوس اور دیرپا نتائج اور اثرات چھوڑتے ہیں بلکہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ملک بھر میں اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

جس طرح اہم کھیلوں کے مقابلوں کے دنیا پر اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ اب مسیحی کلیسیا نے بھی ان مقابلوں کے موقعوں سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت اور اس کے فوائد کو بھانپ لیا ہے۔

کھیلوں کے اہم مقابلے اور خاص موقعوں پر کھیلوں کا انعقاد کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ مقابلہ بازی کرنے کیلئے ایک لاثانی موقع فراہم کرتے ہیں۔ ایسے میں کلیسیا کو بھی ایک منفرد موقع میسر آجاتا ہے کہ وہ ہر جگہ سے مسیح کی خاطر لوگوں کو جیت سکے۔

کرسچن منسٹری کا آغاز 1968 میں ایک درمیانہ درجہ پر موسمِ سرما کے اولمپک مقابلے سے گرینوبل میں ہوا۔ سب سے پہلے 1972 میں غیر سرکاری پادریوں نے میونخ (جرمنی) میں کام

کیا۔انہوں نے اس وقت خود کو مشکلات میں گھرے ہوئے پایا جب دہشت گردوں نے کھیلوں میں حصہ لینے والے چند کھلاڑیوں کو یرغمال بنا کر بعض کو قتل کر ڈالا۔تاہم جس بڑی خدمت کو ہم آج موثر طور پر پہچانتے ہیں اس کا آغاز 1988 میں موسم گرما میں کوریا کے شہر سئیول میں منعقد ہونے والے اولمپک کھیلوں کے مقابلے اور کینیڈا کے شہر کال گیری میں منعقد ہونے والے موسمِ سرما کے اولمپکس کھیلوں کے موقع پر ہوا تھا۔اب وہاں پر سرکاری سطح پر پاسبان مقرر رہے اور خاص قسم کا لٹریچر بھی ایسے موقعوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

آنے والے بارہ برسوں کے دوران بڑے مقابلوں کے موقع پر حکمتِ عملی تیار کی گئی۔ ابتدائی توجہ،مقابلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں اور تماشائیوں پر تھی جو کھیل براہِ راست دیکھنے کیلئے آتے تھے۔بعد میں یہ رویا حوصلہ افزائی کرنے والی کلیسیاؤں تک پھیل گئی اور ان کی حوصلہ افزائی کی جانے لگی کہ وہ اہم مقابلوں کو اپنے شہر میں خوشخبری کا پیغام پھیلانے کے لئے اور لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور تعلقات بڑھانے کے لئے استعمال کریں۔پھر جوں جوں ٹیلی ویژن کا انقلاب بڑھتا چلا گیا، یہ بات روشن ہوتی گئی کہ ورلڈ کپ اور اولمپک کھیلوں کے میزبان مما لک میں لوگوں کو منادی کیلئے اپنا ہدف بنانے کے طریقہ کار کو استعمال کیا جائے۔

ایک نکتہ جسے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ جب اہم کھیلوں کے مقابلے کسی خاص شہر میں منعقد ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ ٹکٹ حاصل نہیں کر پاتے۔پس وہ ٹی وی پر ہی میچ دیکھ لیتے ہیں۔جب نیشنل بائبل سوسائٹی نے 1988 میں سئیول اولمپک کھیلوں کے پروگرام کیلئے ایک یادگار طرز کا ایک بشارتی کتابچہ تیار کیا تو یہ ایک تجربہ تھا۔اس سے سپورٹس منسٹری کی تاریخ میں ایک بڑی اہم ترقی رونما ہوئی کہ اب اہم واقعات کے موقع پر شائع ہونے والا لٹریچر خدمت کرنے والی منسٹر ی کی نگاہوں کا مرکز بن چکا ہے۔

غیر دلچسپ مذہبی اور عام سے مسیحی ٹریکٹ کے برعکس یہ کتابچے اعلیٰ کوالٹی کے، رنگین اور بڑے پرکشش ہوتے ہیں۔ان میں ایسے غیر مسیحی لوگوں کو خوشخبری سنانے کیلئے ہدف بنایا جاتا ہے

جو کھیل اور کھلاڑیوں کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔ ان کتابچوں میں آدھا مواد کھیلوں کی دنیا سے متعلق ہی ہوتا ہے۔ آغاز کھیل اور کھلاڑی سے کیا جاتا ہے، اور رفتہ رفتہ آگے بڑھتے ہوئے خوشخبری کا پیغام پیش کیا جاتا ہے، اور وہ بھی کھیلوں کی زبان اور اصطلاح میں۔

ان کتابچوں کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ ان میں اس قسم کی معلومات کو بھی شامل کیا جاتا ہے جن سے کسی کھیل یا کھلاڑی سے خصوصی رغبت رکھنے والا شخص بڑا متجسّس ہوتا ہے۔ میچز کا شیڈیول، فٹ بال میچ شروع ہونے کا وقت، ساتھ ہی تھوڑی سی جگہ بھی چھوڑ دی جاتی ہے تا کہ وہاں پر میچز کے نتائج کا اندراج بھی ہو سکے۔ یہ ساری خصوصیات کتابچہ لینے والے شخص کو اس بات کیلئے تیار کرتی ہیں کہ وہ کتابچہ کو ان کھیلوں کے تمام میچز کے دوران اور اس کے بعد بھی بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھ سکے۔

2000 اولمپک کھیلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کے لئے اہم مسیحی پبلشرز نے بیس مختلف طریقہ کار وضع کئے۔ ان میں لٹریچر، ویڈیو، سی ڈی، ویب سائٹ، سپورٹس گاسپل اور نیا عہد نامہ کی کتب شامل تھیں۔ اس کے ساتھ ہی کھیل کے میدان سے منسلک لوگوں کی ایمان افروز گواہی بھی اس میں شامل کی گئی۔ ابتدائی سطح پر تو یہ مواد میزبان ملک کیلئے تیار کیا گیا تھا لیکن ان میں سے بہت سی چیزوں کا ترجمہ آئندہ آنے والے سالوں میں کیا جائے گا تا کہ عالمگیر سطح پر انہیں تقسیم کیا جا سکے۔

اس بات کو جاننے کیلئے کہ اس منسٹری نے کس طرح ترقی کی ہے، آئیں ہر ایک خدمت کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں۔

کھیلوں میں شریک کھلاڑی

کھیلوں کے اہم اور قابل غور مقابلوں نے مسیحی لٹریچر اور دیگر مواد کیلئے بڑے خوبصورت مواقع مہیا کر دئے ہیں۔ طے شدہ پروگرام کے تحت یہ لٹریچر مقابلوں میں حصہ لینے والے ایسے

ممالک سے تعلق رکھنے والے کھلاڑیوں کے ہاتھوں میں دیا جائے گا جہاں مسیحی وسائل و ذرائع کو بروئے کار لانا قدرے مشکل ہے۔اس بات کا اندازا لگانا بھی خاصا مشکل ہے کہ اب تک اہم مقابلوں میں کتنے اولمپک کھلاڑی جیزس فلم یا سپورٹس نیا عہد نامہ حاصل کر چکے ہیں۔1986 میں کرس اکابوسی نے ایڈن برگ میں منعقد ہونے والی کامن ویلتھ گیمز میں انگلینڈ کی جانب سے مقابلوں میں حصہ لیا۔اس کی زندگی میں سوالات تو تھے لیکن حقیقت میں وہ دیانتداری سے خدا کی تلاش میں نہ تھا۔جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے خوش آمدید والے پیکٹ میں نئے عہد نامہ کی ایک جلد دیکھی جو کہ جدید انگریزی زبان میں لکھی گئی تھی۔اسے نیشنل بائبل سوسائٹی سکاٹ لینڈ نے تیار کیا تھا۔یہ جلد مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام کھلاڑیوں کو مہیا کی گئی تھی۔اب کوئی بھی کھلاڑی آپ کو بتائے گا کہ کھیلوں کے اہم موقعوں پر بڑی اکتاہٹ کے لمحے بھی آتے ہیں۔آپ کو ساری توجہ میچز اور ہر روز کی ورزش اور تربیت پر مرکوز کرنا ہوتی ہے جبکہ باقی وقت محض آرام کرنے اور توانائی حاصل کرنے میں صرف ہوتا ہے،اور شاید ہی کوئی اور کام کیا جاتا ہو۔کرس نے نیا عہد نامہ اٹھایا اور کامن ویلتھ گیمز کے دوران اسے مکمل طور پر پڑھ لیا۔پڑھنے کے بعد اسکا پہلا ردِعمل یہ تھا:

''یہ گڈ نیوز بائبل تھی اور میرے لئے خوشخبری کیونکہ میں اسے سمجھ سکتا تھا۔وہ بائبل مقدس جو میں نے اس سے پہلے دیکھی تھی اور پرانے دور کی انگریزی زبان کے الفاظ پر مشتمل تھی۔جنہیں سمجھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔میں نے اس بائبل مقدس کو پڑھا اور یسوع نامی ایک شخص سے ملا۔میں یسوع کے نام سے واقف تھا۔میں سکول،کھیل کے میدان اور فوج میں یسوع کے بارے سنا کرتا تھا۔لیکن میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا کہ آیا یہ یسوع ایک حقیقی شخص تھا،جو زمین پر رہتا تھا۔میں خداوند یسوع مسیح کے ان دعوؤں پر غور کرنے پر مجبور ہو گیا جو اس نے کئے تھے،مثال کے طور پر''میں اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں''(یوحنا10:10)، ''راہ اور حق اور زندگی میں ہوں اور کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا''(یوحنا 16:4)۔

کرس، یسوع سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ایڈن برگ کو چھوڑا اور یہ عزم کیا کہ وہ یسوع کے بارے میں مزید جانکاری حاصل کریگا۔ آنے والے چند مہینوں میں اس نے خداوند یسوع مسیح کے بارے میں مزید جاننے کیلئے دوبارہ مطالعہ کیا کہ آیا یسوع حقیقی معنوں میں ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ دعوے کرتا ہے۔ چند مہینوں بعد کرس نے اپنی زندگی مسیح کے سپرد کر دی۔ ماضی میں دیکھتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ اس کی روحانی تحقیق میں اہم قدم اس کے کمرے میں نئے عہد نامہ کا ملنا تھا۔

شیفلڈ میں 1991 کے ورلڈ سٹوڈنٹ گیمز کے لئے مقرر پادری صاحبان کو ایک چینی طالب علم کی طرف سے بڑا حیران کن تجربہ ہوا۔ وہ رات کے وقت کافی دیر سے پادری صاحب کے پاس آیا اور اپنی لڑکھڑاتی ہوئی انگریزی میں بڑی سادگی سے کہنے لگا، میں مسیحی ہونا چاہتا ہوں، کیا آپ کے پاس درخواست فارم موجود ہے؟ ایک پاسبان نے بڑی خوشی سے اسے مسیحی ہونے کے بارے میں بتایا۔

تماشائی

1996 میں جب اٹلانٹا میں اولمپک کھیلوں کا انعقاد ہوا تو مقامی مسیحی لوگوں نے اسے اپنے شہر میں آنے والے لوگوں کو خوشخبری سنانے کا ایک بڑا اچھا موقع سمجھا۔ کوئیسٹ 96 نے ایک پرچہ نکالا جسکا نام یہ رکھا گیا، 'جب دنیا اٹلانٹا پر نظر کرے گی تو کیا وہ ہماری مقامی آبادی میں مسیح کو دیکھے گی؟' یہ تو تھا سرِ ورق جبکہ اندر کے صفحات پر سارے مفہوم اور مرکزی خیال کو بڑے واضح طور پر بیان کیا گیا تھا:

کیا وہ اٹلانٹا کے زیرِ زمین پتھریلے پہاڑوں کو دیکھیں گے، یا ہماری خوبصورت بلند و بالا فلک بوس عمارتوں کو یا وہ بہادر سورماؤں پر نگاہ کریں گے؟ کیا وہ اپنی توجہ کا مرکز جرائم کو، نسلی امتیازات اور سیاسی اختلافات کو بنائیں گے؟ یا وہ مسیح کے پیروکاروں کو باہم ملکر کام کرتے اور اپنے

مقامی لوگوں کو مضبوط بناتے ہوئے، اور ضرورت مند نسل کی طرف ترس اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھیں گے؟

کھوئے ہوؤں تک پہنچنے کے لئے بڑے بڑے ابتدائی اقدامات مثلاً لوگوں کو ان کے پاس جا کر ٹھنڈا پانی فراہم کرنا، موسیقی کے پروگرام سٹیج اور ریڈیو پر چلانا اور کھلاڑیوں کے خاندانوں کی میزبانی کرنا، یہ سب کچھ کھیلوں کے دوران شہر میں مسیحی لوگوں کی موجودگی کا لازمی حصہ تھا۔

اس کے علاوہ کھلاڑیوں کیلئے خصوصی گواہیوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا اگرچہ یہ سب کچھ بہت چھوٹی سطح پر کیا گیا تھا۔ اٹلانٹا کے مسیحی لوگوں نے بدل و جان خدمت کرنے کیلئے واقعی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پانچ مختلف مقامات پر آنے والے تماشائیوں کیلئے مہمان خانے قائم کئے۔ جنوبی بپٹسٹ چرچ نے آفیشل وزیٹر سینٹر بنا رکھے تھے، اور آنے والے تماشائیوں کو پیکٹ دیئے جاتے تھے جن میں مونگ پھلی، ایک نقشہ اور کچھ مسیحی لٹریچر موجود ہوتا تھا۔ اٹلانٹا نیشنل منسٹری نے گواہی کے طور پر ہوٹلوں میں بچوں کی دیکھ بھال کی خدمات بھی مہیا کیں۔ ایک حوصلہ افزاء منصوبہ جسے اٹلانٹا میزبان کا نام دیا گیا، تیار کیا گیا جس کے تحت آنے والے تماشائیوں، خاندانوں، دوستوں اور مقابلوں میں حصہ لینے والوں کے لئے تین ہزار بستر اور مسیحی گھروں میں ناشتہ کرنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔

ان سب کو ان کے ساز و سامان میں بائبل مقدس بھی دی گئی۔ اولمپک کھیلوں میں شریک ہونے والے کھلاڑیوں کے ساتھ ملکر بشارتی ریلیز کا بندوبست کیا گیا۔ ہر مرتبہ انہوں نے اپنی گواہی سنائی۔ یوتھ ود آ مشن (Youth with a mission) کے پانچ ہزار لڑکے اس منصوبہ کے تحت کام کر رہے تھے، جن میں ایک ہزار لڑکے بطور سکیورٹی گارڈ رضا کارانہ طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ یوتھ ود آ مشن کے لوگوں نے مقامی کلیسیاؤں کے ساتھ ملکر دوا خانے چلائے اور کھیلوں کی تربیت کے فرائض سرانجام دیے۔

سالویشن آرمی نے ایک مہم کا آغاز کیا، جس میں کلیسیاؤں کو شامل کیا گیا۔ گلیوں میں، سڑکوں

پراور بازاروں میں گزرنے والوں کے لئے ٹھنڈے پانی کے ساٹھ لاکھ گلاس مہیا کئے گئے۔اس کامیاب ترین مہم کا نقطہ آغاز درحقیقت یہ تھا کہ ٹھنڈا پانی تو اکثر سیاحت کے مقام پر مہیا کیا جاتا ہے۔ٹھنڈا پانی مہیا کرنے سے مقامی مسیحی ناصرف کلامِ مقدس کے عین مطابق کام کررہے تھے، ''خداوند کے نام سے ٹھنڈا پانی''(متی 24:10)اور مسیحی محبت کا مظاہرہ کررہے تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ موقع پیدا کررہے تھے جن میں وہ ایمان کے بارے میں کچھ بیان کرسکیں۔ اس سے کچھ کلیسیاؤں کو تحریک ملی کہ وہ ایسے گلاسوں میں پانی پیش کریں جن پر یوحنا16:3 کی خوبصورت آیت لکھی ہوئی تھی۔

اس موقع پر دو اہم چیزیں جو تیار کی گئیں وہ ایک تو انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی کا تیارکردہ یادگار کتابچہ تھا، اور دوسرا ایک اور اور کتابچہ تھا جو کہ سدرن بپٹسٹ چرچ کیلئے ڈائم پبلشنگ نے تیار کیا تھا، اس کا عنوان تھا'سونے سے بڑھ کر'، یہ کتابچہ کھیلوں کے لئے رہنما اصولوں پر مشتمل تھا۔اس کی 50 لاکھ کاپیاں چھ مختلف زبانوں میں تقسیم کی گئیں۔

کھیلوں نے بہت سے یادگار بیجز تیار کئے۔ایک نئی اختراع پر مبنی بشارتی سوچ اور خیال کا حامل بیج تیار کیا گیا جس پر لکھا تھا،''سونے سے زیادہ بیش قیمت''اس کے لئے 1۔پطرس7:1 کو بنیاد بنایا گیا۔اس طرح کے تقریباً 11 ملین بیج تقسیم کئے گئے۔ بہت سے کھیلوں کے دوران بالخصوص مقامی کلیسیاؤں نے اس انداز سے بیج تقسیم کئے، کیا میں آپ کو ایک بیج پیش کرسکتا ہوں؟ میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ اس کا کیا معنی ومفہوم ہے؟

ان اولمپک کھیلوں کے دوران آپ کے ملک کے لئے گولڈ میڈل سے بڑھ کر اور کون سی چیز ہوسکتی ہے؟ اٹلانٹا کے مسیحیوں نے جس قدر ممکن تھا اپنے مہمانوں کو اس سوال کا جواب پیش کیا۔

کھیلوں سے پہلے اٹلانٹا کے مسیحیوں کی دعا تھی کہ کھیلوں میں آنے والے مہمان مقامی مسیحیوں کے کردار وعمل اور ان کی باتوں کے وسیلہ یسوع سے ملاقات کریں۔اس سلسلہ میں انہوں نے سخت محنت کی تا کہ انہیں مقامی مسیحیوں کی گفتگو کی یقین دہانی کراسکیں کہ ان کی دعائیں کثرت

سے سنی گئی ہیں۔

میز بان ملک

جب 1996ء جون میں انگلینڈ میں یورپئین فٹ بال چیمپئن شپ کا انعقاد کیا گیا تو قوم کا رویہ بڑا خوش گوار تھا۔ 1996 سے لے کر اب تک انگلستان میں یہ پہلا اہم ترین موقع تھا۔ انگلستان کیلئے مقابلے کا ایوارڈ بھی ایک طرح سے اس بات کی پہچان تھا کہ فٹ بال سے منسلک اربابِ اختیار نے اپنے گھروں کو غنڈہ گردی کے پیش نظر بڑا منظّم کر رکھا تھا جو کہ انگلستان میں فٹ بال کی شہرت پر دھبہ لگاتی ہے۔ یوفوریہ (Euphoria) والوں نے 'فٹ بال گھر آ رہا ہے' کے الفاظ پر مبنی ایک گانا تیار کیا جس سے ان کی فٹ بال کے کھیل کے ساتھ وابستگی کا اظہار ہوتا تھا۔

اس ٹورنامنٹ میں سولہ ٹیمیں حصہ لے رہی تھیں جنھوں نے تین ہفتوں کے دوران آٹھ مختلف شہروں میں کھیلنا تھا۔ اگر یہ تیس سالوں میں انگلستان میں ایک اہم سپورٹس مقابلہ تھا تو مقابلوں کے دوران مسیحی خدمت کی مہم کو منظّم کرنا بھی پہلا موقع تھا۔ 1995 کے اوائل میں ڈینومی نیشنل Demoninational گروپس کے نمائندوں اور کرسچن مشن اولڈ ٹریفورڈ میں ملے۔ یورو96 اس میٹنگ کا مقام تھا۔ وہ لوگ جو اس میٹنگ میں موجود تھے انہوں نے ایک دوسرے سے جہاں تک ممکن ہوا تعاون کرنے کا عہد کیا تا کہ نقل اور مقابلہ بازی سے اجتناب کیا جا سکے۔ اوریجنل میٹنگ پر درج ذیل پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا:

☆ لٹریچر

☆ پاسبان کی خدمت

☆ فٹ بال کی تربیت

☆ دواخانے

☆ نوجوان طبقے کیلئے پروگرام

☆ آنے والے تماشائیوں کی مہمان نوازی

پروگرام میں آنے والے تماشائیوں کیلئے مہمان نوازی کی اصطلاحات میں کسی چیز کو بھی منظّم نہ کیا گیا۔لوکی (Low key) خادمانہ نظام کو رائج کیا گیا۔نوجوان طبقے کیلئے کچھ پروگرام رکھے گئے۔لیکن مہم میں زیادہ زور تربیت اور دواخانے اور لٹریچر پر تھا۔اہم رہنماؤں کی ہر میزبان شہروں میں نشاندہی کی گئی اور ہر ایک شہر میں تمام سرگرمیوں میں ربط پیدا کرنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

''یورو96 ''یادگاری طرز پر تیار ہونے والا کتابچہ'' بنیادی مقصد''(اس کتابچہ کو سی۔پی۔او۔کرسچن پبلسٹی آرگنائیزیشن نے تیار کیا۔) کھیلوں میں مسیحیوں کے ساتھ شراکت اور انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی اور ڈی اوگلوریا ٹرسٹ کے ساتھ ملکر برطانیہ میں کسی اہم موقعہ پر لٹریچر کی تیاری پہلی کاوش تھی۔ اور ابتدائی سطح پر تعداد اشاعت کچھ زیادہ نہ تھی۔ٹورنامنٹ کے اختتام پر 72000 کاپیاں فروخت کی جا چکی تھیں۔ایک غیر متوقع بونس جرمن پبلشر کے ساتھ شراکت تھی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 80,000ہزار کتابچے جرمن زبان میں شائع کرکے تقسیم کئے گئے۔

آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دوسال بعد ہونے والے ورلڈ کپ کیلئے بین الاقوامی سطح پر اتنی زیادہ تعداد میں اشاعت کی کوشش کی یہ ایک بڑی مثال قائم ہوئی ہوگی۔

بنیادی مقصد کے علاوہ سی۔پی۔او نے اس کور ڈیزائن کے ساتھ ایک ٹریکٹ تیار کیا جس کا عنوان تھا،''یہ دوسروں کو بتاؤ''ایک اور لٹریچر ایجنسی نے تقسیم کرنے والے فولڈر تیار کئے جن پر لکھا تھا،

'' جیتنے کا نشان''۔ عام اور دیگر اہم لٹریچر میزبان شہروں کیلئے تیار کئے گئے۔''یورو 96 ''کے اختتام تک، تقسیم کئے جانے والے لٹریچر کی تعداد توقع سے بھی زیادہ تھی۔صرف برطانیہ میں لگ بھگ 2,69000 بشارتی مواد پر مبنی لٹریچر(جو کہ مقابلے سے متعلق تھا، کی کاپیاں تقسیم کی گئیں)بعنوان

''بنیادی مقصد''ایک اچھوتے انداز میں بڑی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔مثال کے طور پر ٹپ ٹری ایسکس میں ایک چھوٹے سے چرچ نے 545 ,3 کاپیاں تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔شہر اور

قصبے کے ہر گھر میں ایک کاپی پہنچانے کا عزم کیا گیا۔ اس کے پیچھے سوچ اور یہ خیال کارفرما تھا کہ ایسے علاقہ جات میں نئے طور پر بشارت، خدمت اور گواہی کا کام کیا جائے جہاں پر خدمت گزاری کے ایسے کاموں کی بہت کمی ہے۔ اور تحقیقات کرنے، مسیح کو قبول کرنے والوں کو تعلیم دینے کی خدمت سرانجام دی جائے اگر وہاں کے لوگوں کا ردعمل اسکی اجازت دے۔

شیفلڈ میں ایک سٹی سینٹر چرچ نے دو ہزار کاپیاں تقسیم کرنے کا آرڈر دیا۔ یورو96 کا شیفلڈ میں آنا بطور ایک منفرد موقع کے جو کہ ممکن ہے آنے والے سالوں کے برابر نہ ہوں۔ دس ہزار کاپیاں جیلوں میں تقسیم کی گئیں۔ کرسچن انکوائری کی ایجنسی نے سن اخبار میں اشتہار دیا۔ کتابچے کی کاپیوں کی مفت تقسیم کی پیش کش کی، اور دو ہزار لوگوں نے اس میں دلچسپی ظاہر کی۔ روزنامہ سٹار، روزنامہ ایکسپریس اور گارڈئین میں بھی اشتہار دیئے گئے۔ برمنگھم میں ایک چرچ نے 0 1500 کاپیوں کا آرڈر دیا۔ پی۔ اوٹریکٹ ترکی زبان میں دیا کہ برمنگھم میں تقسیم کی جائیں جہاں کہ ترکی فٹ بال ٹیم اور معاونین ٹھہرے ہوئے تھے۔ بولٹن کی ایمبیسیڈر نامی ایک فٹ بال منسٹری نے بہت سے نوجوان بھرتے کئے جنہوں نے میزبان آٹھ شہروں میں سے سات شہروں کی کلیسیاؤں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ امریکہ کی چار ٹیموں نے جن میں مردوں اور عورتوں دونوں کی ٹیمیں شامل تھیں، نے ایمبیسیڈر منسٹری کے نوجوانوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سات میں سے چار شہروں میں مل کر کام کیا۔ مقامی ٹیم کے خلاف چھ میچز کھیلے اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ایمان کی گواہی دی۔ دو ہفتوں کی مصروفیت کے اختتام پر ایمبیسڈر نے 45 سکول اسمبلیز میں ،122 کلاسز کے علاوہ دیگر کئی اہم مقامات پر خدا کے نام کی گواہی دی۔ ٹیم نے 45 کلیسیاؤں اور 54 سکولوں کے ساتھ ملکر کام کیا اور لگ بھگ 10,000 لوگوں کو خوشخبری سنائی۔

بہت سی کلیسیاؤں میں ان چیمپئین شپ مقابلوں کے دوران سپورٹس منسٹری مضبوط ہوئی۔ لیڈز اور لیور پول میں علاقائی سطح پر کھیلوں کا اہتمام کیا گیا جن میں کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اور چیمپئینز کے مقابلوں کی نائٹ بھی ان ہی دو شہروں میں منعقد کی گئی جن میں تقریباً ایک سو

لوگوں اور رہنماؤں نے دونوں مقامات پر شرکت کی۔

چرچ پاسٹرل ایڈ سوسائٹی نے بیس لوگوں کی ایک ٹیم تیار کی تاکہ برمنگھم میں ولا پارک کے اردگرد گلیوں میں ان لوگوں سے ملا جا سکے جو کہ وہاں پر سکاٹ لینڈ کے ہالینڈ اور سوئیٹزرلینڈ کے مابین میچوں کو دیکھنے کیلئے آئیں۔ اس ٹیم نے وہاں پر گیت گائے، گواہی دی، سکیچ بورڈ استعمال کیا، مسیحی لٹریچر تقسیم کیا اور میچ شروع ہونے سے دو گھنٹہ پہلے لوگوں سے شخصی ملاقاتیں کیں، بعد میں وہ چائے خانوں میں بھی لوگوں سے ملاقات کی۔

اختتام پر بلاشبہ نتائج توقع سے کہیں بڑھ کر تھے۔ یہ سب کچھ ہمارے لئے حوصلہ افزائی کا باعث تھا کہ ''بنیادی مقصد'' پروگرام کے تحت مختلف اداروں کی مشترکہ مہم جوئی کا اچھا نتیجہ منظر عام پر آیا۔ بہت سی کلیسیاؤں نے ''یورو 96'' میں ایک بے مثال موقع دیکھا جس میں کھیلوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچا گیا۔ بہت سے لوگوں نے پہلی دفعہ یہ دیکھا کہ کھیلوں کے بڑے اور اہم مقابلوں کے موقع پر کلام کی خدمت کے کس قدر دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

دنیا

بڑے پروگرام اور کھیلوں کے مقابلوں کے موقع پر وسیع پیمانے پر خدمت اپنی ابتدائی حالت میں ہے۔ ہر موقع سے کچھ نہ کچھ سبق سیکھا جاتا ہے جس کا اطلاق اگلے موقع پر کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں فٹ بال ورلڈ کپ بلاشبہ کھیلوں کی دنیا کا سب سے بڑا موقع ہے جہاں پر گواہی اور منادی کے مواقع میسر آسکتے ہیں۔

1998ء میں فٹ بال ورلڈ کپ فرانس میں منعقد ہوا۔ لگ بھگ دو سال پہلے، فوئے (فرنچ سپورٹس منسٹری) کی جانب سے ایک مشترکہ کاوش اور اقدام اور فرانس کے Evangelistic Allience بشارتی اتحاد نے بہت سے سے رہنماؤں اور کرسچن مشنز کو متحد کر دیا، دونوں نے باہم ملکر بشارتی مہم چلائی، جس کی بنیاد دس میزبان شہروں پر تھی۔ لیکن اب یہ سارے ملک میں پھیل

رہی تھی۔ 150 کلیسیاؤں اور 40 مسیحی تنظیموں کے ساتھ فرانس اور دیگر غیر ممالک سے 2000 سے زائد کارکنوں نے اس میں حصہ لیا۔ بلاشبہ یہ فرانس میں ہونے والی سب سے بڑی بشارتی مہم تھی۔ ورلڈ کپ کے اختتام پر 1.5 ملین سے زائد مسیحی لٹریچر کی کاپیاں تقسیم کی گئیں، جن میں 15000 سپورٹس نیا عہد نامہ، 36000 کاپیاں جن پر ورلڈ کپ کے یادگاری کتابچے تھے اور 86000 فٹ بال جیز زفلمیں تقسیم کی گئیں۔

انگلستان کی سینکڑوں کلیسیائیں ورلڈ کپ منسٹری میں کسی نہ کسی طور پر اپنے حصے کا کام سر انجام دے رہی تھیں۔ سب سے کامیاب طریقہ چرچ میں یا کسی عام جگہ بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھانا تھا۔

چرچ ممبرز نے اپنے دوستوں کو مدعو کیا۔ بہت سے لوگ پہلی دفعہ کلیسیا میں آئے، بنیادی اور مرکزی خیال میں بہت سی تبدیلیاں ہوئیں۔

بہت سی کلیسیاؤں نے وقفہ کے وقت اور بعض نے میچ کے اختتام پر خوشخبری کا پیغام سنایا۔ جبکہ بہت سے اس بات پر خوش تھے کہ ایسے لوگ اس موقع پر چرچ میں آئے جو کبھی چرچ میں نہیں آئے تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرنے کی کوشش کی۔ بہتوں نے شروع میں اور بعض نے دوران وقفہ کھانا پیش کیا۔ ایک کلیسیا نے نہ صرف ٹکٹ فروخت کئے بلکہ چرچ کے ایک حصہ میں بڑی آرام دہ کرسیاں بھی لگائیں۔ ایگزیکٹو بکس سٹال موقع کی مناسبت سے بڑا موزوں لٹریچر جیسا کہ کرسچن سوونیئر بک لیٹ جسکا پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مہمانوں کیلئے رکھ دیا گیا۔

بڑی سکرین کی پیش کش کی کامیابی بڑی سادہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ فٹ بال میچ دیکھنا ایک تفریح ہے۔ اگر آپ کسی شخص کے ساتھ ملکر کھیل نہیں سکتے یا کھیل دیکھ نہیں سکتے تو بھیڑ کے ساتھ ملکر دیکھیں یعنی ایسے ماحول کے ساتھ جو بھیڑ کے سبب پیدا ہو جاتا ہے۔ شائد یہ دوسرا بڑا انتخاب ہے۔ فلپ ڈیلر جو کہ کاسٹ وولڈز میں چپنگ کیمپڈن بیپٹسٹ چرچ کے پاسبان ہیں وہ اس بات کی وضاحت کہ ان کی کلیسیا نے کیوں ورلڈ کپ کے میچ اپنے چرچ میں دکھانے کا انتظام

کیا تھا، اس طرح کرتے ہیں:

''ہم چاہتے تھے کہ ہمارے دوست بھی اس تجربہ میں شریک ہوں لیکن ہم ایسے دوستوں کو بھی مدعو کرنا چاہتے تھے جو کبھی چرچ نہیں آئے۔ خاص طور پر مرد حضرات۔ ہم چاہتے تھے کہ لوگ جانیں کہ چرچ ایک تفریح کا مقام بھی ہے۔ معاشرتی پروگرام اور اس ایمان کے بارے جانیں جس پر ہمارا یقین ہے۔

ورلڈ کپ فاسٹو سائیڈ فٹ بال ٹورنامنٹ ورلڈ کپ فٹ بال منسٹری کا ایک پہلو تھا۔ آٹھ ارکان کو اپنے ساتھ لیں۔ ہر ایک اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ کھیلنے کیلئے مدعو کرے،۔ کوئی جگہ تلاش کریں۔ ایک گیند لیں اور ریفری کا انتخاب کریں۔ چرچ کے باہر چرچ کے کسی خاص موقع پر آپ 32 لوگوں کے ساتھ فائیو سائیڈ فٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد کر سکتے ہیں۔ آٹھ کلیسیائی اراکین کو لیں، ہر ایک اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ کھیلنے کیلئے مدعو کرے۔ ایک جگہ تلاش کریں۔ فٹ بال اور ریفری کے ساتھ چرچ کے کسی خاص موقع پر کلیسیا کے باہر کے لوگوں کیساتھ فائیو اے سائیڈ فٹ بال ٹورنامنٹ ہو جائے گا۔

دوسرے پروگرام میں ورلڈ کپ بریک فاسٹ یاڈنز میں، ورلڈ کپ گھروں میں پارٹیز،، کوئز پروگرام میں، بیڈمنٹن، سپورٹس فیسٹیول، سکول مشن، ورلڈ کپ سکیر سروسز، ورلڈ کپ سکول اسمبلیز اور مقامی کلب اور چرچ کے درمیان فٹ بال میچ کا انعقاد ہے۔

ورلڈ کپ فٹ بال کا فائنل بروز ہفتہ شام سات بجے ہوا جو کہ بعض کلیسیاؤں کیلئے بڑی پریشانی کا سبب بنا۔ کیا انہیں روایتی شام کے گیت کے بغیر جاری رکھنا چاہئے۔ کیا انہیں یہ جانکر کہ لوگ زیادہ تعداد میں نہیں آئیں گے عبادتی پروگرام منسوخ کر دینا چاہئے۔؟ کیا انہیں شام کی عبادت اور فائنل میچ کو یکجا کر دینا چاہئے؟

بعض کلیسیاؤں نے کھیلوں سے متعلق ڈرامہ کے ساتھ ورلڈ کپ سروس کا انعقاد کیا جس میں میچ آف دے ڈے کے گیت کی دھن اور کھیلوں کی دنیا سے گواہیاں شامل تھیں۔ بعدازاں سب

نے اکٹھے ملکر میچ دیکھا۔ ''بخر ست ہل'' کی کلیسیائیں ورلڈ کپ کے دوران ٹاؤن میں گئیں انکا مکمل پروگرام بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھانا تھا۔ بچوں کیلئے فٹ بال کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کرنے ،فیملیز کیوئز نائٹ ،کسی نئی جگہ پر شام کا کھانا۔ایسے علاقہ جات بھی تھے۔ جہاں فٹ بال کے کھیلوں کا انعقاد نہیں کیا گیا تھا۔خواتین کیلئے متبادل انٹرنیشنل سیر اور دوپہر کے وقت میوزک ،شاعری اور خواتین کیلئے خصوصی پروگرام شامل تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ کائنات میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کھیلوں سے کچھ دلچسپی نہیں رکھتے۔اور وہ اس بات پر ناراض ہوتے کہ ٹی وی پر ہر وقت کھیلوں کے پروگراموں کی بھرمار ہوتی ہے۔لیکن یہ پروگرام موقع فراہم کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں تک کھیلوں سے آزاد پروگراموں کے وسیلہ پہنچا جائے۔ بہت سی کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ کے ذریعہ کھوئے ہوؤں تک پہنچنے کیلئے پیدا ہونے والے موقع کیلئے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ورلڈ کپ کے بعد،سی۔ پی۔او اور کھیلوں کی دنیا سے منسلک مسیحیوں نے کلیسیاؤں میں سوالنامہ کے ذریعہ ایک جائزہ لیا۔جنہوں نے ورلڈ کپ منسٹری میں بھرپور شرکت کی تھی۔ ذیل میں دئے گئے تاثرات اس جائزہ رپورٹ سے حاصل کئے گئے ہیں:

1۔ ورلڈ کپ نے ہمارے چرچ لیڈر کے طرزِ فکر کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے جو چرچ بلڈنگ کو محض اتوار کی عبادت کیلئے مخصوص جگہ سمجھتے ہیں۔

2۔ یہ ایک ایسا خوبصورت موقع تھا جس نے چرچ کے دروازوں کو ان لوگوں کیلئے کھول دیا جو عموماً چرچ نہیں آتے یا گھروں میں آرام فرماتے ہیں۔

3۔ یہ بہترین کتابچہ ہونے کی وجہ سے خوشخبری کو لوگوں تک پہنچنے کا ایک شاندار طریقہ تھا۔ لوگوں کو ڈرائے بغیر اور بائبل کے حصوں کو تقسیم کئے بغیر،خاص طور پر ان لوگوں کیلئے جو کبھی یہ کہتے تھے کہ انہیں خدا سے یا چرچ جانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور نہ ہی ان کے پاس ایسی سرگرمیوں کیلئے وقت ہے۔

4۔ ورلڈ کپ چرچ اور عام لوگوں کے درمیان ایک ایسی چیز تھی جو خیالوں اور سوچوں میں

سمایا ہوا تھا۔

یہ ان لوگوں تک خوشخبری کا چیلنج لے کر جانے کا بڑا شاندار موقع تھا جنہیں ورلڈ کپ میں خاص دلچسپی تھی۔ ناقابل یقین حد تک سو سے زیادہ ممالک میں ورلڈ کپ سے متعلق بشارت کا کام ہوا۔ پہلی دفعہ ورلڈ کپ کیلئے بشارتی مواد تیار کرنے کی ایک ٹھوس کوشش کی گئی۔ جیسا کہ جیز فلم کا فٹ بال ایڈیشن۔ ویڈیو فلم، (will Brazil do it again?) وِل برازیل ڈو اِٹ اگین؟ سپورٹس نیا عہد نامہ اور کتابچہ بہترین اشاعت تھیں۔ اور پوری دنیا میں ان کی اشاعت کو ممکن بنایا گیا۔ ہمارے پاس دنیا بھر میں جو کچھ کلیسیاؤں نے کہا اس کی جھلکیوں سے بڑھ کر بیان کرنے کیلئے کچھ موجود ہے۔

ارجنٹائن میں 400 کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ کیلئے دعا کرنے کی مہم میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ لٹریچر، ویڈیو اور گھر گھر جا کر خوشخبری کا پیغام سنایا گیا۔ بنگلہ دیش میں 300 سے زائد کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ منسٹری میں شرکت کی۔ جس میں فٹ بال میچز بھی شامل تھے۔ خاص طور پر سپورٹس سروسز، ویڈیو اور لٹریچر بھی۔ 80,000 سے زائد ورلڈ کپ بشارتی لٹریچر کی کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ یہ سب کچھ بنگلہ دیش سپورٹس کولیشن، بائبل سوسائٹی اور پانچ بڑی تنظیموں کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ تھا۔ بلغاریہ میں 12000 کتابچے چھ بڑی تنظیموں اور تین مشنوں نے تقسیم کئے۔ مصر میں 800 بڑی کلیسیاؤں نے ورلڈ کپ آؤٹ ریچ کمپین میں شرکت کی۔ اور ویڈیو، لٹریچر کیمپس بڑی سکرین پر کھیلوں کو دکھانا اور سپورٹس ڈے کو استعمال کیا گیا۔

چرچ میں لگ بھگ 300 کے قریب چرچ ورلڈ کپ پارٹیز تھیں۔ جو بڑے بڑے مقابلوں کے اردگرد کام کر رہی تھیں۔ اس سے بڑی کامیابی منظر عام پر آئی اور ایسے لوگوں تک رسائی ممکن ہوئی۔ جو چرچ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے تھے اور وہ پہلی دفعہ چرچ میں آئے۔ دیگر ممالک جہاں فٹ بال ورلڈ کپ سے متعلق باہر کے علاقوں میں بشارتی کام کیا گیا، ان میں برما، انڈیا، عراق، جاپان، اردن، مراکش، ساؤتھ افریقہ، تھائی لینڈ اور زمباوے شامل ہیں۔ پوری دنیا میں

کلیسیائیں پہلی دفعہ کلیسیاؤں کی اس خاص صلاحیت کو دیکھ رہی تھیں جو اس نے کھیلوں میں بڑی خاص دلچسپی لیتے ہوئے خدمت کے لئے مراسم اور تعلقات قائم کرنے میں دکھائی۔ 1999 کا ورلڈ کپ کرکٹ ایک اور بڑا پروگرام تھا، جس نے اہم کھیلوں کے موقع میں نئی راہیں پیدا کیں۔ یہ انگلستان میں 14 مئی سے 20 جون تک منعقد ہوا۔ انگلستان میں 17 مختلف مقامات پر 42 میچز کھیلے گئے۔ ساتھ ہی سکاٹ لینڈ ویلز میں آئرلینڈ اور ہالینڈ میں پانچ میچز کھیلے گئے۔

ذیل میں دئے گئے 12 ممالک نے مقابلوں میں حصہ لیا۔ ان میں آسٹریلیا، بنگلہ دیش، انگلستان، سری لنکا، بھارت، کینیا، نیوزی لینڈ، پاکستان، سکاٹ لینڈ، ساؤتھ افریقہ، زمباوے، ویسٹ انڈیز۔ اور بالاخر آسٹریلیا کے سر ورلڈ کپ کا سہرا سجایا گیا۔ دس ممالک میں خدمت گزاری کا کام کیا گیا۔ بین الاقوامی شراکت کی بہترین مثال جواب قائم ہو چکی ہے ایک حقیقت ہے۔ سی۔ پی۔ او کرکٹ ورلڈ کپ کتابچہ ''کرکٹ ایک فرق موڑ پر'' برطانیہ میں چھ ہزار، جبکہ آٹھ مختلف زبانوں میں 250,000 سے زائد کا پیاں انڈیا، بنگلہ دیش، پاکستان، نیپال اور سری لنکا میں تقسیم کی گئیں۔

اندازاً 1.3 ملین لوگوں تک برصغیر میں کرکٹ ورلڈ کپ کے ذریعہ خوشخبری کا کلام پہنچ گیا۔ مختلف سرگرمیوں پر بہت پیسہ خرچ کیا گیا۔ 122 کرکٹ ٹورنامنٹ دس کوچنگ کلینکس، کوئز پروگرام، بڑی سکرین پر کھیل دکھانا، لٹریچر کی تقسیم، اور ٹی وی سلوٹس T.v Slots بروئے کار لائے گئے۔

صرف بنگلہ دیش ہی میں کئی کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوئے۔ ورلڈ کپ سنڈے نے سینکڑوں کلیسیاؤں کا مشاہدہ کیا۔ ان کی تربیت کی گئی۔ رویا کو بیان کرنے کیلئے اشتہارات، چھوٹے اشتہارات اور بہت سے مختلف لٹریچرز۔ الائن شاہ جو کہ بنگلہ دیش سپورٹس کولیشن سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے اس کمپین کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''ہم خداوند کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں سپورٹس منسٹری کا موقع فراہم کیا۔ اسلامی ممالک کے تناظر میں یہ پروگرام ایک بڑا اچھا موقع تھا۔ مسیحی رہنماؤں کی تربیت کرنے کا بھی تا کہ وہ خوشخبری

سنانے کیلئے تربیت پائیں۔ہم اپنے ان دوستوں کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے بڑے کھلے دل سے ہمیں عطیات دیے۔ جنہوں نے مسیح میں ہمارے شریک کار ہوتے ہوئے اپنی نعمتوں کو ہم میں بانٹا۔ بلاشبہ 1999 کا کرکٹ ورلڈ، اب تک کی گئی کوششوں میں ایک بڑی بشارتی کوشش تھا۔ ایسے ممالک میں خدمت بڑی موثر اور پھل دار ہوئی جہاں پر کرکٹ اہم ترین کھیل ہے جبکہ انگلستان میں کرکٹ ورلڈ منسٹری ،فٹ بال ورلڈ منسٹری کا دسواں حصہ تھی۔ جو کہ ان دونوں کھیلوں میں متعلقہ دلچسپی کی آئینہ دار تھی، برصغیر میں خدمت کے مواقع اور کھیلوں کی سرگرمیاں وسیع تھیں۔سپر باؤل کے ارد گرد خدمت ،امریکن فٹ بال کے مساوی ایف اے، فائنل کپ نے گزشتہ چند سالوں سے مسلسل بڑی ترقی کی ہے۔خیال بالکل سادہ ہے۔سپر باؤل پارٹی یہ کسی گھر ،سکول ہال یا چرچ میں بھی ہوسکتا ہے۔ چرچ ممبرز اپنے دوستوں کے دوپہر کے کھانے اور سپر باؤل سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

جیسا کہ سپر باؤل، تین گھنٹے ،کبھی شروع ،کبھی سٹاپ کے تحت جاری رہتا ہے۔ایف اے فائنل کپ سے زیادہ شائقین سپر باؤل کو دیکھنے کیلئے نہیں آتے۔اس سے والدین کو موقع ملتا ہے کہ وہ گھر سے باہر کھانا کھانے ،مشروبات پینے یا کھیل کے دوران گپ شپ لگانے کیلئے چلے جائیں سپورٹس سپیکٹرم جو کہ امریکہ میں کرسچن سپورٹس ایجنسی ہے نے دوسری ایجنسیوں کی شراکت سے چرچز کیلئے سپر باؤل کی منسٹری کٹ تیار کی ،اس کٹ میں ایک اشتہار جو کہ ہونے والے میچ کی تشہیر کرتا ہے۔ساتھ ہی سپر باؤل کے کھلاڑیوں کی ویڈیو فلم ،جس میں ان کی گواہی ریکارڈ ہوتی ہے۔ممکنہ حد تک ان کھلاڑیوں کی گواہیاں شامل ہوتی ہیں جو کھیل میں حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ کھیل سے پہلے یا پھر وقفہ کے دوران دکھائی جاتی ہے۔ساتھ میں سپر باؤل کی اصطلاح میں لکھا ہوا بشارتی لٹریچر بھی دیا جاتا ہے۔2000 (Kits) کٹس 18 ملین لوگوں کو ہر سال تقسیم کی جاتی ہیں جو کہ سپر باؤل منسٹری کی وساطت سے تیار کی جاتی ہیں۔

کرسچن منسٹری جو کہ بڑے کھیلوں کے موقع پر کی جاتی ہے۔وہ تو آج کی بات ہے۔تاہم یہ

بات پہلے ہی سے ثابت ہو رہی ہے بہت سے مما لک میں ہزاروں کلیسیاؤں کی بیرونی سرگرمیاں موثر پہلو ہیں۔خیال بالکل سادہ ہے۔ بڑے کھیل میں دلچسپی کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمت کیلئے مراسم قائم کرنا خدمت کی یہ قسم بڑی لچکدار ہوتی ہے۔ مقامی منتظمین کے مقصد اور نصب العین اور مقامی صورتحال کے مطابق جس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا وہ یہ ہے کہ بڑے اور کھیلوں کے اہم اور بڑے مقابلوں کے موقع پر کی جانے والی خدمت لوگوں کو پہلی دفعہ کلیسیا میں لانے، مسیح میں ایمان کو دریافت کرنے میں ان کی معاونت کرنے کا موثر ذریعہ ہے۔

حاصل کلام

اس کتاب کا پیغام یہ ہے کہ کھیل خدا کی تخلیق کا حصہ ہے اور اسے خدا نے اس لئے تخلیق کیا ہے کہ اس کی مخلوق اس سے لطف انداز ہو۔ہم ان الفاظ کو دہرانے سے بڑھ کر اور کیا کر سکتے ہیں جنہیں ایرک لڈل سے منسوب کیا گیا ہے۔

خدا نے مجھے ایک مقصد کیلئے خلق کیا ہے۔لیکن اس نے مجھے ایک تیز دوڑنے والی شخصیت بنایا ہے۔اور جب میں تیز دوڑتا ہوں تو بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں۔

سپورٹس زندگی کا وہ حصہ ہے جس کے متعلق لوگ بڑے پر جوش ہو جاتے ہیں۔ یہ محض کھیلنے سے بڑھ کر ہے۔بعض اوقات کسی ایک میچ کے نتیجہ کی اہمیت باقی تمام ترجیحات سے بڑھ جاتی ہے لیکن یہ بات درست نہیں۔

کھیل اور مسیحیت کے درمیان رشتہ بڑا پیچیدہ ہوتا ہے۔بعض لوگ ایسی باتیں کر کے کہ خداوند بیس بال کھیل کی کسی خاص صورتِ حال میں کس ردعمل کا مظاہرہ کرتے، وہ دراصل خداوند یسوع مسیح کے طرزِ خدمت کو اپنانے سے کتراتے ہیں۔کھیلوں کی دنیا سے منسلک لوگوں کی امید اور دعا یہ ہے کہ معروف اور ماہر کھلاڑی اپنے پیشہ کے مخصوص ماحول میں دینداری کی زندگی گزاریں اور خداوند یسوع مسیح کی تعلیم کو سنجیدگی سے لیں اور موقع کی مناسبت سے گواہی اور

خدمت کا کام بھی

سرانجام دیں۔اس سے خداوند کے نام کو جلال ملے گا اور وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان گواہی کا باعث بھی ہوں گے۔

اسی طرح ہم مسیحی کھلاڑیوں کو ان کے ابتدائی دور ہی میں اس مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے کلب میں اپنے چال چلن سے ایک اچھا نمونہ پیش کریں۔ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہر ایک کلیسیا میں کھیلوں کے پروگرام منعقد ہوں اور پھر دیکھیں کہ یہی پروگرام سب قوموں میں شاگرد بنانے کیلئے ارشادِ اعظم کی تکمیل میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔اگر اس کتاب سے ان مقاصد کے حصول میں تھوڑی بہت مدد بھی مل سکے تو یہ کتاب واقعی قابلِ قدر ہے۔